وعدۂ فتح ہے مومن کے لیے قرآن میں
پھر جو ناکام ہیں کچھ ہے کمی ایمان میں
(مجذوبؒ)

مجالسِ ابرار

مجموعۂ افادات
حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

تالیف
حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
مدرسہ بیت العلوم گلشن اقبال ۲ کراچی

قیمت

وعدۂ غلبہ ہے مومن کے لیے قرآن میں
پھر جو تو غالب نہیں کچھ ہے کسر ایمان میں
(مجذوبؒ)

مجالسِ ابرار

ملفوظات

مع

مجموعہ افادات

* اُمت کی پریشانی کا سبب اور علاج ○ اصولِ زرّیں برائے طلباء و مدرسین
* ضرورتِ تبلیغ اور اس کے حدود

○

حضرتِ اقدس مولانا حافظ قاری شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

○

ناشِر
کتب خانہ مظہری
مدرسہ بیت العلوم گلشن اقبال ۲ کراچی

مجالس ابرار

مجموعہ ملفوظات وارشادات

حضرت اقدس مولانا حافظ قاری شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

مجاز بیعت

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی صاحب
تھانوی رحمۃ اللہ علیہ،

مرتبہ

مولانا حکیم محمد اختر صاحب

خلیفہ

حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم
خادم خاص حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوریؒ

ناشر

کتب خانہ مظہری گلشن اقبال ۲، کراچی

تقریظ

از فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا مفتی **محمد شفیع** صاحب دامت برکاتہم

مفتی اعظم پاکستان بانی و موسس دار العلوم کراچی

باسمہٖ سُبحانہٗ

جناب مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم خلیفہ ارشد حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ اپنے مرشد کے طریق پر اخلاق و معاملات کی اصلاح اور تربیت و تزکیہ۔ تعلیم و تدریس کی خدمات پورے انہماک کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔ آپ کا قیام اپنے آبائی وطن ہردوئی (بھارت) میں ہے اور ہندوستان کے طول و عرض میں آپ کا فیض جاری ہے ابھی دو ماہ قبل حج بیت اللہ سے واپسی پر موصوف نے ڈیڑھ ہفتہ کراچی میں قیام فرمایا اور حیدر آباد کا سفر بھی فرمایا کراچی کے دوران قیام دار العلوم کراچی اور مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن اور دیگر اداروں میں تشریف لے گئے علماء اور طلباء اور عوام کے سامنے آپ کے بصیرت افروز بیان ہوئے اور مجالس و محافل میں بھی ملفوظات کا سلسلہ جاری رہا آپ کے خادم خاص عزیزم مولانا حکیم محمد اختر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بالافادات والافاضات (جو آپ کے خلیفہ بھی ہیں) لیلاً و نہاراً صباحاً و مساءً آپ کے ساتھ رہے اور مواعظ و ملفوظات کو نوٹ کرتے رہے اب اس مجموعہ کو **مجلس ابرار** کے نام

سے موصوف شائع فرما رہے ہیں تاکہ ان غائبین تک بھی یہ اصلاحی باتیں پہنچ جائیں جو مجلس میں حاضر نہ تھے۔ اللہ جل شانہٗ موصوف کی ان مساعی حسنہ کو قبول فرما کر مجالس ابرار کے فیض کو عام و تام فرمائے۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہٗ

۱۱ ربیع الاوّل ۱۳۹۶ھ

محدث کبیر فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری

دامت برکاتہم

بانی و مؤسس مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد المصطفیٰ

وعلیٰ اٰلہ واصحابہٖ ماکفیٰ وشفیٰ

امابعد! حضرت حکیم الامت تھانوی قدس اللہ سرہ اپنے عصر میں مایۂ ناز ہستیوں میں تھے جن کی حیات مقدسہ کے انفاس قدسیہ تربیت و اصلاح امت و رشد و ہدایت کا سرچشمہ تھے جس قدر فیض و برکت ان کے ملفوظات و تالیفات سے امت کو پہنچی ہے عہد حاضر میں اس کی نظیر نہیں ملتی حضرت رحمہ اللہ کے خلفاء و مستفیدین کو جتنا تعلق و قرب و جذب کی نسبت رہی اسی قدر حق تعالےٰ نے ان کو بھی مقبول بنایا ان قابل قدر مبارک ہستیوں میں سے الحمد للہ کہ ہمارے گرامی اخلاص مولانا ابرار الحق صاحب نفع اللہ الامۃ بحیاتہ کا وجود بھی ہے ابتداءً تو غائبانہ تعلق رہا اور ایک عرفانی ملاقات بھی ہوئی اور ان کے قابل قدر احوال بھی سنتا رہا

لیکن اس دفعہ کراچی تشریف آوری کے موقع پر قریب سے دیکھا اور دو تقریریں سُننے کا موقع بھی نصیب ہوا الحمدللہ کہ توقع سے بالاتر پایا ماشاءاللہ حضرت تھانوی قدس سرہ کی نسبت جذب نے ان کو اپنا مجذوب بناکر ان کی زبان کو اپنے پرکیف مواعظ سُنانے کے لئے انتخاب فرمایا وکفیٰ بہ فخراً اللہ تعالےٰ ان کی زندگی کو مزید نافع فرمائے آمین **مجالس ابرار** انھیں مواعظ اور تقریروں کے اقتباسات کا مجموعہ ہے اللہ تعالےٰ قبول فرمائے۔ آمین

محمد یوسف بنوری

یوم سہ شنبہ ۱۸ ربیع الاوّل
۱۳۹۶ھ

از حضرت عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحیؔ صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ

حضرت اقدس حکیمُ الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ہمارے حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ العزیز حکیم الامت اور مجدد الملت تھے اسکے دلیل وثبوت بین خود حضرت کے کارنامۂ مساعی علوم ظاہری و باطنی ہے حضرت نے ساری عمر اصلاح امت میں صرف کی جبکہ ہر شعبۂ دین میں ابتری و بدعت و رسومات کی شمولیت ہو چکی تھی اور مسلمان کا ہر شعبۂ حیات مسموم ہو چکا تھا چنانچہ حضرت کے تصانیف مواعظ و ملفوظات ہزارہا کی تعداد میں انھیں موضوعات پر مشتمل ہیں۔ حضرت والا" تو یہ ذخیرۂ رشد و ہدایت اُمت مرحومہ کے لئے چھوڑ گئے اللہ تعالےٰ کا احسان عظیم ہے کہ حضرت کے نقش قدم پر چلنے والے اور حضرت کے مسلک و ذوق کے اشاعت کرنے والے بحمداللہ اب بھی موجود ہیں

میرے محترم برادر عزیز مولانا ابرار الحق صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کو اللہ تعالےٰ نے ظاہری و باطنی اوصاف سے نوازا ہے ماشاءاللہ عالم حافظ قاری اور ہمارے حضرت والاؒ کے خلیفہ ہیں موصوف نے تحصیل علوم درسیہ کے بعد اپنی ساری عمر اشاعت دین اور اصلاح امت کے لئے وقف کر دی ہے اور بہت سے مدارس دینیہ بعون اللہ تعالےٰ قائم کئے ہیں اور نمایاں ترقی کر رہے ہیں اس کے علاوہ جگہ جگہ مواعظ اور ملفوظات سے بھی مسلمانوں کو مستفید فرماتے رہتے ہیں چنانچہ اس کے پیش نظر کتاب مجالس ابرار میں آپ اُن کے ملفوظات ملاحظہ فرمائیں گے ان تمام ملفوظات میں ہمارے حضرت والا کا مذاق اور مسلک کا رنگ جھلکتا ہے اور از دل خیزد بر دل ریزد والا اثر محسوس ہوتا ہے انشاءاللہ تعالےٰ ناظرین کو جن میں طلب اور تشنگی دین ہے اُمید قوی ہے کہ ان سے نفع عظیم ہوگا دل وجان سے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ عزیز موصوف کی مساعی دینیہ کو قبول فرمائیں اور درازیٔ حیات کے ساتھ اعلائے کلمۃ الحق کے لئے نصرت وحمایت فرمائیں آمین ثم آمین بحق سید المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا

دُعاگو

احقر محمد عبد الحی عفی عنہ

۶ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

از حضرت بابا نجم احسن صاحب نگرامی مجاز صحبت
حضرت حکیم الامت تھانویؒ

مجالس ابرار

محب عزیز صاحب جمال حضرات ابرار اور فدائے سنت سیدالابرار علیہ الصلوٰۃ

والسلام مولانا ابرار الحق صاحب متعنا اللہ بطول بقائہ کا دیدار اب کے برسوں بعد نصیب ہوا ان کے محاسن اور کمالات ذاتی کے علاوہ وہ وقت یاد آگیا جب تھانہ بھون میں انہیں چٹکتی کلیوں یا گل نوبہار کی کیفیت میں دیکھا تھا۔ اور یہاں جب گل وگلزار کی شان دیکھی تو طبیعت وجد میں آگئی۔ بیان۔ حُسنِ بیان۔ طرزِ بیان جاذبیت۔ حُسنِ ادا۔ میں ناکارہ کیا بیان کر سکتا ہوں۔

؎ بسیار شیوہاست بُتاں را کہ نام نیست۔ کا معاملہ ہے پھر بھی یہ کہنا پڑتا ہے کہ بزم اشرف کے اس آفتاب ضیاافروز کو دیکھ کے دل میں بے ساختہ یہ آیا کہ ؏ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را

بیان اور حُسن بیان سے قطع نظر ماشاء اللہ علمی وعملی شانیں اور آئیں یہی نہیں کہ خاص ابراری انداز رکھتی ہیں بلکہ ان کی نافعیت انشاء اللہ یقینی ہے پھر ایک خاص شان یہ ہے کہ مُصلحانہ انداز میں کوئی ضعف ورعایت نہ ہونے کے باوجود قلب و روح اس سے سرور اور نفع دونوں حاصل کرتے ہیں مجالس ابرار کی ترتیب سے عزیز وافر تمیز عزیزم مولانا حکیم محمد اختر سلمہ اللہ نے بڑا ہی کار خیر و مطلوب انجام دیا۔ اللہ تعالیٰ فیضان ابرار کو تادیر قائم رکھے اور اختری مساعی کو قبول ومقبول فرمائے۔

ناکارہ آوارہ
نجم احسن نگرامی
۲ ج ۱ ۱۳۹۶ھ

از حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم
مہتمم اشرف المدارس ناظم آباد کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کو اللہ تعالیٰ نے ایسی خاص شان اصلاح سے نوازا ہے اور پھر اصلاح امت کے کام کو ان کے لئے اس

طرح دردِ دل بنا دیا ہے کہ اس کی مثال ڈھونڈنے سے بھی کہیں نہیں ملتی،

رہبرانِ قوم نے نہی عن المنکر کے فریضہ کو تو ایسا بھلا دیا ہے کہ گویا یہ حکم سرے سے شریعت میں ہے ہی نہیں، اس سے بھی بڑھ کر منکرات کی مجالس میں علانیہ شرکت بلکہ اپنی مجالس میں منکرات کی کھلی چھٹی دے کر عوام کو فتنۂ اباحیت میں مبتلا کر دیا ہے۔

میں اطراء فی المدح اور کسی کی مدح کے ضمن میں تنقیص غیر سے پناہ مانگتے ہوئے یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ اصلاح منکرات کا جو کام حضرت مولانا **ابرار الحق** صاحب سے لے رہے ہیں وہ آج دنیا میں اور کہیں نظر نہیں آتا۔

پھر نہی عن المنکر کے جذبہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حُسنِ بیان اور ایسی شان جاذبیت عطا فرمائی ہے کہ آپ کی نکیر باعث تنفیر نہیں بنتی بلکہ منکرات کا قلع قلوب کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے، یہ دل کی تڑپ اور اخلاص و قبول کی علامت ہے،

اللہ تعالیٰ برادرم مولانا حکیم محمد اختر صاحب کو جزاء خیر دے کہ انہوں نے کراچی میں حضرت ممدوح کے اصلاحی بیانات "مجالسِ ابرار" کے نام سے شائع کر کے عوام تک پہنچانے کی کوشش کی اللہ تعالیٰ اسے نافع بنائیں اور دوسرے مقتدا حضرات کے لئے کحل الجواہر بنائیں تاکہ وہ مداہنت اور سہل انگاری ترک کر کے اس فریضہ کی طرف توجہ فرمائیں۔ آمین۔

رشید احمد عفا اللہ عنہ

۸۔۴۔۹۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مقدمہ

احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ حج سے واپسی[1] پر حضرت اقدس مرشدنا مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم والطافہم تقریباً دو ہفتہ ہم لوگوں کو اپنے مواعظ وارشادات حسنہ سے مستفید فرماتے رہے۔ احقر کو حق تعالیٰ کے لطف وکرم نے اہتمام سے ان علوم نافعہ اور ملفوظات حسنہ کو قلمبند کرنے کی توفیق بخشی جو بر مقام دار العلوم حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم و مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری دامت برکاتہم و بر مکان حضرت ڈاکٹر عبد الحیٔ صاحب دامت برکاتہم اور جامعہ فاروقیہ۔ جامعہ حمادیہ ڈرگ کالونی نمبر ۳ و ۴ ۔ اشرف المدارس ناظم آباد (کراچی) مفتاح العلوم و مظاہر العلوم وغیرہ (حیدر آباد) میں بیان ہوئے تھے۔ یہاں کے اکابر حضرات بھی حضرت کے مواعظ سے بہت مسرور ہوئے۔

تاثرات اکابر:-

(۱) حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ میری اور مولانا کی نسبت میں اتحاد ہے اور مولانا کی انتظامی شان دیکھ کر تو معلوم ہوا کہ یہ سلطنت بھی چلا سکتے ہیں۔

(۲) حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم نے اپنی مجلس خصوصی میں حضرت کا مختصر بیان سن کر ارشاد فرمایا آج کانوں میں ان باتوں کی آواز

---

[1] تاریخ آمد کراچی عشرۂ اولیٰ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ

آرہی ہے جو ہم تھانہ بھون میں سُنا کرتے تھے۔

(۳) حضرت مولانا یوسف صاحب بنوری دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ مولانا سے مجھے قلبی لگاؤ اور تعلق ہے اور میں مولانا سے بہت متاثر ہوں۔

(۴) حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ مولانا کے علوم سے اور وعظ سے مجھے نہایت خوشی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا کو بڑی ترقیات سے نوازا ہے۔

(۵) حضرت بابا نجم احسن صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ مولانا یادگار حکیم الامت ہیں۔

احقر کے قلب میں شدت سے یہ داعیہ پیدا ہوا کہ ان کو طباعت سے آراستہ کر دیا جائے تاکہ دوسرے طالبین حق بھی مستفید ہو سکیں احقر نے حضرت اقدس سے اس کی اجازت بھی حاصل کرلی۔

حضرت اقدس فداہ روحی سے خصوصاً اور جملہ ناظرین کرام سے عموماً، احقر دعائے مغفرت بے حساب اور حسن خاتمہ اور جنت میں صالحین کی معیت کے لئے عاجزانہ اور مضطربانہ درخواست عرض کرتا ہے ؎

سیکڑوں کو تو کرے گا جنتی
ایک یہ نا اہل بھی اُن میں سہی (مجذوبؒ)

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم بحق رحمتک العمیم وبحق نبیک الکریم علیہ الصلوۃ والتسلیم

احقر المرتب محمد اختر عفا اللہ عنہ
۴ - جی - ۱/۱۲ ناظم آباد کراچی
۴ صفر المظفر ۱۳۹۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در بیان تشکّر احسانات مرشد دامت برکاتہم

از مثنوی اختؔر عفا اللہ عنہ

اے برار الحق چہ احساں کردۂ | ماہ جانم راچہ تاباں کردۂ
نقشپائے انبیاء و اولیا | پیشوائے بارگاہِ کبریا
جان خود با جان تو در بافتم | زیں گدائی صد حیاتے یافتم
اندرون فقر شاہی دیدہ اَم | خواجگی اندر گدائی دیدہ اَم
اے کہ مونت دلِ بیمار من | اے جنیدؒ و رومیؒ و عطّارؒ من
چشم ما در ہجر چوں خونریز شد | بہر جانم شہر تو تبریز شد
انت شیخٌ انتَ مصباحُ الطّریق | اُنتَ لی نِعمُ الصّدیق والرّفیق
یا حبیبی انت کالشّمس المنیر | ہمچو مہ نورم ز نورت مُستنیر
اے برار الحق خدائے بر تر ت | گوہر رحمت ببارد بر سرت
پیش نور آفتابت اے برار | اختر و صد اختراں راچہ شمار

من چہ گویم پیش تو شکر و ثنا
آفتاب آمد و اختؔر شد فنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ملفوظات حضرت اقدس مرشدنا شاہ ابرار الحق صاحب

دامت برکاتہم والطافہم

مرتبہ

احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ

۱۔ ارشاد فرمایا کہ جب وعظ کا اعلان دس منٹ کا ہو تو دس منٹ پر وعظ کو ختم کردینا چاہئے۔ کیونکہ یہ اعلان بھی ایک عہد اور وعدہ ہے بعض لوگ مختصر وقت سمجھ کر شرکت کرلیتے ہیں اور دس منٹ بعد ان کو کوئی ضروری کام ہوتا ہے اب اگر وعظ طویل ہوا تو مجمع سے اٹھتے ہوئے شرم محسوس کرکے بیٹھے رہ جاتے ہیں اور دوبارہ جب اس کا اعلان سنتے ہیں تو سمجھ جاتے ہیں کہ یہ محض زبانی اعلان ہے عمل اس کے خلاف ہوگا۔ اس سے اہل علم کے وقار کو نقصان پہنچتا ہے اور ان کے ساتھ قول فعل میں تطابق کا حُسن ظن قائم نہیں رہتا۔ البتہ دس منٹ کے بعد دُعا مانگ کر وعظ ختم کرنیکے بعد بھی لوگ شوق ظاہر کریں تو پھر مضمون کو طویل کیا جاسکتا ہے جب تک وہ شوق سے بیٹھیں۔

۲۔ ارشاد فرمایا کہ دعا میں دونوں ہاتھوں کو سینے کے سامنے ہونا چاہئے اور دونوں ہتھیلیوں میں تھوڑا سا فصل ہونا چاہئے۔ فتاویٰ عالمگیری میں اسکی تصریح موجود ہے۔

۳۔ مزاحاً ارشاد فرمایا کہ جو لوگ ضالین کو دالین پڑھتے ہیں پلاؤ چھوڑ کر

دال کھاتے ہیں دال کے حروف ابجد ۸ ہیں اور ضاد کے ۸۰۰ ہیں ایک دم سے ۷۹۶ درجہ کم ہوجاتے ہیں تفسیر ابن کثیر میں ضاد کو مشابہہ ظا لکھا ہے کسی ماہر فن سے مشق کرنی چاہیئے۔

۴۔ **ارشاد فرمایا کہ** جب فقہاء تلاوت قرآن پاک کو جہر سے اس وقت منع کرتے ہیں جب وہاں کوئی نماز نفل پڑھ رہا ہو تو فرض نماز کے بعد جو لوگ مسبوق ہوتے ہیں اور فرض نماز کی بقیہ رکعات ادا کرتے ہوتے ہیں تو کس طرح اس وقت دعا میں جہر جائز ہوگا۔ آج کل دعائے جہری کا بڑا عموم ہو رہا ہے اس کی اصلاح ضروری ہے جس کی صورت یہ ہے کہ کثرت سے دعا سری کرے اور کبھی کبھی جہری کرلے۔

۵۔ **ارشاد فرمایا کہ** اگر بڑوں کی پیالیوں میں چار پیتے وقت مکھیاں گر جائیں تو چھوٹے فوراً اس کو نکال دیتے ہیں اور اس بات سے بڑے بھی خوش رہتے ہیں تو منکرات میں بھی یہی معاملہ ہونا چاہیئے۔ ہرگز ہرگز اس منکر میں شریک نہ ہو اور موقع سمجھ کر ادب سے اکابر کی خدمت میں بھی عرض کردے لیکن ایسے وقت اکابر کا اکرام اور اپنی پستی و کمتری کا استحضار بھی ضروری ہے۔

۶۔ **ارشاد فرمایا کہ** طلبائے کرام کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ضیف (مہمان) اور دین کا مجاہد سمجھ کر ان کے ساتھ اکرام کا معاملہ کیا جائے اور ان کو اپنا محسن بھی سمجھا جائے کہ انھوں نے اپنے قلوب کی تختی ہمارے حوالے کردی ہے جو کچھ دینی نقوش ہم ان پر ثبت کریں گے ہمارے لئے وہ صدقہ جاریہ بنیں گے اگر وہ بیمار ہو جاویں تو ان کی مزاج پرسی اور تیمارداری کو اپنی سعادت سمجھنا چاہیئے اساتذہ کو یہ شکایت ہے کہ وہ ہمارا خیال نہیں کرتے ہم تو ان سے ضابطہ کا تعلق رکھیں اور ان کی طرف سے رابطہ کی توقع رکھیں۔ پہلے آپ رابطہ کا

تعلق کر کے دیکھیں کہ وہ کس طرح پھر آپ کا اکرام کرتے ہیں۔

۷۔ ارشاد فرمایا کہ قرآن پاک کے ہر حرف پر دس نیکی ملنے کا جو وعدہ ہے وہ صحیح پڑھنے پر ہے مثلاً قُل کے دو حرف پر بیس نیکی کا وعدہ ہے لیکن اگر کوئی اسی لفظ قل کو کُل پڑھے اور قاف نہ ادا کرے تو یہ ثواب کس طرح ملے گا اگر اردو کا امتحان لیا جا رہا ہو اور کہا جاوے کہ لکھو ظالم اور طالب علم لکھے جالم تو کیا آپ اس کو پاس کریں گے یا کوئی نمبر دیں گے حالانکہ صرف ایک حرف کو غلط لکھا ہے اور تین حرف کی اکثریت صحیح ہے۔ اسی طرح آپ نے کہا لکھو طوطا اس نے لکھا توتا تو آپ کیا نمبر دیں گے پس جو فیصلہ یہاں کریں گے قرآن پاک کی تلاوت میں بھی کریں۔ بہت اہتمام سے قرآن پاک کی تلاوت کو صحت حروف کے ساتھ مشق کریں۔ قرآن پاک کی غلط تعلیم سے منتظمین مدرسہ بھی وبال سے نہ بچ سکیں گے — اور صدقۂ جاریہ کے بجائے ضد صدقہ جاریہ ہوگا۔

حضرت اقدس حکیم الامت تھانویؒ کے یہاں اس کا بڑا اہتمام تھا بعض شیخ التفسیر اور شیخ الحدیث کو بھی خانقاہ تھانہ بھون میں قاعدہ پڑھنے کا حکم دیا گیا اور جمال القرآن کا رسالہ جو تجوید پر نہایت جامع رسالہ ہے پڑھنا پڑا۔ کسی شاعر کے کلام کو غلط پڑھ کر دیکھئے کہ اسے کس قدر ناگواری ہوتی ہے اور یہ کلام پاک تو کلام رب العالمین اور کلام احکم الحاکمین ہے اس کی صحت حروف اور قواعد تجوید کا کتنا اہتمام ہونا چاہئے اور قرآن پاک کی عظمت جس طرح ہے اسی طرح حفظ و ناظرہ کے طلبا کا اکرام بھی قلب میں ہونا چاہئے۔ بعض مدارس دینیہ کے معائنے کے لئے جب حاضری ہوئی تو دیکھا کہ کافیہ پڑھنے کی درسگاہ میں دریاں نہایت عمدہ اور حفظ قرآن پاک کے درجے میں بوسیدہ اور گھٹیا درجہ کی

چٹائیاں تھیں دل بے حد غمگین ہوا اور وہاں کے مہتمم صاحب سے گذارش
کی گئی کہ یہ کیا حال ہے مقدمات کا یہ اہتمام اور مقصود کے ساتھ یہ معاملہ — الحمدللہ
ہمارے مدرسہ میں عمدہ اور نئی دریاں جب آتی ہیں تو پہلے حفظ خانے میں بچھائی
جاتی ہیں پھر وہاں سے مستعمل اور پرانی ہو کر جب نکلتی ہیں تو ان کو صرف و نحو کے
درجے میں بچھایا جاتا ہے۔ ایک حکایت یاد آئی ایک وزیر کے لڑکے کا سورہ بقرہ
ختم ہوا اس نے استاد کی خدمت میں ڈھائی سو اشرفیاں ہدیہ پیش کی۔ استاد نے
کہا یہ تو بہت زیادہ ہے میں نے ابھی کیا ہی کیا ہے جو اتنے بڑے انعام کا مستحق
ہوں۔ وزیر نے ہدیہ تو دیدیا اور کہا کہ مجھ سے تنہائی میں ملنا۔ جب خلوت میں
ملاقات ہوئی تو کہا اب میرے لڑکے کو پڑھانے مت آنا کیونکہ تمہارے قلب
میں سورہ بقرہ کی عظمت ڈھائی سو اشرفیوں سے بھی کم ہے اور میرے اس ہدیہ
کو سورہ بقرہ سے زیادہ وقیع سمجھا جب آپ کا یہ حال ہے تو ہمارے لڑکے کے
قلب میں قرآن پاک کی عظمت کیسے پیدا ہوگی کیا حال تھا اس زمانہ کے امرار کا۔

الحمدللہ ہمارے یہاں دعوۃ الحق کی نگرانی میں ۶۸ مدارس ہیں اور ۱۶۰
اساتذہ ہیں اور تقریباً چار ہزار طلبا تعلیم قرآن حاصل کر رہے ہیں ہمارے
یہاں بعض حفّاظ کی تنخواہ علمار سے بھی زیادہ ہے ہمارے یہاں تنخواہ کا معیار ضرورت
اور حاجت پر ہے۔ قرآن پاک کی صحیح خدمت کا اہتمام رہتا ہے اسی کی برکت سے کبھی
مالی ابتلار نہیں ہوتی حالانکہ تین لاکھ سالانہ کا خرچ ہے۔ ہمارے یہاں حفاظ کرام جہری
نماز ہو یا سرّی ہو، خواہ فرض نمازوں کی امامت ہو یا تراویح پڑھانی ہو تجوید اور
قواعد کی پوری رعایت رکھنی ہوتی ہے — بعض حضرات جہری نمازوں میں تو قرأت
کے تمام اصول کی پابندی کریں گے اور سری نمازوں میں سب اصول ختم کر دیتے ہیں
کیا یہ قواعد صرف جہر کے لئے خاص ہیں؟ اگر یہ قرآن پاک کی عظمت کا حق ہے تو پھر

ہر حالت میں اس کی رعایت ضروری ہے۔ تراویح میں تو عام ابتلاء ہے کہ تیز پڑھنے میں تمام قواعد ہضم کر جاتے ہیں میں اس کی ایک مثال دیا کرتا ہوں وہ یہ کہ کار کے تیز چلانے پر حکومت کی طرف سے انعام مقرر ہو تو کچھ لوگوں نے سرخ سگنل کو بھی پار کر لیا اور تصادم سے بھی نہ رُکے سب کو گراتے پڑاتے منزل مقررہ تک پہنچ گئے اور کچھ لوگ ہر سُرخ سگنل پر اپنی کار کو روک لیا کرتے اور کسی کی جان بھی تیز رفتاری سے نہیں ضائع کی تو آپ ہی بتلائیں کہ انعام کن لوگوں کو ملے گا؟ اور چالان کن لوگوں کا ہوگا؟ - انعام تو کُجا ایسے لوگوں کی سزا کا خطرہ ہے جو تیز رفتاری سے تراویح میں اصول و قواعد تجوید کی پروا نہیں کرتے اور مقتدیوں کو خوش کرنے کے لئے خدائے تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں۔

۸- ارشاد فرمایا کہ جب طبیعت کے موافق حالات پیش ہوں تو شکر سے حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور جب طبیعت کے ناموافق حالات پیش آئیں تو صبر سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے پس مومن ہر حالت میں نفع میں ہے چت بھی اس کی پٹ بھی اس کی ؎

چونکہ قبض آید تو در وے بسط بیں
تازہ باش و چیں میفگن بر جبیں (رومی)

حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب قبض آوے یعنی طبیعت بے کیف ہو اس حالت باطنی کو بھی اپنے لئے مفید سمجھ کر تازہ اور خوش رہے اور پیشانی پر ناگواری کا اثر نہ آنے دے۔

اسی کو حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا ہے

کبھی ہے دل میں جلال تیرا کبھی ہے دل میں جمال تیرا
بس اب ہے دل اور خیال تیرا کسی کا اس میں گذر نہیں ہے

اور فرمایا ؎

قبض میں بھی بسط کا تو لطف لے　　بے تسلّی بھی تسلّی چاہیئے

ہے جلالی تو جمالی گو نہیں　　چاہے جیسی ہو تجلی چاہیئے

ازمرتب عفی عنہ: بے کیفی کی حالت کی تسلی کے لئے حضرت مولانا محمد احمد صاحب دامت برکاتہم کے اشعار بھی کیا ہی خوب ہے۔

بے کیفی میں بھی ہم نے تو ایک کیف مسلسل دیکھا ہے

جس حال میں بھی وہ رکھتے ہیں اس حال کو اکمل دیکھا ہے

جس راہ کو ہم تجویز کریں اس راہ کو اثقل دیکھا ہے

جس راہ سے وہ لے چلتے ہیں اس راہ کو اسہل دیکھا ہے

ترمذی شریف کی روایت ہے من سعادۃ ابن آدم رضاہ بما قضا اللہ لہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اولاد آدم کی یہ سعادت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہے اس مضمون کی تشریح حضرت خواجہ صاحبؒ نے اس طرح فرمائی ہے

مالک ہے جو چاہے کرے تصرف　　کیا وجہ کسی بھی فکر کی ہے

بیٹھا ہوں میں مطمئن کہ یارب　　حاکم بھی ہے تو حکیم بھی ہے

حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ فرمایا کرتے کہ قبض کی حالت سالک پر شاق تو گذرتی ہے کیونکہ ایسی حالت میں دل کی بے کیفی کے سبب عبادت میں لذت کم معلوم ہوتی ہے لیکن اس وقت ہمت وارادہ سے تمام معمولات میں لگا رہنا چاہیئے۔ اس سے سالک کا عجب اور پندار ٹوٹ جاتا ہے اور عبدیت کی تکمیل ہوتی ہے جو حالات رفیعہ سے ہے یہ حالت پھر تبدیل ہو جاتی ہے۔ بس اپنے معمولات ہی کو مقصود سمجھے یعنی ذکر خود مقصود ہے اور ذاکر اسم کو مسمّیٰ کی مجالست جو حاصل ہے،

کیا یہ معمولی نعمت ہے انا جلیس من ذکرنی حدیث قدسی ہے ہر ذاکر کو اسم کے ساتھ حق تعالیٰ کی مجالست یعنی قرب خاص بھی عطا ہوتا ہے۔ پس اس نعمت کے ہوتے ہوئے کیفیات وغیرہ کی ہوس میں پڑنا غیر مقصود میں مشغول ہونا ہے۔ دو اُصول سالکین طریق کو ہر وقت مستحضر رکھنا چاہیئے۔

(۱) کیفیات غیر اختیاری ہیں اور ذکر اختیاری ہے پس اپنے اختیاری اعمال میں لگا رہنا ہمارا کام ہونا چاہیئے پھر مولائے کریم جو غیر اختیاری نعمتیں مثلاً کیفیات ذوق شوق یا اچھے اچھے خواب وغیرہ عطا فرمائیں ان کا شکر بجالائے اور نہ عطا فرمائیں تو اسی میں خیر سمجھے اور اپنے کو اس کا اہل نہ سمجھے چنانچہ بعض لوگوں کو زیادہ حالات اور کیفیات اور اچھے خواب اور کشف وغیرہ سے ایسا عجب اور کبر پیدا ہوا کہ ہلاک ہو گئے۔

(۲) اسی طرح وساوس کا آنا اور وساوس کا لانا ہے وساوس کا آنا مطلق مضر نہیں بلکہ وساوس سے جو حیرانی ہوتی اور پریشانی ہوتی ہے اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں درجات بلند ہوتے ہیں۔ عجب اور کبر کے جراثیم ہلاک ہوتے ہیں۔ البتہ وساوس کو لانا مُضر ہے پس اپنے اختیار سے وساوس کو نہ لایے اور نہ مشغول ہو پھر بھی آئیں تو اس طرف التفات نہ کرے اور فوراً کسی ایسی یا جائز دنیاوی خیال وفکر میں اپنے کو مشغول کرے۔ کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے النفس لا تتوجہ الی شیئ فی انٍ واحدٍ نفس ایک وقت میں دو شے کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا پس عموماً مصروف لوگوں کو وساوس کم آتے ہیں۔ نیز وساوس کو نہ دفع کرنے کی کوشش کرے نہ ان کو باقی رکھنے کی کوشش کرے بس ان کی طرف التفات ہی نہ کرے جیسے بجلی کا تار کہ اس کو ہٹاؤ تو بھی مضر اور اگر پکڑو تو بھی مضر نیز بوقت ہجوم وساوس یہ سوچے کہ حق تعالیٰ کی کیا قدرت ہے کہ چھوٹے سے قلب میں خیالات کا سمندر موج مار رہا ہے۔

اور ہم کس قدر بے بس و عاجز ہیں کہ ان خیالات کے دفع کرنے پر قادر نہیں اس طرح جب یہ وساوس معرفت کا سبب بن جاویں گے تو شیطان بڑا ہی مایوس ہوگا اور حدیث پاک کی یہ دُعا بھی کریں اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ وَسَاوِسَ قَلْبِیْ ذِکْرَكَ وَخَشْیَتَكَ اے اللہ ہمارے دل کے وساوس کو اپنا ذکر اور اپنی خشیت بنا دیجئے حضرت خواجہ صاحبؒ نے حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ کے ان ارشادات مذکورہ کو یوں نظم میں بھی فرمادیا ہے جس کو یاد کرلینا بڑا نفع بخش ہے۔

دل کیوں نہیں لگتا طاعتوں میں　　اس فکر کے پاس بھی نہ جانا
دل لگنا کہاں ہے فرض تجھ پر　　تیرا تو ہے فرض دل لگانا

لگا رہ اسی میں جو ہے اختیاری　　نہ پڑ امر غیر اختیاری کے پیچھے
عبادت کئے جا مزہ گو نہ آئے　　نہ آدھی کو بھی چھوڑ ساری کے پیچھے

وساوس جو آتے ہیں اس کا ہو غم کیوں　　عبث اپنے جی کو جلانا بُرا ہے
خبر تجھکو اتنی بھی ناداں نہیں ہے　　وساوس کا لانا کہ آنا بُرا ہے

رہنا نہ چاہے تو اگر مفت کے انتشار میں
پیشِ نظر یہ گُر رہے دیکھ تلاش یار میں
اپنے جو بس کی بات ہو بس اسی میں رہ منہمک
پیچھے نہ اس کے پڑ کبھی جو نہ ہو اختیار میں

جبل گردد اے دل جبلّی نہ گردد　　یہ مانا درست اب جبلت نہ ہوگی
مگر فعل بد سے تو بچنا ہے ممکن　　تری طبع بد پر عقوبت نہ ہوگی

۹- ارشاد فرمایا کہ وساوس کا علاج عدم التفات اور علم سے جواب نہ دینا اور کسی کام میں لگ جانا ہے اور جب تک وساوس کو مکروہ اور ناگوار سمجھتا رہے گا کچھ گناہ نہیں اور نہ کچھ ضرر ہے البتہ جسمانی کلفت ہوگی اس کو

برداشت کرے اور اس مجاہدہ پر ثواب اور انعام لے۔

۱۰۔ ارشاد فرمایا کہ جس طرح ماں باپ احسانات کے سبب اپنی اولاد کو جب ڈانٹتے اور مارتے ہیں تو لائق اولاد بھی اور تمام عقلاء زمانہ بھی اس کو شفقت اور محبت سمجھتے ہیں اسی طرح حق تعالیٰ جو رات دن بے شمار احسانات فرما رہے ہیں اور وہ ہمارے خالق اور مالک بھی ہیں تو ان کی طرف سے اگر ہماری طبیعت کے خلاف امور رنج و تکلیف کے پیش آجاویں تو اس وقت بھی راضی رہنا اور انکی اطاعت میں لگے رہنا اصل عبدیت ہے یہ نہیں کہ جب تک حلوا ملتا رہے محبت اور اطاعت اور جب حلوا بند ہو جاوے تو شکایت حلوا کھلا کر امتحان نہیں ہوا کرتا امتحان محبت کا تو تکالیف میں ہوا کرتا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عبدیت اس کم عمری میں اللہ اکبر کس مقام پر تھی گردن پر چھری چلنے والی ہے اور باپ سے فرما رہے ہیں ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین ذبح میں کس قدر تکلیف ہوتی ہے مگر راضی ہیں۔ عشق کے دعویٰ پر ایک حکایت مثنوی میں مذکور ہے ایک شخص ایک عورت کے پیچھے پیچھے پھر رہا تھا اس نے پوچھا یہ کیا۔ اس نے کہا میں تجھ پر عاشق ہوں۔ اس نے کہا پیچھے دیکھ میری بہن مجھ سے بھی خوبصورت آرہی ہے اس نے فوراً پیچھے دیکھا پس۔ اس نے کہا اے جھوٹے بے شرم اگر تو اپنے دعویٰ عشق میں صادق تھا تو غیر پر کیوں نظر ڈالی ؎ پس چرا بر غیر افگندی نظر

اس حکایت سے ہمارے حالات کا پتہ چلتا ہے۔ حق تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ ہے اور غیر حق سے بھی دل لگائے بیٹھے ہیں۔

ازمرتب عفی عنہٗ۔ قلب کو خدائے پاک کے سپرد کر دینا اصل عبدیت ہے اسی لئے اہل اللہ کو اہل دل بھی کہتے ہیں اس کو احقر نے اپنی فارسی مثنوی میں اس طرح عرض کیا ہے ؎

اہل دل آنکس کہ حق را دل دہد   دل دہد او را کہ دل را مید ہد

ترجمہ اہل دل وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنا دل خدائے پاک کو دیدیا اور دل اسی ذات کو دیتے ہیں جو دل عطا فرماتے ہیں یعنی اپنی تمام خواہشات کو حق تعالیٰ کی مرضیات کے تابع کر دیتے ہیں کیونکہ دل ہی مرکز اور ظرف خواہشات کا ہے پس ظرف مع مظروف فدا کرتے ہیں پس یہاں ظرف بول کر مظروف مراد لینا یعنی تسمیۃ المظروف باسم الظرف از قبیل مجاز مرسل ہے۔

۱۱- **ارشاد فرمایا کہ** ایک شخص جب کسی ملکیت پر دعویٰ کرتا ہے اور اس کے خلاف کوئی دعویٰ کرنے والا نہ ہو تو اس کی ملکیت ثابت ہو جاتی ہے پس زمین اور آسمان اور چاند و سورج اور سمندر و پہاڑ اور جملہ کائنات کی خالقیت کا دعویٰ کسی نے نہیں کیا تو عقلاً بھی ایمان لانا ہر انسان عاقل پر ضروری ہے۔

۱۲- **ارشاد فرمایا کہ** مصیبت کے وقت صدمہ کا احساس ہو پھر صبر کرے تب کمال ہے اگر صدمہ ہی نہ ہو تو کیا صبر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کاملین پر صدمہ کے وقت حُزن و غم کے آثار اور آنکھوں میں آنسو بھی پائے جاتے ہیں مگر حق تعالیٰ کے فیصلے پر دل سے راضی رہتے ہیں ؎

(از مرتب)   حسرت سے میری آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں
دل ہے کہ ان کی خاطر تسلیم سر کئے ہے   (اختر)

بر عکس بعض مغلوب الحال صوفیائے کرام کے کہ حالت غم میں وہ مسکرائے یا ہنسے تو یہ کمال نہیں۔ غلبۂ حال ہے۔ سنت کے موافق جو حالت ہوتی ہے وہی کامل اور اکمل ہوتی ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بیٹے ابراہیم کے انتقال پر آنسو بہانا اور اظہار غم کے لئے یا ابراہیم انا بفراقك محزون فرمانا ثابت ہے۔

از مرتب: تکالیف میں بھی حق تعالیٰ سے راضی رہنے پر بڑا انعام ہے ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زماں از غیب جانِ دیگر ست

اس فارسی شعر کو احقر نے چند اردو شعر میں ترجمہ کیا ہے۔

انھیں ہر لحظہ جانِ نو عطا ہوتی ہے اے اختر
جو پیشِ خنجرِ تسلیم گردن ڈال دیتے ہیں

اُس خنجرِ تسلیم سے یہ جانِ حزیں بھی
ہر لحظہ شہادت کے مزے لوٹ رہی ہے

کیا اشارہ مل گیا اے لذتِ تسلیم سر
ان کی جانب سے جو تو نے سر کا سودا کرلیا

۱۳- ارشاد فرمایا کہ مصائب میں یاحیّ یاقیوم برحمتك استغیث کثرت سے پڑھے اور حق تعالیٰ کے مالک۔ حاکم۔ حکیم۔ ناصر۔ اور ولی ہونے کو سوچا کرے پھر کیا غم۔ حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں ؎

مالک ہے جو چاہے کرے تصرف کیا وجہ کسی بھی فکر کی ہے
بیٹھا ہوں میں مطمئن کہ یارب حاکم بھی ہے تو حکیم بھی ہے

۱۴- احقر نے کھانے کے وقت قالین بچھانا چاہا تو ارشاد فرمایا کہ نہیں مت بچھاؤ کھانیکی سطح سے کھانے والے کی سطح ذرا بھی بلند نہ ہونا چاہئے۔ یا تو پھر اتنا بڑا قالین یا کوئی فرش ہو جس پر دسترخوان بھی بچھایا جا سکے ——— حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ فرماتے تھے کہ مجھے یاد نہیں کہ میں نے کبھی کھانا چارپائی کے پائنتی رکھا ہو اور خود سرہانے بیٹھ کر کھایا ہو کھانے کو ہمیشہ سرہانے کی طرف رکھ کر کھاتا ہوں۔

۱۵- احقر نے مسجد کی دری پر وہ کاپی رکھدی جس میں دینی علوم قلمبند کر رہا تھا ارشاد فرمایا کہ ایسا نہ چاہئے جہاں انسان پاؤں رکھتا ہو یا سرین

رکھتا ہو وہاں دینی کتب بدون رومال وغیرہ حائل کے نہیں رکھنا چاہئے۔ بعض لوگ مسجد کے ممبر پر قرآن پاک یا کوئی دینی کتب رکھ دیتے ہیں حالانکہ وہاں انسان پاؤں رکھتا ہے یہ بے ادبی ہے کوئی رومال رکھ کر پھر رکھے۔

ازمرتب :۔ بعض لوگ قرآن پاک پر چشمہ یا قلم یا ٹوپی رکھ دیتے ہیں ایسا کرنا کسی دینی کتب پر بے ادبی ہے چہ جائیکہ قرآن پاک جو رب العالمین کا کلام ہے اسی طرح قرآن پاک پر حدیث شریف کی کتاب نہ رکھے اور کتب فقہ کو حدیث پاک پر نہ رکھے۔ اور تصوف کی کتابوں کو کتب فقہ پر نہ رکھے۔ اسی طرح جس عریضے میں کسی فقہی مسئلہ کا استفادہ کرے اس میں تصوف کے مسئلہ کا سوال نہ کرے۔

اے خدا جوئیم توفیق ادب　　بے ادب محروم ماند از فضل رب

۱۶- **ارشاد فرمایا کہ** جس سے ضابطہ کا تعلق بھی ہو اور رابطہ کا بھی ہو مثلاً کوئی مدرس اپنے مہتمم سے دوستی کا تعلق بھی رکھتا تھا اور اب ملازمت کا تعلق بھی ہو گیا یا کسی مرید کو دوستی کا تعلق تھا اور اب مرشد و شیخ بھی بنالیا تو ہر وقت اپنی طرف سے ضابطہ کے حقوق پر عمل کرے ہاں جب کسی وقت صراحت سے یا قرائن غالبہ سے رابطہ کے حقوق کے لئے اس کا لطف و کرم اجازت دے تو پھر اس وقت رابطہ کا معاملہ کرے۔ ورنہ پھر اسی ضابطہ پر عود کر آئے۔ بعض لوگوں کو یہ بات نہ سمجھنے سے بہت ندامت اور پریشانی اٹھانی پڑتی ہے وہ ضابطہ کے تعلق کے ہوتے ہوئے اپنی خصوصیت اور رابطہ کا اظہار بے موقع کر کے مستوجب عتاب و سزا ہو جاتے ہیں۔

ازمرتب :۔ جب شیخ کی طرف سے کسی کوتاہی پر ڈانٹ ڈپٹ ہو تو ایسے وقت پر حضرت خواجہ صاحبؒ کے یہ اشعار خوب رہبری کرتے ہیں

میں ہوں نازک طبع وہ ہیں تند خو　　خیر یہ گذری محبت ہو گئی

لاکھ جھڑکو اب کہاں پھرتا ہے دل ہو گئی اب تو محبت ہو گئی

کہا جو میں نے کرم مہرباں نہیں ہوتا کہا بگڑکے اجارہ ہے ہاں نہیں ہوتا

کوئی جا کر کہے غم کس لئے مجبور کرتے ہیں

وہ دل سے پاس رکھتے ہیں نظر سے دور کرتے ہیں

عجب سرکار ہے ان کی ستم ہی میں کرم دیکھا

وہی مقبول ہوتا ہے جسے مقہور کرتے ہیں

ان اشعار میں یہ ہدایت ہے کہ اگر مرشد اصلاح کی غرض سے ڈانٹے تو اپنی نادانی سے دل گرفتہ نہ ہو اور اسی میں اپنا باطنی نفع سمجھے۔ اگر ہر زخم سے طالب پر کینہ ہوگا تو بدون صیقل کس طرح آئینہ ہوگا۔

۱۷- ارشاد فرمایا کہ آج کل مساجد کے اندر سامنے کی دیواروں پر نصائح کے کتبے آویزاں ہوتے ہیں حالانکہ وہاں تک نمازیوں کی شعاع بصری پہنچنے سے تشویش و انتشار پیدا ہوتا ہے اس لئے یا تو بہت بلندی پر لگائیں ورنہ داہنی جانب یا بائیں جانب لگائیں۔

اسی طرح آج کل مساجد میں پینٹ کا رواج ہو رہا ہے حالانکہ اس میں کس قدر بدبو ہوتی ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ خشک ہو جانے پر یہ بو زائل ہو جاتی ہے مگر افسوس کہ منکرات اور معصیت کے اس ارتکاب کو کہ اس سے اذیت ملائکہ اور مسلمین ہے کیا تھوڑی دیر کے لئے بھی روا رکھنا جائز ہوگا۔ پھر مساجد میں پیاز لہسن جیسی بدبودار چیزوں کو کھا کر آنا کیوں منع فرمایا گیا۔ میں نے بمبئی کی ایک مسجد میں یہ بیان کیا کہ یہ پینٹ بدبودار ناجائز ہے اور اس کے لئے چندہ دینے والے بھی گنہگار ہوں گے بس ایک صاحب نے مہتمم سے اپنے سو روپے اسی وقت واپس لئے۔ ایک اہل علم نے اسی مجلس میں دریافت

کیا کہ پھر دروازوں اور کھڑکیوں پر کیسے رنگ ہو۔ اس میں بھی تو بدبو ہوتی ہے۔ فرمایا کہ دروازوں اور کھڑکیوں کو لگانے سے پہلے ہی مسجد کے باہر رنگ کر لیا جائے

۱۸۔ **ارشاد فرمایا کہ** جو طالب علم اصول کی پابندی نہ کرے فوراً اس کا اخراج کرے جس طرح درخت میں جو شاخ خراب ہوتی ہے اس کو فوراً کاٹ دیتے ہیں۔

۱۹۔ **ارشاد فرمایا کہ** ہمارے مدرسین کی تعداد ۱۶۰ ہے مگر ان کے شرائط تقرری میں ہے کہ انکا اکابر سے کسی کے ساتھ اصلاحی تعلق ضرور ہو اس کا فائدہ اس وقت معلوم ہوتا ہے جب کوئی استاد بغاوت اور بے تمیزی پر آمادہ ہو جاتا ہے فوراً اس کے مصلح اور مرشد کو اطلاع کر کے اس کا اخراج آسان ہوتا ہے۔ اسی طرح ہمارے یہاں تقرر سے قبل ہر مدرس کو تین مہینہ مرکز میں تربیت دی جاتی ہے۔

اسی طرح ہر مدرس کا خواہ وہ عالم بھی ہو اس کا امتحان قاعدہ میں ضرور ہوتا ہے۔ اس میں بعض عالم صاحب کو عار محسوس ہوئی اور کہا کہ میری سند دیکھ لیجئے کہ میں نے کتنی کتابیں پڑھی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مگر اس میں قاعدہ تو نہیں لکھا ہے۔ پھر ان کے سامنے ایک قاعدہ پڑھنے والے بچے کو بلایا اور اس سے حروف ادا کرائے گئے تب انھوں نے اقرار کیا کہ یہ تو مجھ سے اچھا پڑھتا ہے پھر میں نے کہا کہ اگر آپ کو اس بچے کا امام بنا دوں تو آپ کی اس بچے کے قلب میں کیا وقعت ہوگی۔ ماشاء اللہ اسی وقت نادم ہوئے اور قاعدہ شروع کر دیا۔

۲۰۔ **ارشاد فرمایا کہ** ہمارے یہاں مؤذنین اور ائمہ کی بھی تربیت کا نصاب ہے اور ہم ان کو اس کے لئے معقول وظیفہ دیتے ہیں۔ آج کل عام طور پر

اذان اور تکبیر غلط کہتے ہیں کوئی حیّ علی الفلاح کی حا پر زیر دیکر وصل کرتا ہے کوئی قد قامت الصلوٰۃ کے آخر حرف پر پیش پڑھ کر وصل کرتا ہے یہ سب اصول فقہ سے جہل کے سبب ہے ایک سانس میں اللہ اکبر کے چار کلمات کہے اور ہر کلمہ پر جزم کرے اسی طرح حی علی الصلوۃ کی تا نہ ظاہر کرے بلکہ جزم کرے اسی طرح قد قامت الصلوۃ کی تا بھی نہ ظاہر کرے بلکہ جزم کرے۔

۲۱- **ارشاد فرمایا کہ** پولیس مین اور پوسٹ مین اپنی اپنی وردی سے شناخت کر لئے جاتے ہیں مگر آج کل طالب علم دین کا تعارف کرانا پڑتا ہے صلحاء کی وضع قطع کا اہتمام نہیں۔ صالحین کی صورت اختیار کرنے سے صلاحیت کی حقیقت بھی منتقل ہو جاتی ہے۔

ترے محبوب کی یا رب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لیکے آیا ہوں

۲۲ **ارشاد فرمایا کہ** طلب علم دین فرض ہے اور الدین یسر دین کو آسان بھی فرمایا گیا ہے تو آج کل حق تعالیٰ نے ایک آسان صورت دل میں ڈالی ہے جس کا تجربہ بھی نہایت مفید ثابت ہو رہا ہے وہ یہ کہ جہاں جہاں کتاب مثلاً دس منٹ سنانے کا نظم ہے تو دو منٹ اس میں سے نکال کر ایک سنت بتا دی جائے اس طرح کہ مثلاً وضو کی ایک سنت بتائیں کہ پہلے نیت کرنا کہ وضو سے ہم نماز و تلاوت کے قابل ہو جاویں گے دوسرے دن دوسری سنت بتا دی کہ بسم اللہ پڑھنا تیسرے دن تیسری سنت بتا دی کہ دونوں ہاتھ گٹے تک دھونا اسی طرح تیرہ دن میں ترتیب وار تیرہ سنتیں عوام کو بھی یاد ہو گئیں پھر کھانے کی سنتیں بتائیں گئیں پہلے دن مثلاً دسترخوان بچھانا بتا دیا دوسرے دن ہاتھ دھونا تیسرے دن بسم اللہ علیٰ برکۃ اللہ پڑھنا اس

طرح پندرہ دن میں کھانے کی پندرہ سنتیں یاد ہوگئیں اور ایک دن میں ایک سنت اس طرح یاد ہوتی ہے کہ عمر بھر نہیں بھولتی۔

اسی طرح ایک طریقہ ہم نے اپنے یہاں اور جاری کیا ہے وہ یہ کہ عمریں گذر جاتی ہیں ہم کو الحمد شریف اور نماز کے اندر جو کچھ پڑھتے ہیں اس کے معنیٰ نہیں معلوم ہوتے۔ پس اس کی صورت یہ کی گئی ہے کہ ایک دن میں ایک لفظ کے معنیٰ بتائے گئے مثلاً پہلے دن اعوذ کے معنیٰ بتا دیا کہ پناہ مانگتا ہوں دوسرے دن باللہ کے معنیٰ بتا دیئے کہ اللہ کی مدد سے تیسرے دن من الشیطان کے معنیٰ بتا دیئے کہ شیطان سے چوتھے دن الرجیم کے معنیٰ بتا دیئے کہ جو مردود ہے اس طرح ۴ دن میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کے معنیٰ بے پڑھے لکھے لوگوں کو بھی یاد ہوگئے اور دو تین ماہ میں پوری نماز کے اندر جو کچھ پڑھتے ہیں عام لوگوں کو بھی اس کا ترجمہ یاد کرایا جا سکتا ہے اور ہمارے یہاں اس کا تجربہ بھی کر لیا گیا کہ جس روز کوئی نہیں آتا تو وہ دوسرے سے پوچھتا ہے کہ آج کس لفظ کے معنیٰ بتائے گئے ہیں اور کبھی کبھی امتحان بھی کر لیا جاوے تاکہ یاد رکھنے کی فکر رہے۔ اسی طرح ہر بچے کے ذمے یہ بھی ہے کہ وہ اپنے ماں باپ اور بھائی بہن کو بھی یاد کرائے اور ہر بچے سے معلوم بھی کیا جاتا ہے کہ اپنے گھر میں بتایا یا نہیں۔ اس طرح سے چھوٹے چھوٹے بچوں کے ذریعہ گھروں تک دین پھیلایا جا سکتا ہے اور سنتوں کا نور پورے ملک میں پھیلایا جا سکتا ہے۔ اس طرز پر ہمارے یہاں کام ہو رہا ہے اور اس کے فوائد سامنے آرہے ہیں۔

۲۳- ارشاد فرمایا کہ جب وعظ ہو رہا ہو یا دینی کتاب سنائی جارہی ہو تو تلاوت یا نفل نماز یا کوئی وظیفہ وہاں نہ پڑھنا چاہئے دین کا ایک

مسئلہ سیکھنا سورکعات نوافل سے بھی افضل ہے اور ایسے وقت ایسے لوگوں کے ان اعمال سے واعظ کے مضامین کی آمد رک جاتی ہے اس کا وبال الگ اس کی گردن پر ہوگا۔ اسی طرح بعض لوگ سر جھکا کر آنکھ بند کر کے بیٹھتے ہیں۔ خواہ وہ توجہ ڈالتے ہوں یا سوتے ہوں اس سے بھی واعظ کے قلب پر اثر پڑتا ہے اور مضامین کی آمد رک جاتی ہے۔ لہٰذا توجہ ڈالنے والوں کو (یعنی سونے والوں کو) وعظ سے اٹھ جانا چاہیئے اور کہیں جا کر سو رہنا چاہیئے نیز پاس والوں کو بھی اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ کوئی آنکھ بند کرنے نہ پائے۔

۲۴ **ارشاد فرمایا کہ** بعض لوگ نگاہ کی حفاظت تو کر لیتے ہیں مگر دل میں خیالی پلاؤ اڑاتے رہتے ہیں یعنی قلب سے مطالعہ حسن کرتے ہیں اس خیانت صدر سے بھی باطن کو بہت نقصان پہنچتا ہے اور دل کے خراب ہونے سے پھر آنکھیں بھی خراب ہو جاتی ہیں دل کا اور آنکھوں کا آپس میں خاص رابطہ ہے پس نگاہ چشمی کی جس طرح حفاظت واجب ہے اسی طرح نگاہ قلبی کی حفاظت بھی واجب ہے کیونکہ نص قرآن سے خیانت عین اور خیانت صدر دونوں کی حرمت ثابت ہے،

۲۵- **ارشاد فرمایا کہ** (حضرت اقدس کی مجلس میں احقر اور کچھ احباب اہل علم نیچے بیٹھے تھے اور کچھ احباب حضرت کے ساتھ اوپر بیٹھے تھے) جس کو جہاں جگہ مل جاوے بیٹھ جائیں ہم لوگ طالب علم ہیں اوپر بیٹھنا بلند رتبہ ہونے کی علامت نہیں ہے پھر ایک حکایت خاقانی شاعر کی بیان فرمائی کہ شاہی دربار میں ان کو نیچے جگہ ملی اور ان سے کم قابل لوگ اوپر بیٹھے تھے تو انھوں نے کھڑے ہو کر ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو لوگ اوپر بیٹھے ہیں یہ ان کی رفعت شان کی دلیل نہیں اور میں نیچے بیٹھا ہوں تو یہ میری کوئی ذلت نہیں اور اس کی مثال قرآن میں دیکھ لو کہ سورہ تبت ید ا ابی لهب اوپر ہے سورہ قل ھو اللہ احد اس کے نیچے

ہے پس معلوم ہوا کہ یہ سبب فخر آپ لوگوں کے لئے نہیں اور ہمارے لئے یہاں بیٹھنا سبب ذلت نہیں خاقانی کے اس شعر سے لوگ متحیر رہ گئے۔

گر فرو تر نشست خاقانی — نے مرا ننگ نے ترا ادب ست

قل ھو اللہ کہ وصف خالق ماست — زیر تبت یدا ابی لھب است

۲۶- ارشاد فرمایا کہ حفظ قرآن کی ایک آسان صورت یہ سمجھ میں آئی ہے کہ ایک آیت ہر روز یاد کرے تو سال میں ایک پارہ تو ضرور ہی انشاء اللہ تعالیٰ یاد ہو جائے گا اور تیس سال میں پورے حافظ ہو گئے اور اگر اس سے قبل انتقال ہو گیا تو قیامت کے دن حافظ اٹھایا جاوے گا۔ اسی طرح اگر محلہ کے تیس آدمی ایک ایک پارہ تقسیم کر کے یاد کر لیں تو سال میں تیس پارے سب کو الگ الگ یاد ہو جائیں گے پھر کسی سامع کی ضرورت تراویح میں نہ ہو گی اسی طرح ہر آدمی ایک پارہ قرآن پاک بھی سنا سکتا ہے اور تیس دن میں تیس آدمی پورا قرآن سنا سکتے ہیں پھر کسی حافظ کو اجرت پر بلانے کے گناہ سے سب محفوظ ہو جائیں گے تراویح حفاظ کرام کو بدون اجرت سنانا چاہئے۔ خواہ طے کریں یا نہ کریں کسی حالت میں کچھ ہرگز نہ لیں کیونکہ طے نہ کرنے میں بھی المعروف کالمشروط کا مسئلہ ہوتا ہے۔ اور اس عرف کے سبب وہ قائم مقام طے ہی کے ہوتا ہے ۔ اگر خدانخواستہ بدون اجرت کا حافظ نہ ملے تو پھر الم ترکیف سے پڑھ لیں یا کسی کو طویل صورتیں یاد ہو اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے پڑھ لیا کریں۔

۲۷- ارشاد فرمایا کہ جو لوگ علم دین نہیں سیکھتے اوہام پرستی میں مبتلا ہو جاتے ہیں ایک صاحب نے جمعرات کو سیاہ کتا مسجد میں جاتے دیکھا انھوں نے بجائے مسجد سے بھگانے کے اس کو جھک کر ادب سے سلام کیا کسی نے کہا ارے بھائی یہ کیا؟ جواب دیا کہ جمعرات کے دن سیاہ کتوں کی شکل میں جنات نکلتے ہیں تو شاید یہ بھی جن ہو اور شاید یہ جنوں کا بادشاہ ہو اور میرے سلام

کرنے سے شاید خوش ہو کر مجھے کوئی خزانہ عطا کردے لاحول ولاقوۃ یہ وہم پرستی اہل علم سے دوری کے سبب ہے۔ کوئی علماء کا صحبت یافتہ ایسی حماقت نہیں کرسکتا۔

۲۸ ارشاد فرمایا کہ اگر اولاد نافرمان ہو یا بیوی نافرمان ہو یا شوہر ظالم ہو یا کسی ملازم کا افسر ظالم ہو یا کوئی محلہ کا دشمن ستا رہا ہو تو یہ وظیفہ نہایت مجرب ہے ۴۰ دن بعد نماز عشا دو سو مرتبہ پڑھے اول آخر درود شریف ۱۱-۱۱ مرتبہ پڑھے پھر بعد چلہ صرف ۲۱ مرتبہ ہر روز پڑھ لیا کرے۔ وظیفہ یہ ہے۔

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ یَا خَالِقَ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ یَا عَزِیْزُ یَا لَطِیْفُ یَا غَفَّارُ

کرایہ دار شرارت کر رہا ہو تو بھی یہی پڑھے اور جملہ مہمات اور مشکلات کے لئے حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ایک سو گیارہ مرتبہ اوّل آخر ۱۱ بار درود شریف کے ساتھ پڑھ کر دعا کر لیا کرے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ نے اس عمل کی بہت تعریف لکھی ہے۔

اسی طرح اپنا حق طلب کرتے وقت صاحب معاملہ کے سامنے جب جائے تو یَا سُبُّوْحُ یَا قُدُّوْسُ یَا غَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ پڑھ کر جائے اور سامنے بھی آہستہ آہستہ پڑھتا رہے کرایہ لینے جائے یا جس سے کام ہو اس کے سامنے اس کو پڑھنے سے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا دل نرم ہوئے گا۔

۲۹- ارشاد فرمایا کہ جو شخص ڈیوٹی پر ہوتا ہے تو اس کے کھانے اور بیت الخلا جانے پر بھی تنخواہ ملتی ہے اسی طرح جو نماز روزہ کے فرائض صحیح طور پر انجام دیتا ہے اس کا کھانا، پینا، سونا، جاگنا، پیشاب پاخانہ کرنا سب ثواب اور اجر کا باعث ہوتا ہے کیونکہ یہ ڈیوٹی پر ہے۔

۳۰- ارشاد فرمایا کہ حافظ تو دس آدمیوں کو بخشوائے گا اور شہید

ستر آدمیوں کو بخشوائے گا۔

۳۱- ارشاد فرمایا کہ ناگوار امور پر صبر کرنے سے اور ثواب کی امید رکھنے سے قلب پر پریشانی نہیں رہتی۔ ڈاکٹر انجیکشن لگاتا ہے اور اس کو فیس بھی دیتے ہیں کیونکہ اس کی حکمت پر نظر ہے اور اگر دوسرا آدمی سوئی چبھوکر فیس مانگے تو اس کو آپ کیا دیں گے۔

۳۲- ارشاد فرمایا کہ جیسا ٹکٹ ہوتا ہے اسی طرح کا اس کا ویٹنگ روم ہوتا ہے پس عالم برزخ ہر شخص کا اس کے اعمال کے مطابق ہوگا۔

۳۳- ارشاد فرمایا کہ ایک شخص صرف لنگوٹی باندھے فرسٹ کلاس میں گھسے تو لوگ اس کو دھکّے دیں گے اور جب وہ زبردستی طاقت سے بیٹھ جائے گا تو ٹی ٹی کو بلائیں گے۔ ٹی ٹی نے آتے ہی ٹکٹ کا سوال کیا اور اس نے لنگوٹی سے ٹکٹ فرسٹ کلاس کا نکال کر دکھا دیا تو اب سب مجبور ہو گئے مگر سردی گرمی کھانے کی تکلیف ذلت و رسوائی سے یہ منزل وطن تک پہنچے گا اسی طرح جس کے پاس ایمان کا ٹکٹ ہوگا اور اعمال صالحہ کا سامان نہ ہوگا تو جنت تک پہنچے گا مگر ذلت و پریشانی سے اور سزا کی تکالیف برداشت کر کے داخل ہوگا۔

۳۴- ارشاد فرمایا کہ بعض نادان لوگ تھرڈ کلاس کے ڈبے میں باوجود فرسٹ کلاس کے ٹکٹ لینے کے بیٹھ رہے تھے اور دل میں یہ دلیل قائم کی کہ تھرڈ کلاس کے ڈبے پر تین نمبر ہیں III اور فرسٹ کلاس والے ڈبے پر صرف ایک نمبر I ہے۔ اسی طرح بعض لوگ سنت کی قدر نہیں کرتے بدعات کے اضافہ کو زیادہ دین سمجھ کر کرتے ہیں کاش یہ لوگ اہل علم سے رجوع کرتے۔ یہ مثال میں دعائے جہری پر دیا کرتا ہوں کہ سنت طریقہ دعائے سرّی کا ہے اور جہری کا صرف جواز ہے وہ بھی بعض شرائط سے لیکن آج کل عوام کے خوف سے اماموں نے

بھی اصل سنت کو ترک کر رکھا ہے اور دعا جہری کا التزام کر رکھا ہے۔

۳۵۔ **ارشاد فرمایا کہ** ایک مسجد میں نماز کے بعد جب دُعا مانگنے لگا تو کسی مقتدی نے زور سے آمین کہا۔ میں نے کہا کہ کیوں بھائی جب میں نے سورہ فاتحہ میں ضالین پڑھا تھا تو آپ نے زور سے آمین کیوں نہیں کہا کچھ لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ حنفی ہیں زور سے آمین تو شافعی کہتے ہیں پھر میں نے کہا تو بھائی آپ لوگ نماز کے اندر تو حنفی ہوتے ہیں اور نماز کے باہر شافعی ہو جاتے ہیں۔ تو بات سمجھ میں آگئی۔ دراصل بعض مجبوریوں سے اس کو کسی نے شروع کر دیا۔ پس اس کو دین کا جزء بنا دیا امام کے دُعا ختم ہونے کا اگر پتہ نہ چلا اور آپ نے کچھ دیر اور دُعا مانگ لی تو کیا نقصان ہو گیا۔

۳۶۔ **ارشاد فرمایا کہ** جب کسی سے ایذا پہنچے تسبیح و تحمید میں لگنے کا حکم ہے اس علاج کی حقیقت یہ ہے کہ توجہ اُدھر سے ہٹالی جائے اور توجہ کا فرد کامل توجہ الی اللہ ہے۔

اس کی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ تنگی و پریشانی ختم ہو جاوے گی۔

۳۷۔ **ارشاد فرمایا کہ** بے پردگی بڑھتی جا رہی ہے اس منکر کی اصلاح کی بڑی فکر کی ضرورت ہے۔ کیوں صاحب جب آپ لوگ ایک پاؤ گوشت خریدتے ہیں تو اس کو چھپا کر کیوں لے جاتے ہیں تاکہ چیل نہ اڑالے جائے اور سو روپے کے نوٹ کو اندر کی جیب میں سینے کے ساتھ کیوں رکھتے ہیں تاکہ جیب کترا نہ اڑالیجائے اور روٹی کو ڈھک کر کیوں رکھتے ہیں تاکہ چوہا نہ لیجائے۔ اچھا صاحب یہ بتائیے کہ گوشت اڑ کر چیل کے پاس یا نوٹ اڑ کر جیب سے جیب کترے کے پاس یا روٹی اڑ کر چوہے کے بل میں جا سکتی ہے یا نہیں۔ ظاہر بات ہے کہ نہیں اور اگر چیل گوشت اڑا کر لے جائے اور پھر آپ کے گھر پر گرا دے تو آپ اسے

دھو کر کھائیں گے یا عیب دار سمجھ کر پھینک دیں گے ظاہر ہے کہ اس گوشت میں کیا عیب آیا اور شکر یہ بھی چیل کا ادا کیا چلو گھر تک لانے سے بچے۔ خود پہنچا گئی اسی طرح چوہا روٹی لے گیا اور آپ نے اس کے بل میں دیکھا کہ روٹی کا ایک حصہ بل میں اور تین حصہ بل کے باہر ہے آپ نے ہاتھ سے کھینچ کر اس کے کترے ہوئے حصے کو کاٹ کر باقی حصے کو کھالیا تو کیا عیب ہوا اسی طرح نوٹ سو روپے کا جیب کترا لے گیا مگر تھانہ والوں نے اسے پکڑ کر پیٹا اور اس سے چھین کر آپ کو دیدیا تو اس نوٹ میں کیا عیب آیا ظاہر ہے کہ وہ بے عیب رہا اور آپ کے کام کا اب بھی ہے۔

اب عورت کے معاملہ میں سنجیدہ ہو کر غور کیجئے کہ اگر اس کو کوئی اڑالے جائے اور واپس کر دے یا آپ تھانے کی مدد سے یا عدالت کی مدد سے واپس کرالائیں تو وہ عورت آپ کے لئے عیب دار ہو گئی یا نہیں اور عورت میں خود اڑنے کی صلاحیت ہے یا نہیں آپ لوگ خود فیصلہ کیجئے جو عقلائے زمانہ بنے ہوئے ہیں کہ کیا عورت کی قیمت آپ کے نزدیک ایک پاؤ گوشت، ایک سو کے نوٹ اور ایک روٹی سے بھی کمتر ہے کہ ان سب کو پردہ میں رکھیں اور عورت کو بے پردہ کر دیں اور جبکہ ان چیزوں میں خود اڑنے کی صلاحیت نہیں اور عورت جو خود بھی نفسیاتی طور پر متاثر ہو کر بھاگ سکتی ہے اس کے لئے پردہ کی ضرورت نہیں۔ ڈوب مرنے کی بات ہے اور کس قدر بے غیرتی کا مقام ہے، اس پر ناز ہے کہ ہم ترقی یافتہ ہیں، اور عقلائے زمانہ ہیں۔ اذا سئلتموھن فاسئلوھنّ من وراء حجاب ذٰلکم اطھر لقلوبکم وقلوبھن حضرات صحابہؓ کو یہ حکم ہو رہا ہے کہ جب پیغمبر علیہ السلام کی ازواج مطہرات سے کچھ بات کرنا ہو پوچھنا ہو تو پردے میں سے پوچھو یہ تو اُن پاکیزہ نفوس کے لئے حکم ہے تو ہمارا کیا حال ہے جو ہم اس حکم سے اپنے کو

مستغنی سمجھتے ہیں۔

تشریح از مرتب عفی عنہٗ:۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ لعن الناظر والمنظور الیھا عورتوں کو قصد و ارادہ سے دیکھنے والا ملعون ہے اور وہ عورت جو بے پردہ ہو کر دکھا رہی ہے ملعونۃ ہے لعنت کا مفہوم بشریعت میں خدائے تعالیٰ کی رحمت سے دوری ہے اور بے پردہ عورت سے جتنے لوگ بدنگاہی میں مبتلا ہوں گے ان سب کو بھی گناہ تو الگ ہوئے گا مگر اس عورت کے سر پر سب کے گناہوں گا مجموعہ لادا جاوے گا اور اس کے شوہر یا ماں باپ کو بھی جنھوں نے اسے پردہ میں رکھنے کی کوشش نہیں کی ان پر بھی سب کے گناہوں کا مجموعی طور پر وبال ہوگا۔

ایک اشکال اور اس کا حل:۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہسپتال میں جو نرسیں ہیں تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی عورتیں مرہم پٹی وغیرہ جہاد کے زخمیوں کا کیا کرتی تھیں اور جہاد میں شریک ہوا کرتی تھیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں قبل نزول آیات حجاب ایسا تھا چنانچہ بعد نزول احکام پردہ بعض عورتوں نے عورتوں کی طرف سے نمائندگی کے طور پر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کی شرکت کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا اور ارشاد فرمایا کہ تمہارا جہاد اپنے گھروں میں اپنے شوہروں کی خدمت ہے (بحوالہ حیاۃ صحابہ مصنفہ حضرت مولانا یوسف صاحب دہلویؒ)

۳۸ - **ارشاد فرمایا کہ** پردہ شرعی آج کل صلحا کے گھرانے میں بھی نہیں ہے (الا ماشاء اللہ بعض خاص خاص گھرانے) مثلاً چچی اور ممانی اور تایا امی سے پردہ کرنا چاہیئے اسی طرح پھوپھی زاد، خالہ زاد، چچا زاد بہنوں سے پردہ واجب ہے اور اسی طرح وہ بوڑھی عورت جس کے چہرہ دیکھنے میں گنجائش ہے مگر اسکے

بالوں کا دیکھنا اس وقت بھی حرام ہے۔ چھوٹا ملازم بچہ جوان ہوگیا اب پردہ واجب ہوگیا۔ گھروں میں کہتی ہیں یہ تو میرے سامنے کل بچہ تھا اس سے کیا پردہ یہ تو بچپن سے ہمیں دیکھتا تھا یہ کیا نادانی ہے۔ علمائے کرام سے احکام معلوم کریں۔

۳۹- **ارشاد فرمایا کہ** حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم کو اہل محبت کی جتنی قدر ہوتی ہے اتنی اہل عقیدت کی نہیں ہوتی کیونکہ اہل محبت ہماری کوتاہیاں دیکھ کر ہماری اصلاح کی دعا کریں گے اور اہل عقیدت بھاگ نکلیں گے۔

۴۰- **ارشاد فرمایا کہ** جن سنتوں پر خاندان یا معاشرہ مزاحمت نہیں کرتا اُن پر عمل فوراً شروع کردیں جیسے کھانے پینے کی سنتیں، سونے جاگنے کی سنتیں وغیرہ تو اس سے نور پیدا ہوگا اور نور سے روح میں قوت پیدا ہوگی اور پھر ان سنتوں پر عمل کی توفیق ہونے لگے گی جو نفس پر مشکل ہیں اور معاشرہ اور ماحول اس میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔

۴۱- **ارشاد فرمایا کہ** میں کہا کرتا ہوں کہ سنت کا راستہ اسہل۔ اجمل اور اکمل ہے مثلاً ہاتھ دھوکر کھانا یہ اجمل ہے، سامنے سے کھاؤ یہ اسہل ہے بسم اللہ علی برکۃ اللہ کہہ کر کھاؤ یہ اکمل ہے کیونکہ اس سے تعلق مع اللہ پیدا ہوا۔ یہ مضمون ایسی جگہ بیان ہوا جہاں کے لوگ ہمارے اکابر سے حسن ظن نہ رکھتے تھے اس عنوان سے ان پر بہت اچھا اثر ہوا۔ الحمد للہ

۴۲- **ارشاد فرمایا کہ** چمڑے کے موزوں پر مسح کرنے کا حکم کیا عقل میں آسکتا ہے اور بالخصوص اہل عرب میں اس کا اس وقت کہاں رواج تھا انھیں تو اکثروں کو جوتا بھی میسر نہ تھا تو چرمی موزوں کا کیا سوال مگر

اب شریعت کی قدر اہل لندن اور کشمیر جیسے سرد علاقے والوں سے پوچھو۔
اسلام خدائے پاک کا قانون ہے جو قیامت تک کے لئے ہر ملک کے لئے ہے
اسی طرح سر کے بالوں کا مسئلہ ہے چاہو تو منڈا دو چاہو تو پٹہ رکھ لو چاہو تو
درمیانہ طور پر ہر طرف سے برابر رکھ لو۔ اب غور کیجئے ان تینوں صورتوں میں
سخت گرم۔ سخت سرد۔ اور متوسط گرم و سرد ہر قسم کے ملکوں کے لئے راحت
ہے یا نہیں۔ سبحان اللہ کیا شریعت مقدسہ کی رعایت ہے۔

۴۳۔ ارشاد فرمایا کہ جب مدرسہ کا کوئی استاد بے اصولی کرتا ہے اور
اپنی غلطی تسلیم کر کے تلافی نہ کرے میں اسے فوراً معطل کرتا ہوں یہ نہیں سوچتا
کہ جب دوسرا مل جائے تو معطل کروں کیونکہ میں اس بے اُصولی اور اُس
پر اصرار کو اس کی ممات سمجھتا ہوں کیونکہ حیات اصلی باقی نہ رہی پس اگر
استاد کا انتقال ہو جائے تو اس وقت کیا کریں گے اسی طرح میں سمجھتا ہوں
کہ ان کا انتقال ہو گیا پھر دوسرے استاد کا کیا انتظار۔ لیکن پہلے تو میں معطل
کیا کرتا تھا اب یہ کرتا ہوں کہ مستقل سے عارضی کر دیتا ہوں کیونکہ معطل
کرنے میں مفاسد زیادہ تھے اور استاد کی سبکی تھی۔ پس مستقل سے غیر مستقل
کر دیا جاتا ہے بے اُصولی کے جرم میں استقلال ساقط پھر آنکھیں کھل
جاتی ہیں۔

۴۴۔ ارشاد فرمایا کہ جس طرح امر بالمعروف کا اہتمام سے جگہ جگہ کام ہو
رہا ہے نہی عن المنکر کا بھی تو اہتمام سے کام ہونا چاہیئے دونوں ہی فرض کفایہ
ہیں آج کل برائیوں پر روک ٹوک نہ ہونے سے برائیاں تیزی سے پھیلتی جارہی
ہیں جماعتی حیثیت سے اِس کا کام بھی ہونا چاہیئے۔

۴۵۔ ارشاد فرمایا کہ غیبت کرنے کو حدیث پاک میں زنا سے بھی اشد

فرمایا ہے علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ المغترین میں لکھا ہے کہ جو شخص غیبت کرتا ہے اپنی نیکیوں کو منجنیق میں رکھ کر منتشر کر رہا ہے۔ اور دوسروں کو دے رہا ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم اپنی مجلس میں کسی کو غیبت نہ کرنے دیں حضرت سلطان ابراہیم بن ادھمؒ مہمان تھے۔ میزبان نے کسی کی غیبت کی فوراً اٹھ گئے فرمایا پہلے ہی گوشت کھلادیا اور وہ بھی مردہ بھائی کا۔ اگر شرم کی جگہ زخم ہے تو سوائے معالج کے کسی کو دیکھنا یا دکھانا جائز نہیں اسی طرح اپنے بھائی کے عیب کو صرف اس کے معالج اور مُصلح کے علاوہ کسی سے کہنا حرام ہے۔ غیبت کرنا اور اس کا سننا دونوں ہی حرام ہے۔ ایسا شخص قیامت کے دن مفلس اُٹھے گا کیونکہ اپنی نیکیوں کو غیبت کر کے دوسروں کو دے رہا ہے۔ جو شخص بدنگاہی نہ کرے اور غیبت نہ کرے انشاء اللہ تعالیٰ وہ تمام گناہوں سے بچ جاوے گا۔

۴۶۔ ارشاد فرمایا کہ مدرسہ میں طلبا اگرچہ کم ہوں مگر تعلیم نہایت معیاری ہو اور تربیت و اصلاح معیاری ہو پھر خود لوگوں کو کشش ہوگی ہمارے یہاں کا ایک بچہ جب وطن واپس گیا تو اس کی ۴ رکعات سنتوں کو ۷ منٹ میں پڑھتے دیکھا گیا اور اذان ہوتے ہی مسجد جانا اور خاموشی سے باادب بیٹھنا اور عمر صرف ۷ سال اس کا اثر لوگوں پر یہ ہوا کہ تین آدمیوں نے اپنے بچوں کے داخلے کے لئے تار سے منظوری حاصل کی کیونکہ ہمارے یہاں ۲۵ رمضان کو داخلہ بند ہو جاتا ہے نئے آنے والے اور پرانے آنے والے دونوں قسم کے بچوں کو ۲۵ رمضان تک اطلاع کر کے داخلہ کی منظوری ضروری ہوتی ہے۔ بمبئی۔ حیدرآباد دکن اور مدراس۔ اڑیسہ مختلف صوبوں سے چھ سات سال کے بچے اپنے مصارف سے دارالاقامۃ میں رہتے ہیں اور اب تجوید کی معیاری

تعلیم کو سن کر افریقہ سے بھی طلبا آنے لگے ہیں۔

۴۷۔ ارشاد فرمایا کہ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوبِہِم الآیۃ کے متعلق جو عام لوگوں کو یہ اشکال ہوتا ہے کہ دلوں پر جب مہر لگا دی گئی تو پھر ان کا کیا قصور۔ اس کو ایک مثال سے سمجھاتا ہوں وہ یہ کہ ایک سپریم کورٹ کا جج فرسٹ کلاس کے ڈبّے میں بیٹھا ریل میں سفر کر رہا ہے۔ اس ڈبے میں اور لوگ یہ گفتگو کر رہے ہیں کہ آج اخبار میں یہ خبر ہے کہ دس آدمیوں کو پھانسی دیدی گئی اسی درمیان ان جج صاحب سے لوگوں نے تعارف چاہا انھوں نے کہا میں وہی جج ہوں جس نے ان مجرمین کو پھانسی کی سزا دی ہے۔ اب یہ جملہ کہہ کر جج صاحب خاموش ہو گئے اور سب پر رُعب و ہیبت طاری ہو گئی پھر یہ جج صاحب اپنے اجلاس پر جب بیٹھے تو اپنے متعلقہ عملے والے ملازمین سے فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ کل دس آدمیوں کو ہم نے فلاں جرم کے سبب پھانسی کا حکم دیا ہے لہٰذا آپ لوگ اس جُرم سے محتاط رہیں تو جج صاحب کا ریل کے اندر جو کلام تھا وہ حاکمانہ کلام تھا اور اپنے خاص لوگوں میں جو کلام صادر فرمایا وہ حکیمانہ کلام تھا۔ اسی طرح حق تعالیٰ کا یہ کلام حاکمانہ ہے حاکمانہ کلام کا مقتضیٰ یہی ہوتا ہے کہ اس میں ہیبت ہو جس کی صورت یہی ہوتی ہے کہ وہاں صرف حکم سنایا جاوے۔ علّت اور سبب کا ذکر نہ ہو۔ یہاں مقصود صرف صفت حاکمیت کا ظہور ہوتا ہے اور دوسری جگہ حق تعالیٰ نے اسی کلام کو حکیمانہ انداز سے فرمایا وہاں اس حکم کا سبب بھی بیان فرمایا تاکہ دوسرے لوگ اس سبب سے محتاط رہیں چنانچہ ارشاد باری ہے بل طبع اللہ علیھا بکفرھم اللہ تعالیٰ نے مہر اُن کے کفر کے سبب ان کے قلوب پر لگائی ہے۔ پس ایک جگہ کلام حاکمانہ ہے اور دوسری جگہ حکیمانہ ہے۔

از مرتب عفی عنہ : حضرت اقدس کی یہ تقریر سن کر ایک ادارے کے شیخ الحدیث صاحب نے احقر سے کہا کہ سبحان اللہ کیا ہی عمدہ تقریر ہے اور فرمایا کہ ہم لوگ زندگی بھر تفسیر پڑھاتے ہیں مگر اللہ والوں کی باتیں کیا ہی پُر اثر اور حکیمانہ ہوتی ہیں۔

۴۸۔ ارشاد فرمایا کہ بعض لوگ ظاہری وضع قطع کو فاسقانہ بنانا معمولی بات سمجھتے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ شانہ نے ذروا ظاهر الاثم وباطنه (ترک کر دو ظاہری گناہوں کو بھی اور باطنی گناہوں کو بھی) میں ظاہری گناہوں کے ترک کو مقدم بیان فرما کر اس کی زیادہ اہمیت بیان فرمائی ہے۔ جنگ اُحد میں صرف ظاہری کوتاہی تو ہوئی تھی جیتی ہوئی جنگ شکست میں تبدیل ہو گئی۔ عقیدہ اور باطن بالکل ٹھیک تھا۔ اس کی وضاحت کے لئے چند مثالیں پیش کرتا ہوں کبوتر کسقدر بلند پرواز ہے اس کے پروں کو کاٹ دیجئے صرف ظاہری کمی تو ہوئی ہے باطن بالکل ٹھیک ہے مگر اب اس کی پرواز اور ترقی بھی ختم اور ترقی تو کیا ہوتی اس کا باطن بھی خطرہ میں پڑ جائے گا۔ اب ایک بلی کا بچہ بھی اسے پکڑ کر کھا جائے گا تو معلوم ہوا کہ بعض ظاہر اپنے باطن کا محافظ بھی ہوتا ہے آج مسلمانوں نے واڑھی کٹا کر اپنے ظاہر کو خراب کر دیا ان کی ہیبت نکل گئی۔ ہر جگہ کافروں سے پٹ رہے ہیں۔

دوسری مثال لیجئے ہوائی جہاز کھڑا ہے اُڑ نہیں رہا ہے لیٹ ہو رہا ہے مدینہ جانے والے مسافر بھی لیٹ ہو رہے ہیں معلوم ہوا کہ ٹائر میں پنچر ہے ظاہر ہی تو خراب ہے مگر بعض ظاہر جب خراب ہوتا ہے تو نہ خود ترقی کر سکتا ہے نہ دوسروں کی ترقی کا سبب بن سکتا ہے نہ خود اڑ سکتا ہے نہ حاجیوں کو مدینہ پہنچا سکتا ہے۔ آج مسلمانوں کا حال یہی ہے ظاہری وضع قطع کی نافرمانی کر کے نہ خود ترقی کر سکتے ہیں نہ دوسروں کی ترقی کے سبب بن سکتے ہیں۔ ورنہ مسلمان کی شان تو یہ تھی۔

لے تو نہیں ہے اس جہاں میں منہ چھپانے کے لئے
تو ہے دنیا بھر کے سوتوں کو جگاتے کے لئے

لے وعدۂ غلبہ ہے مومن کے لئے قرآن میں
پھر جو تو غالب نہیں کچھ ہے کسر ایمان میں

اچھا کبوتر کے پروں کو کاٹ کر ہنس یا مور کے پر لگا دو کیا ہو گا۔ بلی نہیں چھوڑے گی اس طرح اگر اسلامی پروں کو کاٹ کر غیر مسلمین کے لگاؤں گے تباہ ہو جاؤ گے۔

سکھوں نے ہمارے صالحین کی صرف ظاہری نقل کی ہم اُن کے بھنگیوں کو بھی سردار کہتے ہیں اور ہم اپنے ظاہر کو خراب کر کے سرِ دار ہو رہے ہیں۔

ہر عمل کے لئے ایک ڈیوٹی ہوتی ہے ایک ہیئت ڈیوٹی ہوتی ہے ایک ایک پولیس مین ڈیوٹی صحیح انجام دے رہا ہے مگر وردی نہیں ہے۔ ہیئت ڈیوٹی نہ ہونے سے معطل کر دیا جائے گا۔ ٹریفک پولیس ایک چوراہے پر پوسٹ مین کی وردی پہنے ہاتھ سے گاڑیوں کو روک رہا ہے۔ لوگ کیا کہیں گے کہ ارے تو ڈاک تقسیم کر یہاں کہاں آگیا بالآخر پولس افسر کو جب اطلاع ہوگی اس کو معطل کرے گا۔ ۲۵ سال کی ملازمت کا صحیح حق ادا کیا تھا مگر صرف ایک دن یوم آزادی کے جلوس کے موقع پر ڈی آئی جی صاحب حکومت کے مخالف گروہ کی ٹوپی لگائے ہوئے کھڑے ہیں معطل کر دئے جائیں گے۔ آج اُمّت نے وہ وردی چھوڑ رکھی ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی تھی کیا یہ امت معطل نہ ہوگی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وردی عطا فرمائی تھی ٹخنے سے نیچے جو لباس عبا یا قمیص یا پائجامہ ہوگا وہ دوزخ میں جلے گا خدائے پاک ایسے لوگوں

پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔ یہ متکبرین کی وضع ہے جب متکبرین کی صورت کی نقل کی جائے گی تو ان کی حقیقت بھی منتقل ہو جاوے گی حدیث پاک میں اتنی سخت تاکیدی لہجے میں کیوں فرمایا کہ ہرگز ہرگز کوئی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے کیونکہ اس ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے تو اس تاکید سے منع کرنے میں بات یہی ہے کہ جب شیطان کی نقل کرو گے تو شیطنت کی صورت کے ساتھ شیطنت کی حقیقت بھی منتقل ہو جائے گی اور شیطانی کام ہونے لگیں گے صلوا کما رءیتمونی حدیث پاک میں ہے کہ نماز کو اس طرح پڑھو جس طرح میں پڑھتا ہوں یہاں بھی یہی مقصد ہے کہ ہماری نقل کرو جب نقل کرو گے تو حقیقت بھی حسب استعداد اتر جائے گی۔

داڑھی داڑھ سے شروع ہوتی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مونچھوں کو کٹاؤ داڑھی کو بڑھاؤ آج امت اس کے برعکس مونچھوں کو بڑھاتی ہے اور داڑھی کو کٹاتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ایک مشت اپنی مٹھی سے داڑھی کو پکڑ کر زائد کو قطع فرمایا ہے معلوم ہوا کہ اس معاملہ میں حجام کی مٹھی معتبر نہیں۔ اپنی مٹھی سے پکڑ کر زائد کو قطع کرنا جائز ہے اور داہنی طرف اور بائیں طرف بھی ایک ایک مٹھی اسی طرح واجب ہے۔ فقہا نے داڑھی کے کترانے اور منڈانے کو حرام لکھا ہے۔ جس طرح عید بقرعید کی نماز واجب ہے جس طرح نماز وتر واجب ہے جس طرح قربانی واجب ہے اتنا ہی ضروری داڑھی رکھنا بھی ہے اور داڑھی شعار اسلام سے ہے۔ اسی طرح سر کے بالوں کو یا منڈا دو یا پٹہ رکھ لو یا متوسط درجے میں ہر طرف سے برابر رکھئے۔ مگر انگریزی نہ رکھئے کہ خود اس کے نام میں انگریز کی طرف نسبت اب تک موجود ہے۔

ایک مجمع میں پولیس افسر ایس پی وردی کے بغیر موجود ہے کوئی ہیبت نہیں ایک سپاہی وردی میں آتا ہے سب ڈر گئے خدا خیر کرے سب اس کی طرف دیکھنے لگے اس نے کہا کوئی بات نہیں سب امن ہے ہمارے افسر ایس پی بھی یہاں موجود ہیں سمجھے یہ اثر وردی میں ہوتا ہے اُمت نے جب سے اپنی وردی اتار دی کافروں کے دلوں میں رُعب نہ رہا جہاں دیکھو اخباروں میں ان کے پٹنے کی خبر آرہی ہے۔ میں نے ایک مرتبہ سفر حج میں بحری جہاز کے اندر داڑھی پر بیان کیا الحمدللہ بہت سے لوگوں نے داڑھی رکھ لی حقیقت یہ ہے کہ ہم کہتے نہیں ہم پر مایوسی طاری ہے ایسا ہرگز نہیں خدائے تعالیٰ سے دُعا کرکے بار بار کہتے رہیے

بعض لوگوں کو علم صحیح نہ ہونے سے اس کی اہمیت نہیں ہوتی وہ فوراً تائب ہوجاتے ہیں اور داڑھی رکھ لیتے ہیں۔

۴۹۔ ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ صاحب اجمیریؒ سے نوے لاکھ کافر مسلمان ہوئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض لوگ اسلامؓ لائے اس کا جواب یہ ہے کہ آدمی ۵ طرح کے ہوتے ہیں۔

۱۔ غافل، ۲۔ سائل، ۳۔ مائل، ۴۔ جاہل، ۵۔ مجادل،

اوّل ۴ قسم کے لوگوں کو نفع ہوتا ہے پانچویں قسم کے آدمی کو ہدایت نہیں ہوتی خواجہ صاحبؒ سے جو اسلام لائے وہ انھیں چار قسم کے لوگ تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض لوگ جو اسلام نہیں لائے وہ پانچویں قسم کے تھے مجادل کو نفع نہیں ہوتا۔ شیطان مجادل تھا مردود ہوا مجادل کی طبیعت ضدی ہوتی ہے۔ اس کی مثل مشہور ہے پنچوں کا فیصلہ سر پر، مگر پرنالہ رہے گا یہیں پر — اس تقریر سے اشکال جاتا رہا۔

۵۰۔ ارشاد فرمایا کہ علّم آدم الاسماء کلھا میں حق تعالیٰ کا ارشاد

ہے کہ ہم نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھادئے اور یہ تعلیم ملائکہ کے سامنے بشمولیت ملائکہ دی گئی لیکن جب امتحان ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام نے سب کا نام بتادیا اور ملائکہ نہ بتا سکے اس کی وجہ یہ تھی ملائکہ میں بشری لوازم مثل بھوک۔ پیاس اور نفس کے تمام تقاضے نہیں ہیں اس لئے وہ غذاؤں کے نام یاد نہ کر سکے جیسے کوئی بالغ نہ ہو تو نکاح کی لذت کس طرح سمجھ سکتا ہے اسی طرح فرشتے بھوک پیاس وغیرہ کے تقاضوں کی تعبیر پر قادر نہیں۔ اس لئے انھوں نے عرض کیا سبحانک لَاعِلْمَ لَنَا اِلَّا مَاعَلَّمْتَنَا یہ نہیں کہا کہ آپ نے تو ہم کو سکھایا نہیں پھر ہمارا امتحان کیوں لیا جارہا ہے۔

۵۱ - **ارشاد فرمایا کہ** بخاری شریف کی روایت ہے کہ جب کسی مریض کے پاس جاوے تو سات مرتبہ یہ دعا پڑھ لے ۔ اَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ

ہر مریض کی شفا کے لئے اکسیر ہے

۵۲ - **ارشاد فرمایا کہ** ہمارے والد صاحبؒ نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ مجھے قبض کی مستقل شکایت ہے لیکن جس رات کو تہجد کی توفیق ہو جاتی ہے اور ذکر میں انشراح عطا ہو جاتا ہے اس دن قبض کی شکایت نہیں رہتی۔

جواب ارقام فرمایا کہ ذکر سے روح کو نشاط ہوا اور نشاط روح سے روح کو قوت عطا ہوئی اور قوت روح سے طبیعت کو قوت پہنچی اور قوت طبیعت سے مرض دفع ہوا۔ جیسا کہ اطباء نے لکھا ہے دراصل دوائیں دافع مرض نہیں ہیں بلکہ خود طبیعت انسانیہ مدافعت کرتی ہے اور دواؤں سے طبیعت کی صرف تقویت مقصود ہوتی ہے۔

۵۳- **ارشاد فرمایا کہ** جب تدبیر کرو اس پر بھروسہ مت کرو سرخ بتی گاڑی نہیں روکتی اس کے پیچھے حکم حکومت کا ہوتا ہے حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ دہلی کے پاس کسی کی سفارش اس انداز سے تحریر فرمائی

حامداً و مصلیا ۔ رَفَعْتُ اَمْرَہٗ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ اِلَیْکَ اِنْ اَعْطَیْتَہٗ فَالْمُعْطِیْ ھُوَ اللّٰہُ وَاَنْتَ الْمَشْکُوْرُ وَاِنْ مَنَعْتَہٗ فَالْمَانِعُ ھُوَ اللّٰہُ وَاَنْتَ الْمَعْذُوْرُ والسلام

ترجمہ :- میں نے ان کا معاملہ اولاً اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا پھر تدبیر کے طور پر آپ کو لکھتا ہوں اگر آپ نے ان کا کام کر دیا تو دینے والا صرف اللہ ہے اور آپ کو اجر ملے گا۔ اور اگر نہیں دیا تو مانع صرف اللہ ہے اور آپ معذور۔ والسلام

۵۴- **ارشاد فرمایا کہ** ہم لوگ اپنے خیال سے اپنی قیمت زیادہ لگا لیتے ہیں اپنی قیمت سنت کی کسوٹی پر لگایئے ۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بکری چرا لیتے تھے۔ دودھ بکری کا تھن سے نکال لیتے تھے ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فاخرانہ لباس پہننے سے انکار فرما دیا کہ اپنے نفس میں کچھ محسوس کیا اور فرمایا کہ نحنُ قوم اعزنا اللہ بالاسلام۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستر خوان پر کھانا گر گیا اٹھا کر کھا لیا بعض غیر ممالک کے سفرا بھی تھے بعض لوگوں نے کہا کہ یہ لوگ کیا خیال کریں گے فرمایا ہم ان احمقوں کے سبب اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتے۔

۵۵- **ارشاد فرمایا کہ** جب مجھ سے کوئی متعدد مقاصد کے لئے دعاؤں کے

لئے کہتا ہے تو میں کہتا ہوں اچھا سب لوگ اپنے سب مقاصد کا دل میں خیال کر لیں پھر دُعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ آپ کے جمیع مقاصد پورے فرمائیں کم وقت میں سب کے لئے اور جمیع مقاصد کے لئے دعا ہو گئی۔

۵۶۔ارشاد فرمایا کہ دینی مدارس کے اصول میں دین کے وقار کا لحاظ اگر نہیں ہے تو صرف جسم ہے مگر روح نہیں۔

۵۷۔ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو مرنے کے نام سے وحشت ہوتی ہے لہٰذا یوں کہنا چاہئے کہ فلاں صاحب اصلی وطن گئے قبرستان وطن اصلی کا اسٹیشن اور وطن اصلی کی گاڑی قبر ہے۔میرا نواسہ چھوٹا سا ہے جب قبرستان کئی روز نہیں جاتا ہوں تو تقاضا کرتا ہے کہ آپ جنت کے اسٹیشن کب چلیں گے۔

۵۸۔ارشاد فرمایا کہ آخرت کی منزل مہتم بالشان ہے کہ ایک غریب آدمی مرنے کے بعد بڑے بڑے سلاطین اور بڑے بڑے مشائخ اور علماء کے کندھوں پر قبرستان تک جاتا ہے۔جو مقتدی تھا اب امام کے کندھے پر جا رہا ہے عظیم الشان سفر کا اکرام ہے۔جنازہ کے آگے نہ چلو۔جب تک جنازہ زمین پر نہ رکھا جائے زندہ لوگ نہ بیٹھیں۔بادشاہوں کی سواری کار ہوتی ہے اور مرنے کے بعد اشرف المخلوقات کے کندھوں پر جا رہا ہے۔خادم کا جنازہ مخدوم کے کندھوں پر ہے۔جس سفر کی ابتداء کی یہ شان ہے تو اس کے اور منازل کی کیا شان ہوگی۔

کوچ ہاں اے بے خبر ہونے کو ہے
تا بکے غفلت سحر ہونے کو ہے

باندھ لے توشہ سفر ہونے کو ہے
ختم ہر فرد بشر ہونے کو ہے

قبر میں میت اترنی ہے ضرور
جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور

تو برائے بندگی ہے یاد رکھ
ورنہ پھر شرمندگی ہے یاد رکھ

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے   کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

۵۹- ارشاد فرمایا کہ جس پر کسی کا حق ہو ابھی سے معاف کرالے ورنہ قیامت میں سزا ہوگی نیکیاں چھین کر اس کو دی جاویں گی اگر نیکیاں کم ہونگی تو اس کے گناہ اس پر لادے جاویں گے حضرت تھانویؒ نے اپنی سوانح میں کس درد سے حقوق العباد معاف کرایا ہے اس مقام پر یہ اشعار بھی ہیں۔

کسی کو اگر میں نے مارا بھی ہو   بری بات کہہ کر پکارا بھی ہو

وہ آج آن کر مجھ سے لے انتقام   قیامت کے دن پہ نہ رکھے یہ کام

کہ خجلت بروزِ قیامت نہ ہو

خدایا بس مجھ کو ندامت نہ ہو

۶۰- ارشاد فرمایا کہ بدن کے دانوں اور پھنسیوں پر صرف مرہم لگانے سے وقتی طور پر دانے کم ہو جاویں گے اور عارضی سکون ہو جائے گا مگر پھر اس سے بھی زیادہ دانے نکل آئیں گے لیکن اگر مصفی خون دواؤں سے خون صاف کر دیا جائے تو پھر صحت ہو جاتی ہے اسی طرح روحانی بیماری کا حال ہے۔ نماز میں غفلت کرنے والے کو عارضی نمازی بنانے سے کام نہیں چلے گا اس کے اندر خوف خدا پیدا کرنے کی سعی کیجاوے جب اندر سے غفلت دور ہو کر خوف پیدا ہو جاوے گا تو پھر مستقل اور دائمی فرمانبرداری نصیب ہو جائے گی۔ اور یہ خوف اہل اللہ کی صحبت سے ملتا ہے۔

ے   دل میں اگر حضور ہو سر ترا خم ضرور ہو

جس کا نہ کچھ ظہور ہو عشق وہ عشق ہی نہیں

پس مرہم لگانے کے لئے تو مریض جلد راضی ہو جاتا ہے اور عارضی سکون اور وقتی راحت بھی مل جاتی ہے اور مصفی خون کی کڑوی دواؤں سے ہر شخص گھبراتا ہے لیکن چند دن تلخ دواؤں کی تکلیف سبب دائمی راحت کا ہوگا۔ بس آخرت کی

دائمی راحت کے لئے روح کا علاج کسی اہل اللہ سے کرا لینا چاہئے اور مجاہدات کی تلخیوں کو برداشت کر لینا چاہئے پھر راحت ہی راحت ہے۔ چین ہی چین ہے۔

رہ عشق میں ہے تنگ دو ضروری ۔۔۔ کہ یوں تا بہ منزل رسائی نہ ہوگی
پہنچنے میں حد درجہ ہوگی مشقت ۔۔۔ تو راحت بھی کیا انتہائی نہ ہوگی
(خواجہ صاحبؒ)

۶۱ - ارشاد فرمایا کہ اصلاح نفس میں ہمت سے کام لے اور ارادہ کرلے کہ مثلاً بدنگاہی سے نفس کے روکنے میں جان بھی چلی جاوے گی تو بھی نامحرم عورت یا امرد حسین کو نہ دیکھوں گا اس ارادہ اور ہمت پر حق تعالیٰ کا فضل ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوتاہی ہو جائے فوراً توبہ سے تلافی کرے یہ نہیں کہ گندگی میں پڑا رہے۔ صاف کپڑا پہن کر جمعہ کو نکلے کسی بچے نے روشنائی لگا دی دل کس قدر پریشان ہوگا۔ بار بار کھٹک ہوگی اور یہ سیاہی تو کپڑے میں لگنے سے دل کا یہ حال ہے اور گناہوں سے تو براہ راست دل پر سیاہی لگتی ہے ہر گناہ سے دل پر سیاہ نقطہ لگنے سے دل کی پریشانی کا کیا حال ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہر گناہ سے دل پر سیاہ نقطہ لگتا ہے پھر اگر توبہ کرلے تو مٹ جاتا ہے ورنہ سیاہی بڑھتے بڑھتے تمام دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ تمام عمر مجاہدہ میں لگا رہے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور کامیابی ہوگی۔ مربی کو اطلاع حال کرتا رہے اور وہاں سے جو مشورہ ملے اسکی اتباع کرتا رہے بس کچھ ہی دن میں انشاء اللہ بیڑا پار ہوگا۔

نہ چت کر سکے نفس کے پہلواں کو ۔۔۔ تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
ارے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی ۔۔۔ کبھی وہ دبالے کبھی تو دبالے
جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی ۔۔۔ بہر حال کوشش کو عاشق نہ چھوڑے
یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے ۔۔۔ جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

چار شرطیں لازمی ہیں استفادہ کے لئے۔ اطلاع و اتباع و اعتقاد و انقیاد۔

۶۲۔ ارشاد فرمایا کہ توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے جیسے کہ اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا۔ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّاذَنْبَ لَہٗ پس قیامت کے دن اگر کاملین میں نہ ہوگے تو تائبین میں ہونا بھی بڑی دولت ہے لہٰذا توبہ کا اہتمام بہت ضروری ہے اور توبہ کے وقت اس گناہ کے ترک کا قوی ارادہ کرلے اور خدائے تعالیٰ سے استقامت کی دُعا بھی کرے۔

۶۳۔ ارشاد فرمایا کہ ہمارے حضرات نے اب چشتیت اور نقشبندیت کو جمع کردیا ہے کیونکہ عمریں کم ہیں تحلیہ بالذکر کے ساتھ تخلیہ من الاخلاق الرذیلہ بھی کرتے رہتے ہیں اور حضرات نقشبندیہ پہلے ذکر بتاتے ہیں۔ اخلاق کی اصلاح بعد میں کراتے ہیں اور ہمارے حضرات ذکر اور اصلاح اخلاق ساتھ ساتھ شروع کردیتے ہیں اس سے سلوک جلد طے ہو جاتا ہے۔

۶۴۔ ارشاد فرمایا کہ جب کار اسٹارٹ نہیں ہوتی تو بیٹری چارج کراتے ہیں اسی طرح جب دین کی کار یعنی قلب کی ہمت کمزور ہو جانے سے نہ چلے تو کسی اللہ والے سے اس کی بیٹری چارج کرالو پھر چلنے لگے گی۔

۶۵۔ ارشاد فرمایا کہ جب کار چلتی ہے تو ڈرائیور کا پاؤں اس کی بریک پر ہوتا ہے اور اس کے کان (ہینڈل) اس کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں پھر کار ٹھیک ٹھیک چلتی ہے اور ٹکر نہیں مارتی۔

اسی طرح جب مرید کی گردن پر شیخ کا پاؤں ہوتا ہے اور اس کے کان اس کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں تو وہ مرید بھی ٹھیک ٹھیک چلتا ہے اور اگر کار پر ڈرائیور نہ ہو تو سیدھے راستے پر چلے گی مگر جہاں چوراہا آئے گا وہاں ٹکر کھائے گی۔ اسی طرح جتنے گمراہ فرقے پیدا ہوئے ان کے بانی سب اہل علم ہیں لیکن سب کے سب

بدون شیخ اور راہبر والے ہیں پس شروع میں تو ٹھیک چلتے ہیں لیکن جب موڑ یا چوراہہ آتا ہے و بھٹک جاتے ہیں اور عجب و کبر میں مبتلا ہو کر کسی کی سنتے بھی نہیں ہیں۔

۶۶- ارشاد فرمایا کہ مقصود حاصل ہونے سے سکون ہو جاتا ہے پس جس شخص کو ذکر سے سکون نہ ہو رہا ہو تو معلوم ہوا کہ یہ ذکر کو مقصود نہیں سمجھتا اس کا کوئی اور مطلب ہے۔

۶۷- ارشاد فرمایا کہ جنت دار القرار ہے وہیں پہنچ کر قرار اور سکون دائمی ہوگا یہاں تو پوری زندگی متحرک اور سرگرداں ہوتی ہے۔

۶۸- ارشاد فرمایا کہ وعظ کہتے وقت اپنی اصلاح کی نیت بھی کر لے اس سے بہت نفع ہوتا ہے۔

۶۹- ارشاد فرمایا کہ جب ایک شخص کو آنے کی اجازت دی جائے تو اس کے کئی آدمیوں کا داخل ہو جانا ٹھیک نہیں ان لوگوں کو بھی اجازت لینا چاہیے یا پہلا شخص ان لوگوں کی اجازت بھی لے۔

۷۰- ارشاد فرمایا کہ اپنے بچوں کو کھانے کی سنتیں وضو کی سنتیں نماز کی سنتیں سکھایئے اور اہل مدارس مدرسہ کے بچوں کو سکھائیں اور انھیں حکم دیں کہ وہ اپنے گھروں میں جا کر اپنے ماں باپ اور بھائی بہنوں کو سکھائیں اس طرح تمام ملک میں سنتوں کا نور پھیل جاوے گا اور ان بچوں سے معلوم بھی کیا جائے کہ اپنے گھروں میں کہا یا نہیں۔ اسی طرح مساجد میں داخل ہونے کی اور مساجد سے نکلنے کی سنتوں کی مشق کرایئے۔ سنتوں سے بہت نور پیدا ہوتا ہے۔

(اور یہ سنتیں تعلیم الدین اور بہشتی زیور سے یاد کر لے)

<u>از مرتب عفی عنہ</u>:۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے محبوب ہیں کہ ان کے

نقشِ قدم پر چلنے والے بھی محبوب ہو جاتے ہیں۔ احقر مرتب عرض کرتا ہے کہ وہ اپنے گھر پر ہر اتوار کی دینی مجلس میں حضرت اقدس ہردوئی دامت برکاتہم کی برکت سے سنتوں کی تعلیم اور مشق کا اہتمام کرنے لگا ہے۔ چنانچہ گذشتہ اتوار کو مسجد میں داخل ہونے کی اور مسجد سے نکلنے کی دس سنتوں کو یاد کرایا اور ہر ایک سے سُناسب کو یاد ہو گیا تمام مجلس میں سنتوں کا نور معلوم ہو رہا تھا ہر شخص نے اپنے قلب میں عجیب کیف محسوس کی اور احقر نے بھی اپنے قلب میں ایسا انشراح اور نور محسوس کیا جو بیان سے باہر ہے۔ اب احقر نے ارادہ کر لیا ہے کہ اپنی مجالس میں دینی کتب سُناتے یا کچھ وعظ یا ملفوظات اکابر سنانے کے ساتھ ساتھ ہر مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے ایک یا دو یا تین ضرور انشاء اللہ تعالیٰ یاد کرائے گا اور احقر نے اپنے ہر دوست شریک مجلس سے یہ گذارش بھی کی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں اور اپنے احباب کو بھی یاد کرائیں جو آج سیکھا ہے اس طرح سنتوں کا احیا اور ان کی نشر و اشاعت میں بڑی مدد ملے گی نیز اپنے مدرسے کے بچوں میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ اسی طور سے یہ کام کیا جائے گا۔ مسجد میں داخل ہونے کی پانچ سنتیں یہ ہیں۔

(۱) بسم اللہ کہنا

(۲) والصّلوٰۃ والسّلام علٰی رسولِ اللہ کہنا

(۳) داہنا پاؤں مسجد میں داخل کرنا

(۴) اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ پڑھنا۔ یا کوئی درود پڑھنا

(۵) نفلی اعتکاف کی نیت کر لینا کہ جب تک مسجد میں رہوں گا اعتکاف کی نیت کرتا ہوں۔ اور مسجد سے نکلنے کی ۵ سنتیں یہ ہیں۔

(۱) بسم اللہ کہنا

(۲) والصلوۃ والسلام علیٰ رسول اللہ کہنا

(۳) بایاں پاؤں مسجد سے نکالے (اور بائیں جوتے کے اوپر رکھ لے)

(۴) پاؤں نکالتے وقت اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ پڑھنا

(۵) پھر داہنا پاؤں داہنے جوتے میں داخل کرنا ..... ایک وقت کی نماز کے لئے گئے دس سنتوں کا یہ نور بھی دل میں جمع ہو گیا۔

اس طرح پانچ وقت کی نمازوں میں ۵۰ سنتیں نامۂ اعمال میں جمع ہو جائیں گی اور ہر نیکی پر دس کا وعدہ ہے پس اس طرح ۵۰۰ نیکیاں ہر روز اور ہر مہینہ میں ۱۵ ہزار نیکیاں جمع ہو گئیں انشاء اللہ روز محشر میں ان کا نور اور انکی قدر معلوم ہو گی۔

فائدہ :۔ اگر بھول کر مسجد کے اندر داخل ہو جائے تو پھر نکل کر ان سنتوں پر عمل کر کے داخل ہو چند دن کی مشق سے پھر نفس عادی ہو جائے گا اسی طرح احقر نے اتوار کے دینی اجتماع میں شریک ہونے والوں سے عرض کیا ہے کہ وہ مسنون دعاؤں کی کتاب سے ہر اتوار کو تین دعائیں زبانی یاد کر کے سنائیں اور ہر شخص قرآن پاک کے حروف کی صحت کسی ماہر قاری سے شروع کر دے اس طرح ہر شخص فعّال اور سرگرم عمل ہو جاتا ہے ورنہ آرام سے وعظ سن کر چلے جاتے ہیں اور ساری محنت استاد اور پیر کی گردن پر ہوتی ہے۔ حضرت اقدس حکیم الامت مولانا تھانوی ؒ نے ارشاد فرمایا کہ میں پہلے ہی دن سے مرید کو کام میں لگا دیتا ہوں۔ احقر کو حضرت اقدس (ہردوئی) دامت برکاتہم کی تعلیمات سے بڑا ہی نفع ہوا حق تعالیٰ حضرت والا کے درجات عالیہ اضعافاً مضاعفا فرمائیں۔ آمین ؎

اللہ مرے شیخ کے رتبے کو بڑھا دے

سرتاج زمانہ مرے حضرت کو بنا دے

حضرت اقدس (ہردوئی) دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ جن سنتوں پر عمل کرنے میں معاشرہ اور ماحول مانع اور مزاحم نہیں ان کو شروع کر دے پھر ان سے روح میں نور اور قوت ایسی پیدا ہوگی کہ پھر ان سنتوں پر بھی عمل کی ہمت اور توفیق ہو جائے گی جن پر عمل کرنے میں ماحول اور معاشرہ رکاوٹ ڈالتا ہے اور پھر شان یہ ہوگی ؎

پیش نظر تو مرضی جانانہ چاہیئے
سارا جہاں خلاف ہو پروا نہ چاہیئے
اب اس نظر سے جانچ کے تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیئے کیا کیا نہ چاہیئے

؎ گو ہیں ضعیف و ناتواں گو ہیں نحیف و خستہ جاں
رکھتے ہیں ہم مگر نہاں شیر کا دل کنار میں

۷۱- ارشاد فرمایا کہ مرشد کا انتخاب اور رجوع مناسبت پر ہے نہ کمالات پر لیکن غیر متبع سنت پیروں سے رجوع ہر حال میں ناجائز ہے۔

۷۲- ارشاد فرمایا کہ جہاں دین کی طلب نہ ہو وہاں خود سفر کر کے جانا چاہیئے کیونکہ سونے والوں کو جگانے کے لئے جانا پڑتا ہے اور جہاں طلب ہو ان کو خود آنا چاہیئے۔ عام طور پر لوگ بزرگوں کے آخری حالات پر قیاس کرتے ہیں کہ جب ان کی طرف مرجوعہ ہو گیا اور لوگ جوق در جوق ان کے پاس آنے لگے مگر انکو ابتدائی مشقتوں کی خبر نہیں ہے کہ شروع میں کیا کیا مشقت اور محنت برداشت کی ہے اسی سبب سے حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے فرمایا کہ جو بزرگوں کے آخری حالات کو دیکھتا ہے کہ خوب آرام سے ہیں دسترخوان پر مرغ کھا رہے ہیں۔ گاؤ تکیہ ہے اور مجلس ہو رہی ہے وہ خراب ہو جاتا ہے اور

عیش طلب ہو جاتا ہے اور جو بزرگوں کے ابتدائی حالات پر نگاہ رکھتا ہے اور ان کی ابتدائی دینی محنتیں۔ پیدل چل چل کر بستی والوں میں وعظ کہا۔ ان حالات پر نظر رکھ کر جو کام کرتا ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ طالب مقدم ہوتا ہے غیر طالب پہ پس اگر طالبین دور رہتے ہیں تو وہاں سفر کر کے جانا پڑے گا طالب کا نفع یقینی ہوتا ہے اور غیر طالب کا موہوم۔ سورہ عبس میں اسی کو بیان فرمایا گیا ہے۔

زمین کی تین قسمیں ہوتی ہیں قسم اعلیٰ۔ دوم۔ سوم تو سب سے پہلے اعلیٰ زمین پر تخم پاشی کی جائے گی پھر دوم پر پھر سوم پر۔ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اعظم گڈھ خود تشریف لے جاتے تھے۔ وہاں ایک مسجد میں ٹھہر جاتے اور شام کو واپس آجاتے اس طرح عرصے تک مجاہدہ کے بعد وہاں کے لوگ متوجہ ہونے لگے۔ جب اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے سکون ملتا ہے تو پھر لوگ آہستہ آہستہ انکے گرد پروانوں کی طرح جمتے جاتے ہیں۔

<u>ازمرتب عفی عنہ</u>:۔ احقر حیدرآباد ہر ماہ دو، تین دن کے لئے حضرت اقدس ہردوئی کی دعاؤں کی برکت سے حاضر ہوا کرتا ہے۔ کراچی سے حیدرآباد سو میل کی مسافت ہے تقریباً تین سال سے یہ معمول ہے۔ بعض احباب نے فرمایا کہ بدون بلائے جاتے ہو۔ کیا کوئی تم کو لینے کے لئے وہاں سے آتا ہے۔ عرض کیا کہ نہیں بھائی احقر اپنی سعادت سمجھ کر از خود ہی گھر سے بے گھر ہوتا ہے اور اس طرح وہاں کے کافی احباب اس عبد حقیر سے دین سیکھنے لگے۔ جگہ جگہ پیاسے موجود ہیں صحیح رہنمائی کی ضرورت ہے۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کیں دولت از گفتار خیزد

<u>ترجمہ</u>: محبت کے لئے دیدار شرط نہیں یہ دولت اکثر کثرت ذکر محبوب سے بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

پس حق تعالیٰ کی محبت کا بیان کثرت سے کرنے سے ارواح کی وہ پرانی

چوٹ ابھر آتی ہے جو عالم ازل میں الست سے لگائی گئی تھی۔

دل ازل سے ہے کوئی آج کا شیدائی ہے
تھی جو اک چوٹ پرانی وہ ابھر آئی ہے (مجذوبؒ)

حضرت اقدس ہردوئی کے اس ملفوظ رحمہ اللہ سے احقر کو اپنے دینی اسفار کے بارے میں بڑی ہی تسلی اور تقویت ہوئی اور حضرت اقدس ہردوئی، احباب حیدر آباد کے اجتماع اور ان کی پُرخلوص محبت سے نہایت مسرور اور متاثر ہوئے! احقر اسی دینی سفر کے سلسلے میں ملتان۔ سکھر۔ لاہور اور ٹکسلا بھی حاضر ہوا ٹکسلا میں قیام طویل ہوا وہاں متعدد حضرات کو بہت نفع ہوا۔ اس واقعہ کو سن کر حضرت اقدس ہردوئی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ جس بستی میں کام کیا جائے جلد اس بستی سے آگے نہ بڑھیں چنانچہ ان حضرات نے یہ بھی فرمایا کہ ہم لوگ دعا کیا کرتے تھے کہ حق تعالیٰ ہم کو کوئی دین کا راستہ دکھانے والا عطا فرما! احقر نے اسی سفر میں یہ اشعار بھی کہے تھے۔ جو درج ذیل ہیں۔

ہر ایک ذرہ میں اس کو ہی دیکھتا ہوں میں
دلیل صانع کی صنعت میں دیکھتا ہوں میں

کبھی چمن میں پھرا اور کبھی بیاباں میں
جہاں گیا ہوں اسی کو تو ڈھونڈتا ہوں میں

سمجھ کے دوستو میں بوئے پیرہن اس کا
چمن میں لالہ و سوسن کو سونگھتا ہوں میں

میں اس کے نام کی لذت کو کیا بیاں کرتا
زبان عشق کی حیرت کو دیکھتا ہوں میں

میں اپنے گھر سے ہوا ہوں جو اس طرح بے گھر
خدا کے چاہنے والوں کو ڈھونڈتا ہوں میں

کبھی نہ کر سکے کیوں شرح دردِ پنہانی
ہر ایک لفظ و معانی سے پوچھتا ہوں میں
نہ جانے اس سے تو کیا مانگتی ہے خلق مگر
اسی کو اس سے فقط دل سے مانگتا ہوں میں
ورائے عقل ہے جب درد کا مقام اخترؔ
کیوں اس کو اہلِ خرد سے بھی پوچھتا ہوں میں

(اہلِ خرد سے مراد: ناقص عقل اور غافل از آخرت ہے)

حضرت اقدس ہردوئی کے بارے میں حضرت والا کے بعض احباب سے احقر کو علم ہوا کہ حضرت ابتدائی زمانے میں ۱۰ میل کبھی ۱۳ میل کبھی کبھی ۲۰ میل دیہی بستیوں میں وعظ کے لئے پیدل سفر فرماتے اور رفقاء سے فرماتے کہ کہ یہ گرد و غبار راہ حق میں جو قدموں پر لگ رہی ہے دوزخ کی آگ سے محفوظ ہو رہے ہیں (بروایت بخاری و ترمذی، نسائی)
بزرگوں کے ابتدائی دور کی محنتوں سے بے خبری واقعی ان کے مقامات کی رفعت سے بے خبری کا سبب بن جاتی ہے۔

۷۳۔ ارشاد فرمایا کہ لڑکوں کی کہنی اگر کھلی رہے تو نماز ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہوتی ہے اور لڑکیوں کی کہنی اگر کھلی رہے تو نماز ہی نہیں ہوتی لیکن معاملہ کیا ہے کہ والدین لڑکوں کی آستین پوری بناتے ہیں اور لڑکیوں کی کہنی بھی کھلی رکھتے ہیں کیا حال ہے افسوس کا مقام ہے اسی طرح لڑکا ننگے سر نماز پڑھے نماز ہو جائے گی مگر مکروہ ہو گی اور لڑکی ننگے سر نماز پڑھے تو نماز ہی نہ ہو گی مگر والدین کا کیا حال ہے کہ لڑکے کے سر پر موٹی موٹی ٹوپی اور لڑکی کے سر پر باریک دوپٹہ جس سے بالوں کی سیاہی صاف نظر آتی ہے اور اب تو یہ دوپٹہ بھی

غائب ہو رہا ہے۔ رُبّ کاسیاتٍ عاریات اب تو ایسا باریک لباس لڑکیوں کا ہو رہا ہے کہ نام لباس کا ہے مگر درحقیقت ننگی ہیں افسوس کا مقام ہے۔

۷۴۔ **ارشاد فرمایا کہ** دنیا میں ہم ہر چیز بڑھیا پسند کرتے ہیں امرود عمدہ ہو کیلا عمدہ ہو، مکان عمدہ ہو۔ لیکن وضو عمدہ ہو اور نماز عمدہ ہو اس کی فکر نہیں اور وضو اور نماز عمدہ ہوتی ہے ان کی سنتوں کی پابندی سے ۔ امرود کا باطن تو اچھا ہو لیکن اس کے اوپر داغ ہو آپ نہیں پسند کرتے پس مسلمان کا ظاہر بھی عمدہ ہو اور باطن بھی عمدہ ہو۔ ظاہر بھی وضع قطع صلحا سے آراستہ ہو اور باطن بھی۔ زمانہ ہو گیا وضو کرتے اور نماز پڑھتے مگر سنتیں وضو اور نماز کی معلوم نہیں الا ماشاء اللہ اور دماغ کا یہ حال ہے کہ موٹر کو کھولکر ہر جز علیحدہ کر دیا اور صاف کر کے پھر سب کو فٹ کر دیا جنرل اسٹور کی ہزاروں چیزیں ازبر یاد کہ کون چیز کہاں ہے گاہک نے مانگی اور فوراً ہاتھ وہاں پہنچا مگر افسوس کہ آخرت کے معاملہ میں اس دماغ اور حافظہ کو استعمال ہی نہیں کیا کہ وضو اور نماز کی تمام سنتوں کو اور سونے جاگنے چلنے پھرنے کھانے پینے کی تمام سنتوں اور دعاؤں کو سیکھتے۔

اے کہ تو دنیا میں اتنا چست ہے
دین میں کیوں آخر اتنا سُست ہے

اگر ایک سنت ایک دن میں یاد کریں تو ۳۶۰ دن میں ۳۶۰ سنتیں یاد ہو جائیں گی۔

۷۵۔ ارشاد فرمایا کہ کامل بننے کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً آپ کو کامل گھڑی ساز بننا ہے تو آپ گھڑی سازی میں ماہر کے پاس کچھ دن رہیں گے اسی طرح

دین میں کامل بننے کے لئے کسی دین کے کامل کی صحبت میں رہنا پڑے گا۔

۷۶ ۔ارشاد فرمایا کہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانے کیلئے کس قدر پریشانیاں ہوتی ہیں۔ پاسپورٹ لو۔ ویزا لو۔ پھر کہاں کہاں بھاگنا پڑتا ہے صحت کا سرٹیفکٹ لو کہ کوئی وبائی بیماری کا مریض تو نہیں تو آخرت کا سفر کیسا ہوگا جو ایک عالم سے دوسرے عالم کا سفر ہے کس قدر اس کی تیاری کرنی چاہئے۔

۷۷ ۔ارشاد فرمایا کہ مسلمان کامل وہ ہے جس کی زبان سے اور ہاتھ سے کسی مسلمان کو اذیت نہ ہو یہ حدیث پاک کا مضمون ہے اس پر ایک کافر نے سوال کیا کہ صاحب یہ کیسا آپ کا دین ہے کہ المسلم من سلم المسلمون مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمانوں کو تکلیف نہ ہو اور کافروں کو سلامتی دینا تکالیف سے یہ آپ کے یہاں کیوں نہیں ہے اسی طرح ایک اور اشکال پیدا ہوتا ہے کہ ہاتھ اور زبان سے تکلیف نہ دیں۔ (من لسانہ ویدہ) اور اگر سر سے یا پاؤں سے مار دیں اس کی ممانعت تو اس سے ثابت نہیں ہوتی۔ اب جواب سنئے اشکال نمبر ۱ کا جواب یہ ہے کہ مسلمان کو ہر وقت مسلمانوں سے معاملہ پڑتا ہے رات دن انھیں کے ساتھ اکثر معاملہ پڑتا ہے اور کفار کے ساتھ کبھی کبھی معاملہ پڑتا ہے تو جب مسلمان کے اخلاق ان لوگوں کے ساتھ اچھے ہوں گے جن کے ساتھ رات دن اسے معاملہ اور سابقہ پڑ رہا ہے تو جن سے کبھی کبھی معاملہ پڑتا ہے ان سے بدرجہ اولیٰ اس کے اخلاق اچھے ہوں گے جب مشکل معاملہ میں یہ پاس ہو گیا تو آسان معاملہ میں فیل ہونا کس قدر مستبعد ہوگا یعنی اس میں تو پاس ہو ہی جاوے گا۔

اور اشکال ۲ کا جواب یہ ہے کہ عموماً غصہ میں ہم لوگ زبان سے

نامناسب کلمات کہکر اذیت دیتے ہیں اور اگر غصہ بہت بڑھا تو ہاتھ چلانا بھی شروع کردیا اس لئے اوّل زبان کا ذکر ہے ثانیاً ہاتھ کا ذکر اور جب یہ اعضاً زبان اور ہاتھ جو غصہ کے وقت کثرت سے استعمال ہوا کرتے ہیں ایذاء سے محفوظ ہو گئے تو سر اور پاؤں تو بہت ہی کم استعمال ہوتے ہیں وہ تو بدرجہ اولیٰ محفوظ ہو جاویں گے یعنی مشکل سوال میں جب پاس ہو گیا تو آسان سوال میں تو پاس ہو ہی جاوے گا۔

۷۸ - ارشاد فرمایا کہ بعض لوگ قرآن و حدیث کو اپنی رائے سے سمجھتے ہیں یہ غلط ہے ہر کلام کے مختلف پہلو ہوتے ہیں جو صرف لغت سے مفہوم نہیں ہوتے مثلاً ایک شاعر کا قول ہے

خاط لی عمرٌ قباء   یا لیت عینیہ سواء

ترجمہ عمر نے میرے واسطے قبا سی اے کاش اس کی دونوں آنکھیں برابر ہو جاویں۔ اور عمر کانا تھا صرف ایک آنکھ صحیح تھی اب اس شعر کے دو معنی ہیں اگر شاعر نے خوش ہو کر کہا تو ترجمہ یہ ہو گا کہ کاش اس کی خراب والی آنکھ بھی اچھی ہو جائے اور اگر غصہ میں تھا، ناراض تھا تو ترجمہ یہ ہوا کہ دوسری آنکھ جو تندرست ہے وہ بھی خراب ہو جائے۔ اب آپ بتلائیے کہ یہاں ایک معنیٰ متعین کرنے کے لئے کیا عقل یا لغت کافی ہو سکتی ہے ہرگز نہیں۔ اب شاعر کے دوستوں کو تلاش کرنا پڑے گا کہ جب اس نے یہ شعر کہا تھا تو اس کے چہرے کا کیا رنگ تھا غضب طاری تھا یا خوشی طاری تھی یہ تو ایک شاعر کے کلام کا حال ہے اسی طرح رسول رب العالمین کے کلام کو سمجھنے کے لئے آپ کے صحابہؓ کی ہمیں ضرورت اور احتیاج ہو گی جو انھوں نے سمجھا ہو گا وہی صحیح ہو گا کیونکہ ان کے سامنے صاحب کلام صلی اللہ علیہ وسلم کا

چہرۂ انور بھی ہوتا تھا اور تمام سیاق و سباق سامنے ہوتا تھا۔ جس طرح ایک شاعر کے کلام کے معنیٰ کو متعین کرنے کے لئے نہ عقل کافی ہے نہ لغت کافی اسی طرح حدیث پاک کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے بھی عقل و لغت کافی نہیں۔

اسی طرح اردو کا ایک جملہ ہے روکو مت جانے دو۔ اب اس جملہ کا مطلب بولنے والے کے لب و لہجے سے سمجھ میں آئے گا اگر اس نے روکو پر وقف کیا اور پھر کہا مت جانے دو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ روک لو اور اگر روکو مت پر وقف کیا اور جانے دو پھر کہا تو مطلب یہ ہوگا کہ جانے دو۔ تو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لب و لہجہ بھی تھا اب افسوس کہ عقل اور لغت کے غلام احادیث پاک کا مفہوم سمجھنے میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی ضرورت نہ سمجھنے سے خود بھی گمراہ ہو رہے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہما کی طرف رجوع کرنا اپنی جدّت پسندی کی توہین سمجھتے ہیں حالانکہ ہر پرانی چیز خراب نہیں ہوتی ؎

پرانے چاولوں کو پا نہیں سکتے نئے چاول
پکالو اُن سے خشکہ پک نہیں سکتی ہے بریانی

۷۹۔ ارشاد فرمایا کہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ ان الحسنات یذھبن السیئات لیکن اس سے مراد یہ ہے کہ صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ کبائر مراد نہیں۔

۸۰۔ ارشاد فرمایا کہ اگر پولیس افسر کا بیٹا پٹ رہا ہے تو لوگ کیا سمجھیں گے یا تو پولیس افسر کو خبر نہیں یا لوگوں کو نہیں معلوم کہ یہ پولیس افسر کا بیٹا ہے یا پولیس افسر اس بیٹے سے ناراض ہے جو اس کی ہمدردی نہیں کرتا۔ آج امت مسلمہ کا یہی حال ہے جو نصرت نہیں ہو رہی ہے۔ ہم نے اللہ پاک کو ناراض

کر رکھا ہے۔ گناہوں کا عموم ہے اور روک ٹوک سے بھی ہم غافل ہیں۔ بنی اسرائیل کی ایک بستی پر عذاب کا حکم آیا تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا ایک صوفی عابد بھی اس بستی میں رہتا ہے جس نے آپ کی کبھی نافرمانی نہیں کی ان فیھا عبدا لم یعصک طرفۃ قط ارشاد ہوا اس بستی کو پہلے اس پر پھر تمام بستی والوں پر الٹ دو کیونکہ میری نافرمانیاں یہ عابد دیکھتا تھا اور اس کے چہرے پر ناگواری کا اثر بھی نہ ہوتا تھا اقلبھا علیہ وعلیھم لم یتمعر وجھہ فی۔ اس صوفی عابد پر بستی الٹنے کا حکم مقدم فرمایا گیا۔

۸۱ - ارشاد فرمایا کہ جب احقر کی تقرری کانپور میں مدرسی کے لئے ہوئی تھی تو حضرت اقدس حکیم الامت مولانا تھانوی قدس اللہ سرہ نے فرمایا تھا تم سے جب کوئی وعظ کے لئے کہے تو انکار مت کرنا یہ سب اسی ارشاد کی برکت ہے۔ اور اسی حکم کی تعمیل کے لئے توکلاً علی اللہ وعظ کی توفیق ہو جاتی ہے۔

۸۲ - ارشاد فرمایا کہ ہر مریض کی شفا کے لئے یا سلامُ ۱۳۱ مرتبہ اوّل آخر درود شریف ۱۱-۱۱ مرتبہ پڑھ کر دم کرنا اور دُعا کرنا کہ اے خدا اس نام پاک یا سلامُ کی برکت سے جملہ امراض سے سلامتی عطا فرما۔ مجرّب ہے۔

۸۳ - ارشاد فرمایا کہ بعض لوگ چندہ اخلاص سے نہیں دیتے ایک صاحب نے الیکشن کے زمانے میں ایک دینی ادارہ میں بڑی رقم پیش کی پھر کچھ ہی دن میں درخواست کی مجھے اپنے اثرات و تعلقات والوں سے ووٹ دلا دیجئے مہتمم مدرسہ نے کہا ہم لوگ سیاست سے الگ رہ کر خالص دینی خدمت میں لگے ہیں یہ کام ہم سے نہ ہوگا۔ بہت خفا ہوئے اور بگڑ کر سخت غصّہ سے کہا کہ ہم نے جو نوٹ کی پوٹ دی تھی وہ ووٹ ہی کے لئے تو دی تھی اب بتائیے کہ ایسے لوگوں کا آخرت میں کیا حصّہ ہوگا۔

۸۴- ارشاد فرمایا کہ جب تلاوت شروع کرے تو نیت کرلے کہ اس سے ہمارے قلب کا زنگ دور ہوگا اور حق تعالیٰ کی محبت پیدا ہوگی اور یہ تصور رہے کہ حق تعالیٰ سن رہے ہیں حدیث پاک میں وارد ہے کہ تلاوت قرآن پاک سے زنگ دور ہوتا ہے اسی طرح وضو اور نماز کے وقت اور ذکر کے وقت بھی نیت کرے کہ اس سے حق تعالیٰ کی محبت پیدا ہوگی۔ نیت اور اخلاص ہی اصل ہے۔

۸۵- ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی کہے کہ میرے مرض کے لئے ایک ڈاکٹر لاؤ جو اس فن کا ماہر اور اسپشلسٹ بھی ہو اور دیکھا کہ اس ڈاکٹر کو چارپائی پر لادے آرہے ہیں معلوم ہوا کہ فالج گرا ہوا ہے۔ مریض نے حال کہنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ یہ بہرے بھی ہیں پھر لکھ کر حال پیش کیا تو معلوم ہوا کہ نابینا بھی ہیں تو آخر وہ چیخ کر یہی کہے گا ارے ظالم مجھے ایسے اسپشلسٹ کی ضرورت نہیں اور لانے والا فوراً ان کی ڈگری ان کی جیب سے نکال کر دکھادے تو کیا یہ ڈگری کچھ وقعت رکھے گی۔ اسی طرح آج ہمارا حال ہے مسلمان ہونے کی سند ہے لیکن ناقص مسلمان ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ آپ لوگ فروعات کی کیوں نصیحت کرتے ہیں۔

میرے دوستو! فروعات ہی سے تو کل کی تکمیل ہوتی ہے اس ڈاکٹر میں فروعات ہی کی تو کمی تھی۔ کان بہرا تھا کان فرع ہے کل جسم کے اعتبار سے اسی طرح آنکھ، ناک، ہاتھ۔ پاؤں سب کل جسم کے مقابلے میں فروعات تو تھے جو اس ڈاکٹر کے خراب ہورہے تھے۔ مگر آپ نے فروعات کی خرابی والے ڈاکٹر کو پسند نہیں کیا بلکہ اسے بیکار سمجھ کر واپس کردیا اپنے اسلام کے بارے میں بھی غور کیا کیجئے اگر کسی درخت کی سب شاخیں کاٹ دیں جاویں اور صرف تنا رہے تو آپ اس تنہ کو جلانے کے کام میں لاسکتے ہیں مگر اس درخت سے پھل پھول کی توقع نہیں رکھ سکتے۔ اسی طرح اسلام کے تمام فروعات کو اہمیت حاصل ہے کامل

مسلمان جب ہوگا جب اس کے تمام فروعات پر عمل ہوگا۔

۸۶۔ ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ منظر حسین صاحبؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے وعظ سے بہت نفع کیوں ہوتا ہے۔ فرمایا کہ میری نیت یہ ہوتی ہے کہ یا اللہ میرے یہ سامعین مجھ سے بھی افضل ہو جائیں۔

۸۷۔ ارشاد فرمایا کہ اکابر کے سامنے وعظ سے طبعاً خوف ہوتا ہے ہمت نہیں ہوتی لیکن حضرت اقدس تھانویؒ کا حکم تھا کہ وعظ سے انکار مت کرنا بس اس پر عمل کر لیتا ہوں۔

نقل ارشادات مرشد میکنم انچہ مردم میکنند بوزینہ ہم
اصل کی برکت سے لیکن کیا عجب نقل سے بھی ہو وہی فیض اتم

تیرے محبوب کی یا رب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لیکے آیا ہوں

۸۸۔ ارشاد فرمایا کہ ایک پولیس مین وردی میں نہ ہو اور کسی کمرہ میں بیٹھا ہو اور کسی نے دریافت کیا کہ کیا اس کمرے میں سپاہی ہے وہ دیکھ کر کہدے نہیں وہاں سپاہی نہیں ہے تو یہ نفی جس طرح صحیح ہے اسی طرح آج مسلمانوں نے اپنی ظاہری وضع قطع غیر اسلامی کر لی ہے تو در اصل مسلمان ہوتے ہوئے بھی اس کی نفی بھی صحیح ہوگی۔ من ترک الصلوۃ متعمدا فقد کفر میں کفر کی جو وعید ہے اس مثال سے اس کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے کہ جو بے نمازی ہے گویا کہ وہ غیر مسلموں جیسی حیثیت میں ہے کافروں جیسا کام کر رہا ہے۔

ازمرتب عفی عنہ :۔ حضرت اقدس کی برکت سے اس کی تشریح عرض ہے کہ اسلام کے اندر نماز کو ستون فرمایا گیا ہے اور ستون نہ ہونے سے عمارت گر جاتی ہے ظاہری طور پر یہ سمجھنا چاہئے کہ اسلام کے پانچ ارکان ہیں مگر ان کو ہر وقت

دیکھا نہیں جا سکتا۔ مثلاً روزہ اوّل تو سال بھر میں صرف تیس دن ہیں پھر روزہ رکھنے پر یقینی ثبوت نہیں کوئی چھپ کر کھالے تو کیا خبر اسی طرح حج زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے اور کوئی دولت ظاہر نہ کرے تو پتہ چلنا بھی مشکل کہ اس پر حج فرض ہے یا نہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ کا عمل ہے کوئی دولت مخفی رکھے تو معلوم نہ ہوگا کہ اس پر فرض ہے یا نہیں اور اسی طرح جہاد کے مواقع کم ہوتے ہیں کہ اگر کوئی بیمار بن جائے تو اس پر جہاد کی فرضیت کا ثابت کرنا مشکل ہوگا لیکن نماز ایک ایسا فریضہ ہے جو مسافر۔ مقیم۔ غریب۔ امیر۔ بیمار۔ تندرست سب پر فرض ہے۔ پس نماز ہی ایسی عبادت ہے جس سے کسی کے اسلام کا ثبوت معلوم کرنا آسان تر ہے اور نماز ہی مسلمان کی ایک دائمی اور ضروری شناختی کارڈ ہے اس کے بغیر گویا کہ وہ کافروں جیسی زندگی کے مشابہہ ہو جاتا ہے نماز کی اسی اہمیت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے حضرت شارع علیہ السلام نے تارک نماز عمداً کو فَقَدْ کَفَرَ فرمایا ہے۔

۸۹۔ ارشاد فرمایا کہ مقرر اور واعظ اپنی نیت درست کرلے کہ میں اپنی اصلاح اور خدمت دین کے لئے وعظ کہہ رہا ہوں جاہ و شہرت کے لئے نہ کہے۔

۹۰۔ ارشاد فرمایا کہ ایک جلسہ میں بیان کیا جب کھانا کھاتے وقت کوئی ٹکڑا غذا کا زمین پر گر پڑے تو اٹھا کر صاف کرکے کھا لینا بھی سنت ہے اس پر ایک ڈاکخانہ کے ملازم نے کہا کہ صاحب یہ امر نہایت شاق اور گراں نفس کو معلوم ہوتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ آپ پر اس کی حقیقت منکشف نہیں ورنہ بالکل آسان عمل ہے پھر احقر نے عرض کیا کہ اچھا یہ بتایئے کہ پوسٹ ماسٹر جنرل کسی جلسہ میں آپ کو اور تمام ڈاکخانوں کے ملازمین کو جمع کرے پھر آپ کو اعزازی طور پر اپنے پاس بلا کر کرسی پر بٹھائے لوگ حیرت زدہ ہوں گے کہ

ان کا یہ خاص اکرام کیا جا رہا ہے اور آپ کا نفس بھی کس قدر فخر و عزت محسوس کرے گا۔ پھر آپ کو اپنے ہاتھ سے کچھ کھانے کو دے تو آپ کی کیا عزت ہوگی لوگ کہیں گے کہ ایک ہیڈ کلرک پوسٹ آفس کو اس قدر عزت بخشی جا رہی ہے پھر اس نے آپ کو کیلا دیا اور آپ سے اس کا کوئی حصہ زمین پر گر گیا آپ فوراً اس کو اٹھا لیں گے اور یہ سوچ کر اٹھائیں گے کہ یہ عطیہ بہت بڑے افسر کا عطیہ ہے۔ صاحبو! یہی معاملہ یہاں سوچیے کہ حق تعالیٰ ہمارے بڑے ہیں اور کتنے بڑے ہیں ان کی کبریائی کی انتہا نہیں۔ الحمدللہ فوراً سمجھ گئے۔ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں اجتماع تھا احقر کی بھی دعوت تھی گدے لگے تھے اجتماع صالحین کا تھا ہم گدے پر نہیں بیٹھے ہم کو اصرار کے ساتھ گدے پر بیٹھا یا گیا پھر جب دسترخوان بچھایا گیا تو کھانا نیچے اور کھانے والوں کی سطح گدوں کے سبب بلند۔ احقر نے گذارش کی کہ یہ کھانے کے اکرام کے خلاف ہے۔ بعض حضرات نے کہا کہ یہاں یہی رواج ہے اور ہمارے یہاں اس کو بے ادبی نہیں سمجھتے۔ عرض کیا گیا کہ اگر دونوں جگہوں میں کوئی فرق نہ تھا تو مجھے گدوں پر بیٹھنے کے لئے کیوں اصرار فرمایا گیا۔ حضرت حکیم الامت رح فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کھانے کو چارپائی پر ہمیشہ سرہانے رکھ کر اور خود پائینتی بیٹھ کر کھایا ہے۔ کبھی یاد نہیں آتا اس کے خلاف کیا ہو۔

احقر مرتب عرض کرتا ہے کہ اس نوع کی دعوت میں احقر بھی ایک دفعہ شریک تھا اس مجمع میں ہند و پاک کے متعدد علماء بھی تھے حضرت اقدس کی اس عزیمت اور جرأت کے ساتھ اس مجمع میں دیر تک ارشادات سن کر ایک مفسر عالم پاکستان کے دریافت کرنے لگے یہ کون صاحب ہیں حق تعالیٰ نے حضرت اقدس کو منکرات پر روک ٹوک کا ایک رفیع مقام

اور اس کے لئے ایک جری اور عالی حوصلہ قلب بخشا ہے۔ ابھی حالیہ سفر کراچی کے مواعظ اور اصلاح منکرات کے سلسلے میں ایک استاد حدیث اور نائب مفتی دار العلوم حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب مدظلہ نے احقر سے فرمایا کہ بھائی حضرت مولانا ابرار الحق صاحب پر تو ایسا حال اصلاح امت کا غالب ہے جس طرح کہ ہم نے مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سنا تھا۔

۹۱۔ **ارشاد فرمایا کہ** ایک بار وقت کم تھا ایک صاحب اصرار کر رہے تھے کہ ناشتہ کر لیجئے۔ احقر نے کہا اچھا صرف چار پلا دیجئے اب دسترخوان پر تمام تکلفات اور انواع و اقسام کے اشیاء موجود احقر نے صرف چار پی اور فوراً جہاں کا نظم سفر تھا اٹھ کھڑا ہوا اور سواری پر بیٹھ گیا۔ اب اگر میں کچھ اور بھی چیزیں کھا لیتا تو میزبان کے قلب پر کیا اثر ہوتا یہی کہ ارے بھائی یہ مولانا لوگ صرف چار کو محض زبان سے کہا تھا اور کھا گئے سب۔ چھوڑا کچھ بھی نہیں علماء کا وقار انھیں وجوہ سے عوام میں گرتا چلا جا رہا ہے۔ میرے اس عمل سے محو حیرت ہو گئے۔

احقر مرتب عرض کرتا ہے کہ یہ بات حضرت والا نے ایک مدرسہ جامعہ فاروقیہ کے معائنے کے وقت فرمائی تھی اس ادارے کے مہتمم اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ صاحب مدظلہ نے واقعہ مذکورہ سن کر احقر سے کان میں فرمایا کہ بھائی یہ تو بڑے ہی عزیمت والے بزرگ ہیں۔

۹۲۔ **ارشاد فرمایا کہ** بھائی وعظ تو ختم ہو گیا اب رہ گیا مسئلہ مصافحہ کا تو مصافحہ مستحب اور سنت اور ایذاء مسلم حرام۔ پس اگر کسی نے دھکا دیا کسی کو تو میں کسی سے بھی مصافحہ نہ کروں گا۔ قطار بنا لیجئے داہنی طرف سے آکر مصافحہ کر کے بائیں طرف سے نکلتے جائیے۔ بچوں کو مقدم کیجئے پھر

بوڑھوں کو مقدم کیجئے اور دیر ہونے سے نہ گھبرایئے چند منٹ کی تاخیر ہوگی اور اعتکاف کی نیت سے اس تاخیر میں ثواب بھی ہوگا۔

عرض مرتب :۔ اس ادارہ کے ایک عالم حافظ استاد نے احقر سے کہا کہ یہ منظر دیکھ کر اب عوام کو معلوم ہوگا کہ مولوی حکومت کرنا بھی جانتا ہے۔

۹۳۔ ارشاد فرمایا کہ احقر جب کسی دینی درسگاہ کے معائنہ کے لئے حاضر ہوتا ہے اور وہاں کچھ گذارش کرنی ہوتی ہے تو تمام بچوں کو اپنے پاس بٹھاتا ہوں کیونکہ میں خود چھوٹا ہوں مجھے چھوٹوں سے مناسبت ہے اور بچوں کو دو حصوں میں تقسیم کردیتا ہوں مثلاً پچاس بچے ہیں تو ۲۵ بچوں کو اپنے داہنے ممبر کے پاس تین تین کی صف لگا کر بٹھا دیتا ہوں اسی طرح ۲۵ کو بائیں طرف اور اس میں قد دار بٹھاتا ہوں طویل قد والوں کو پیچھے بٹھاتا ہوں۔ اس کے بعد جملہ بالغین سامعین کو ان کے پیچھے بٹھاتا ہوں اس میں دو بڑی مصلحت ہوتی ہیں۔

(۱) پیچھے چھوٹے بچے جو شرارت یا بات چیت کرتے ہیں وہ سب ختم۔

(۲) دوسرے یہ ان کو مقرر کو دیکھنے کے لئے اُچکنا نہیں پڑتا۔

اور اپنے یہاں مسجد میں ایک چھوٹی چوکی رکھی ہوئی ہے کیونکہ منبر پر اکثر بیٹھنے میں تکلیف ہوتی ہے چوکی پر بے تکلف آرام سے بیٹھ کر وعظ کہنے میں راحت رہتی ہے۔

۹۴۔ ارشاد فرمایا کہ آج عام طور پر بعض صلحاء کے یہاں بھی اس کا اہتمام نہیں کہ کھانا مہمانوں کے بیٹھنے سے قبل دستر خوان پر نہ رکھیں اس طور پر کھانا انتظار کرتا ہے یہ خلاف ادب ہے اسی طرح دستر خوان اٹھنے سے قبل سب اٹھ جاتے ہیں پہلے دستر خوان اٹھنا چاہئے پھر کھانے والوں کو

اٹھنا چاہیے۔ دستر خوان اٹھتے وقت کی دعا جو تعلیم فرمائی گئی ہے وہ پھر کس وقت پڑھیں گے یہ مسنون دُعا بھی کم لوگوں کو یاد ہوتی ہے۔ دستر خوان اٹھتے وقت کی دُعا یہ ہے۔ الحمد للّٰہ حمداً طیباً مبارکاً فیہ غیر مکفی ولا مُودّع ولا مستغنیً عنہ یا ربّنا

اس کی سہل صورت یہ ہے کہ سب لوگ نہ ہوں تو دو ایک آدمی دستر خوان پر بیٹھے رہیں جب تک کہ دستر خوان اٹھا نہ لیا جائے اس طرح شروع میں بھی دو ایک آدمیوں کو دستر خوان پر بیٹھ جانا بھی کافی ہے۔

کھانے کے ان آداب سے کھانے میں برکت ہوگی حق تعالیٰ خوش ہوں گے صاحبو جب رزق کم ہو جاتا ہے بالکل چھن جاتا ہے تب قدر معلوم ہوتی ہے کہ بعض لوگوں کو فاقے کی تکلیف میں تندور پر صرف روٹی کی خوشبو سے تقویت حاصل کرتے دیکھا گیا۔

٩٥۔ ارشاد فرمایا کہ اگر ہمارے گھروں میں کوئی بچہ خبر دیتا ہے کہ بستر پر فلاں بھیتّے نے جوتا رکھ دیا یا دیوار پر لکیر بنا دی یا چائے کی پیالی میں مکھی گر گئی تو ہم سب کو فکر ہو جاتی ہے۔ حالانکہ چار میں کمی تو نہیں ہوئی اضافہ ہی تو ہوا۔ پیروں پر ورم ہے اضافہ ہوا مگر ڈاکٹر کے پاس بھاگے جا رہے ہیں معلوم ہوا کہ ہر اضافہ اور ہر ترقی آپ پسند نہیں کرتے۔ اسی طرح اگر مچھر دانی میں دو، تین مچھر گھس گئے تو بغیر ان کو نکالے چین نہیں نیند ہی نہیں آسکتی جب تک ان کو نکال نہ لیں گے حالانکہ یہ مچھر دو، تین عدد کتنا خون پی لیتے ایک رتی یا ایک ماشہ پی لیتے پھر وہ بھی آرام سے سوتے آپ بھی آرام سے سوتے لیکن دو، تین قطرہ خون دینا گوارا نہیں۔ دوستو سوچنے کی بات ہے کہ ہمارے گھروں میں اگر منکرات داخل ہو جائیں خلاف شریعت

گھر میں چیزیں داخل ہوتی جارہی ہیں ہمیں کوئی فکر نہیں ہمارے بچے انگریزی بال رکھیں ہمارے بچے جاندار تصویریں لائیں ان کی فکر کیوں نہیں گھر میں سانپ بچھو آجائے تو فوراً نکالنے کی فکر ہوگی ان کے نکالنے والوں کو بلائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں ہمارے گھر میں آویں تو ان منکرات کو دور کرنے کے لئے کیا ہم کو اتنی بھی فکر ہے جتنی گھروں سے مچھروں اور مکھیوں کے نکالنے کی فکر ہوتی ہے منکر کے معنیٰ اجنبی کے ہیں جب دنیا کی اجنبی چیزوں سے سکون چھن جاتا ہے تو دین کے منکرات سے سکون کیسے باقی رہ سکتا ہے۔ انگلی میں کانٹا گھس گیا چین چھن گیا اجنبی چیز داخل ہوگئی آنکھ میں گردوغبار آگیا کھٹک اور درد شروع ہوگیا۔ لیکن اگر سرمہ لگا لیا اور چین میں اضافہ ہورہا ہے۔ کیونکہ سرمہ آنکھ کے لئے اجنبی نہیں آنکھ سے سرمہ کو مناسبت ہے۔ اسی طرح روحانی بیماریاں ہیں مثلاً حسد۔ غضب۔ کبر ان اخلاق رذیلہ کے آتے ہی سکون چھن جاتا ہے۔

ہمارے نائب ناظم صاحب کا آپریشن تجویز ہوا ڈاکٹر نے ان سے سرپرست کا نام پوچھا انھوں نے میرا نام لکھا دیا اس نے پوچھا یہ کون ہیں کہا کہ یہ ہمارے روحانی معالج ہیں۔ ڈاکٹر نے تعجب سے پوچھا کہ روحانی معالج کا کیا مطلب ہے؟ کہا روح میں بیماریاں ہوتی ہیں آپ جس طرح جسم کے ڈاکٹر ہیں اللہ والے روح کے امراض کے معالج ہیں۔ اس نے کہا روح میں کیا بیماریاں ہوتی ہیں۔ کہا روح میں مثلاً حسد کی بیماری آجانے سے ہر وقت دل جلتا رہتا ہے۔ جس کے ساتھ حسد ہوتا ہے اس کو دیکھتے ہی دل کو تکلیف ہوتی ہے اور یہ بیماری آپ ایکسرے سے نہیں معلوم کرسکتے۔ پھر اس نے پوچھا کہ پھر علاج کیا ہے حسد کا۔ انھوں نے حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا علاج بتادیا بس حیران رہ گیا

اور تسلیم کرلیا حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ سے کسی نے حسد کی بیماری کا علاج دریافت کیا حضرت والا نے یہ علاج تجویز فرمایا تھا جس کے ساتھ حسد ہے اس کے ساتھ یہ یہ کام کرو۔

(۱) جب ملاقات ہو سلام میں سبقت یعنی پہل کرو۔

(۲) جب سفر میں جاؤ تو اس سے مل کر جاؤ۔ اور اسکے لئے دُعا کرتے رہو۔

(۳) جب سفر سے واپس آؤ اس کے لئے کچھ تحفہ بھی لاؤ (ہدیہ سے محبت بڑھتی ہے)

(۴) کبھی کبھی اس کی دعوت کردیا کرو اور کبھی چار اور ناشتہ کرادیا کرو۔

۱۵ دن اس نسخے پر عمل کرکے لکھا کہ حضرت بیماری آدھی ختم ہوگئی تحریر فرمایا کہ ابھی تین ہفتے یہی نسخہ اور استعمال کرو۔ تین ہفتے کے بعد لکھا کہ حضرت اب تو بجائے حسد کے اُن سے محبت ہوگئی۔ اسی طرح حرص کی بیماری کا علاج اگر ہوجاوے تو قناعت پیدا ہوجائے اور پھر گھروں پر تالہ لگانے کی ضرورت کیوں پڑے یا حرام آمدنی کی فکر کیوں ہو۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جہاں اور برائیاں ہیں، نیکیاں بھی تو ہیں تو میرے دوستو اس حدیث پر نظر کیجئے کہ ایک عورت جو بڑی عبادت گذار تھی مگر زبان سے پڑوسیوں کو تنگ کرتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ عورت دوزخ میں جائے گی اور دوسری عورت عبادت صرف فرائض اور سنن کی پابند تھی یعنی زیادہ نوافل کی عادی نہ تھی مگر اس کے اخلاق سے پڑوسی خوش تھے آپ نے فرمایا کہ وہ جنت میں جائے گی۔ شیطان نے صلحاء کو تباہ کرنے کے لئے یہ تدبیر نکالی ہے کہ ان کی نیکیاں بھی غائب کرادیتا ہے مثلاً غیبت کی عادت پڑی ہوئی ہے جو کمایا دوسروں کے نامۂ اعمال میں غیبت کرکے لکھا دیا۔

۹۶- ارشاد فرمایا کہ عاصی سے نفرت حرام اور معاصی سے نفرت واجب ہے
حضرت حکیم الامتؒ کا ارشاد ہے کہ کسی بڑے عالم کے لئے بھی جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو حقیر سمجھے۔ مخاطب کو اپنے سے محترم سمجھتے ہوئے منکرات پر روک ٹوک کرنا چاہئے۔ فتاویٰ عالمگیری میں جزیہ موجود ہے کہ اگر کسی مسلمان نے مثلاً نماز غلط پڑھی اور امید ہے کہ وہ ہماری بات قبول کرلے گا تو اسکو سمجھانا واجب ہے عالم کو اپنے کو عالم سمجھنا تو جائز ہے مگر افضل سمجھنا کسی مسلمان سے اسکے لئے حرام ہے کہ ابھی خاتمہ کا پتہ نہیں اس کی مثال ایسی ہے کہ منزل حسن خاتمہ تک مثلاً سو سیڑھیاں ہیں ایک پانچویں پر ہے کوئی پچاسویں پر کوئی نوے سیڑھی سے آگے اکیانوے سیڑھی پر قدم رکھے ہوئے ہے تو اکیانوے ۹۱ سیڑھی پر جو ہے اس کو پانچویں سیڑھی والے سے اپنے کو کیسے افضل سمجھنا جائز ہوگا اگر اکیانوے والا گر جاوے اور ہڈی پسلی سب ٹوٹ جائے اور پانچویں والا بخیریت پوری منزل طے کرلے تو کیا ہوگا پس اس مثال سے یہ یہ بات نہایت واضح ہوگئی ۔

اے بسا اسپ تیز رو کہ بماند   اے بسا خر لنگ بمنزل رفت

ترجمہ :- اے لوگو بسا اوقات تیز رو گھوڑا تھک کر بیٹھ گیا اور لنگڑاتا گدھا ہمیشہ چلتے چلتے منزل تک پہنچ گیا۔

۹۷- ارشاد فرمایا کہ اذان میں ترسّل ہے یعنی ایک کلمہ کہہ کر اس قدر وقف کیا جاوے کہ اس کا اعادہ کیا جاسکے اور اقامت میں حدر اور جزم ہے یعنی شروع کی ۴ تکبیرات اللہ اکبر کو ایک سانس میں کہے۔ اس کے بعد ہر کلمہ کو جزم سے ادا کرے بعض قرا اصول فقہ نہ جاننے کے سبب اقامت میں قواعد وصل جاری کرکے قانون جزم کی پرواہ نہیں کرتے یہ بات قابل اصلاح ہے۔

۹۸ - ارشاد فرمایا کہ ایک گلاس پانی میں چند ذرات لوہے کے ڈالدو پانی کا وزن ہلکا اور اس قلیل مقدار لوہے کا وزن زیادہ ہوگا۔ اسی طرح وہ پانی لوہے سے کسقدر قوی تر مگر وہی پانی لوہے کی صورت بگاڑ دیتا یعنی زنگ لگا دیتا ہے اور پھر اس لوہے کی حقیقت بھی تباہ ہو جاتی ہے یعنی اوّل صورت بگڑتی ہے پھر سیرت بھی بگڑ جاتی ہے وہ لوہا کمزور ہو جاتا ہے اسی طرح چھوٹے چھوٹے گناہوں کے سیاہ نقطوں سے دل سیاہ ہو جاتا ہے اور اس میں زنگ لگتا چلا جاتا ہے اور اسی طرح بُری صحبت خواہ کتنی ہی قلیل ہو اور کمزور ہو لیکن نقصان پہنچادے گی انگریزوں نے پہلے مسلمانوں کی صورت بگاڑی ہے سر پر انگریزی بال اور داڑھی صاف کرا کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب صورت سے دور کر دیا پھر جب صورت بگڑ گئی تو سیرت بھی بگڑ گئی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور صورت دونوں ہی سے محرومی ہوتی چلی جارہی ہے اب علاج کیا ہے علاج یہ ہے کہ پہلے زنگ صاف کرتے ہیں پھر رنگ کرتے ہیں آج ہمارے بچے غیر صالح ماحول میں تعلیم و تربیت پاتے ہیں تو ان پر زنگ کیوں نہ لگے گا البتہ اگر لوہے پر پینٹ کر دیا جائے تو رنگ کرنے کے بعد پانی کا اثر نہ ہوگا اور زنگ سے محفوظ رہے گا اسی طرح اگر ہمارے دل اور ہمارے بچوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ کی خشیت اور محبت اور اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا پینٹ ہو جائے تو پھر دین کا نقصان نہ ہوگا مگر یہ پینٹ اللہ والوں کے پاس ملتا ہے۔ انّ ھذہ القلوب تصدء کما یصداء الحدید اذا اصابہ الماء الخ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! تمہارے دلوں کو اس طرح زنگ لگ جاتا ہے جس طرح لوہے کو پانی زنگ لگاتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر کس طرح زنگ صاف

ہو گا ارشاد فرمایا کہ تلاوت قرآن پاک کرو اور کثرت سے موت کو یاد کرتے رہو ہمارے استاد حضرت مولانا عبداللطیف صاحب سہارنپوریؒ کثرت سے تلاوت قرآن پاک بچوں سے سنتے رہتے تھے۔ آج سمجھ میں بات آئی کہ کیا مقصود ہوتا تھا۔

۹۹ - ارشاد فرمایا کہ مدارس میں اس کا بھی خیال رہے کہ جو بچیاں عمر میں تو کم ہیں لیکن دیکھنے میں بڑی معلوم ہوں اُن سے بھی پردہ ضروری ہے۔

۱۰۰ - ارشاد فرمایا کہ گھڑی خراب ہو جائے تو شہر میں جو سب سے ماہر گھڑی ساز ہو گا اس کے پاس جاویں گے اور بچوں کی قرآن پاک کی تعلیم کے لئے سستا استاد تلاش کریں گے۔ چاہے وہ کیسا ہی غلط سلط پڑھتا ہو رُبّ قاری یقرئ القرآن والقرآن یلعنہ بعض لوگ قرآن کو اس طرح پڑھتے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے قرآن پاک کے لئے فنِ تجوید کے ماہر کو استاد بنانا چاہیئے۔

۱۰۱ - ارشاد فرمایا کہ خشوع کے ساتھ جب نماز پڑھی جاتی ہے تو اس نور کی اسٹیم قلب میں پیدا ہو جاتی ہے جو لغو باتوں سے ضائع ہو جاتی ہے اسی لئے خشوع کے ذکر کے بعد ہی لغو باتوں سے اعراض اور حفاظت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ والذین ھم عن اللغو معرضون

علامہ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ کوئی نیک کام مثلاً تلاوت۔ یا نفل نماز یا ذکر کرو تو قلب میں محسوس کرو کہ کوئی تبدیلی آئی یا نہیں اگر کچھ محسوس نہ ہوا تو دل بیمار ہے جیسے زکام میں ناک کو خوشبو کا پتہ نہیں چلتا۔ معمولی خوشبو تو محسوس ہو اور نورِ حق قلب میں محسوس نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے اور اگر قلب میں نور محسوس ہوا تو پھر اس کے بعد اگر کوئی لغو اور فضول کام کرے گا تو فوراً محسوس کرلے گا کہ وہ نور قلب سے نکل گیا۔

مباح ہر حد ایک طرف مستحب سے ملی ہے ایک طرف معصیت سے۔ جب لغو کا یہ اثر ہے تو معصیت کا کیا اثر ہوگا لغو کہتے ہیں ہر غیر مفید بات کو والذین ھم عن اللغو معرضون حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کے یہاں رمضان میں ۱۲۰۰ مہمان تھے سب سے فرمایا خوب کھاؤ اور خوب سوؤ صرف ایک احتیاط کا حکم دیتا ہوں وہ یہ کہ گفتگو مت کرو جو گفتگو کرتا ملے گا نکالدیا جائے گا۔ تو بات یہی ہے کہ اکابر کی نگاہ اس نور کی حفاظت پر ہوتی ہے جو طاعات سے پیدا ہوتا ہے۔ پانی کی ٹنکی بھری ہوئی ہو اور نیچے ٹونٹی بھی کھولدو ٹنکی خالی ہو جائے گی۔ اسی طرح دل نور طاعت سے بھرا ہو لیکن لغو باتوں سے ضائع ہو جائیگا ایک حصول نور ہے پھر اس کی بقا بھی تو مقصود ہے نماز میں خشوع[ع] سے نور کا حصول ہوا۔ لغو سے احتیاط کا حکم اس کے بقا کے لئے ہے اور لغو سے بچنے کی تدبیر ہے کہ ضرورت سے بولے اور بولنے کے بعد پھر سوچے کتنا ٹھیک بولا اور اور کتنا زائد بولا۔ ہر نماز کے بعد اس کا محاسبہ کرے اور استغفار کرتا رہے۔

۱۰۲- **ارشاد فرمایا کہ** ایک صاحب نے احقر سے سوال کیا کہ فلاں جگہ ایک موٹر کا اسکول ہے جو بھی اس میں داخل ہوتا ہے باکمال ہو کر نکلتا ہے اور سو فیصد کامیابی ہوتی ہے اور اللہ والوں کے یہاں جو لوگ دین سیکھتے ہیں ان کی صحبت میں ۵ فیصد بھی کامل نہیں بنتے۔ یہ فرق ۵ فیصد اور سو فیصد کا کیوں ہے احقر نے عرض کیا کہ بھائی کمال پیدا ہوتا ہے۔ کامل مجاہدہ سے اور کامل اتباع سے ان دو باتوں کے وجود سے استاد کا کمال شاگرد میں منتقل ہو جاتا ہے اور دین سیکھنے جو لوگ بزرگوں کی صحبت میں آتے ہیں یہاں مجاہدہ میں بھی کمی ہوتی ہے اور اتباع میں بھی کمی ہوتی

[ع] خشوع کا طریقہ ملفوظ ۱۵۶ میں ملاحظہ فرمائیے۔

ہے۔ مثلاً شیخ نے بتایا کہ بدنگاہی سے بچو اور جب بدنگاہی کبھی ہو جائے تو ۴ رکعات نوافل کا جرمانہ ادا کرو اور طالب مجاہدہ سے جان چرائے اتباع نہ کرے تو کیسے کامیابی سو فیصد ہو گی۔ ہاں جو کامل اتباع اور کامل مجاہدہ کرتے ہیں وہ بے شک صاحب نسبت اور کامل بن جاتے ہیں۔

مجاہدہ اور اتباع پر ایک حکایت یاد آئی ایک رشوت خور نے حضرت تھانویؒ سے عرض کیا کہ ۶ ہزار رشوت کھائی ہے اب کیا کروں۔ فرمایا جائیداد ہے۔ کہا ہاں فرمایا کس قیمت پر بکے گی۔ کہا ۶ ہزار کی۔ فرمایا جائیداد فروخت کر کے سب کو واپس کر دو۔ اس نے ہمت سے عمل کر لیا اور ادھیڑ عمر میں حفظ شروع کیا حافظ ہو گئے پھر حق تعالیٰ کے فضل سے حج کر آئے اور ایک کام دین کا یہ کیا کہ حضرت والاؒ کے مواعظ سے انتخاب کر کے کتاب اشرف الجواب لشفائے المرتاب شائع کر دیا روزی میں بھی برکت اور راحت سے گذر بھی ہوئی کوئی خدائے تعالیٰ کو راضی کر کے تو دیکھے۔

اسی طرح مجاہدہ اور اتباع پر ایک اور حکایت یاد آئی ایک عالم صاحب ناجائز جانتے ہوئے ۴۰ برس تک دیہات میں جمعہ پڑھتے رہے اور ہمت ترک گناہ نہ ہوئی پھر ایک بزرگ کی صحبت میں حاضر ہوئے ذکر کیا دل میں نور آیا دل کی بیٹری جو ڈاؤن تھی چارج ہو گئی اور دیہات میں جمعہ ترک کر کے ۸ میل پیدل چل کر قصبے میں پڑھنے لگے اور اب وہ شیخ وقت ہیں معلوم ہوا کہ جب گاڑی کا انجن فیل ہو جاتا ہے تو دھکا دینے سے اسٹاٹ کرتے ہیں پس اگر ہمت عمل کی کمزور ہو کوئی گناہ نہ چھوٹ رہا ہو تو سمجھ لو کہ دل کی بیٹری ڈاؤن ہو گئی کسی اللہ والے کے پاس جا کر بیٹری چارج کرالے۔

حضرت حکیم الامت کا ارشاد ہے کہ اہل اللہ کی صحبت کو میں فرض عین قرار دیتا ہوں کیونکہ اصلاح نفس بدون صحبت اہل اللہ کے عادۃً محال ہے اور

جب اصلاح نفس فرض ہے تو مقدمہ فرض کا بھی فرض ہوتا ہے بھلا فرض کا موقوف علیہ کیونکہ فرض نہ ہوگا

۱۰۳- ارشاد فرمایا کہ ہمارا نام طالب العلم والعمل تھا مگر اختصار کے لئے صرف طالب علم بولا جاتا ہے لیکن ہم عمل کو اب مقصود ہی نہیں سمجھتے طالب علمی ہی سے اعمال میں مشغول ہونے کا اہتمام اہل مدارس کو کرنا چاہئے۔ آج اساتذہ طلبا کی تربیت اور اصلاح نفس کی فکر نہیں کرتے صرف ان کی رہائش اور روٹیوں کی فکر ہوتی ہے۔ پس صورت تو طالب علم کی ہے اور روح اور حقیقت غائب یعنی تعلق مع اللہ اور خشیت اور اساتذہ کا ادب و اکرام سب ختم پھر اسٹرائیک اور بغاوت نہ ہوگی تو کیا ہوگا۔ ہر چہ بر ماست از ماست۔ ہر کوتاہی اور معصیت کا ردعمل ہوتا ہے۔ طلبا ء ہماری کھیتی ہیں ہم ان کے قلوب میں اگر محبت اور تعلق مع اللہ اور خشیت اور اتباع سنت کے درخت نہ لگائیں گے تو دوسرے صحرائی خاردار درخت نکلیں گے پھر رونا پڑتا ہے کہ آج فلاں طالب علم نے فلاں استاد کو گالی دیدی۔ فلاں نے فلاں کی پٹائی کردی آہ ان طلبائے کرام کو تو سو فیصد اولیائے کرام ہونا چاہئے تھا اور جو بے عمل اور بے اصول طلباء ہوں انھیں فوراً نکالدینا چاہئے تھا۔ درخت کی جو شاخ خراب ہو باغبان کی ڈیوٹی اور ذمہ داری ہے کہ اسے کاٹ کر پھینک دے۔ مقصود نہ طلباء کی تعداد ہے نہ عمارت ہے کام کے اگر چند بھی نکلیں گے تو غلغلہ مچادیں گے۔

۱۰۴- ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا یوسف صاحب بنوری دامت برکاتہم نے حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب ارشاد نقل فرمایا وہ یہ کہ بعض اہل ظاہر کو یہ اشکال ہوا کہ دعا میں اللہ والوں کا واسطہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ حضرت اقدس حکیم الامت مولانا تھانوی ؒ نے ارشاد فرمایا کہ جب

اعمال صالحہ کا واسطہ دینا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو اللہ والوں کا واسطہ دینا دراصل یہ ان کی محبت قلبی کا واسطہ ہے اور محبت قلبی وہ عمل صالح ہے جو عمل جوارح سے بھی افضل ہے۔

۱۰۵- ارشاد فرمایا کہ آج کل دکاندار ریڈیو اور ٹیلی ویژن کو آمدنی میں زیادتی کا سبب سمجھتے ہیں حالانکہ دن بھر جتنے لوگ اس دکان پر گانے اور عورتوں کی تصاویر دیکھنے کا الگ الگ گناہ کرتے ہیں وہ سب جمع کر کے اس دکاندار کی گردن پر جب ڈالا جاوے گا تب اس کو اپنی آمدنی کا حال معلوم ہوگا زبان سے کہتے ہیں کہ رزق خدا دیتا ہے اور پھر گناہ کر کے خدا کی ناراضگی سے رزق بڑھا رہے ہیں۔

۱۰۶- ارشاد فرمایا کہ حضرت اقدس حکیم الامت مولانا تھانویؒ۔ ٹرین کا جب میل ہوتا تھا تو دوسری ٹرین کی طرف دیکھتے بھی نہ تھے کہ کہیں کسی ڈبے میں کسی بے پردہ عورت پر نظر نہ پڑ جائے۔ اللہ اکبر کیا تقویٰ تھا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے پاکیزہ قلب کے لئے جب حکم صادر فرمایا گیا کہ اے علیؓ اچانک نظر کے بعد دوسری نظر پھر نہ کرنا کیونکہ پہلی تو اچانک ہونے سے معاف ہے مگر دوسری جو قصد و ارادہ سے ہوگی وہ حرام ہے۔ آج کل وہ لوگ اس روایت سے سبق حاصل کریں جو کہتے ہیں کہ ہمارا دل صاف اور پاک ہے ہم بری نیت سے نہیں دیکھتے ہیں۔ یہ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ اپنے کو مقدس ہونے کا در پردہ دعویٰ ہے یا پھر جہل مرکب اور نفس کے دام میں ہیں۔

۱۰۷- ارشاد فرمایا کہ اگر کانوں میں عورتوں کے گانے کی آواز آوے تو یا تو روئی لگالیں یا انگلی سے بند کرلیں مگر آنکھوں کے لئے حق تعالیٰ نے

انھیں میں پردہ لگا دیا ہے کہ جب ارادہ کیا آنکھ بند کرلی اور بصارت پر پہرہ لگ گیا یا نگاہ نیچی کرلی۔ (اور کان میں یہ بات نہیں کہ کان کو نیچا کرنے سے تو اور سنائی دے گا۔ ۱۲)

۱۰۸۔ارشاد فرمایا کہ اپنے مکان سے ایک اینٹ یا بلاک دینا گوارا نہیں۔ اپنے خون سے مچھروں کو ایک قطرہ دینا گوارا نہیں مگر دین کے ہر نقصان کو ذرا سی بات کے لئے گوارا کرلیتے ہیں مثلاً افطار کی دعوت پر مغرب کی جماعت اور مسجد کی حاضری کو اپنے اوپر معاف سمجھ لیا۔ دینی مجالس کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ اگر دو چار بوڑھے معذور ہوں تو انکی خاطر پوری مجلس کے شرکا بھی گھروں میں جماعت نہ کریں انھیں مسجد میں حاضر ہونا چاہئے ہر نیک عمل سے جس طرح روح میں نور اور طاقت پیدا ہوتی ہے اسی طرح ہر گناہ سے ظلمت تاریکی اور کمزوری پیدا ہوتی ہے۔

بھولو پہلوان اپنی تمام مقوی غذائیں کھاتے رہیں صرف سال میں ایک دفعہ سنکھیا کھاکر دیکھیں چارپائی سے لگ جائیں گے۔ سنکھیا کا زہر تو تمام سال کی مقوی غذاؤں پر پانی پھیر دے اور کمزوری کا باعث ہو اور زیادہ مقدار اگر کھالے تو موت بھی واقع ہو اور گناہوں کا زہر روح کی نورانیت اور اعمال صالحہ کی طاقت پر اثر نہ کرے گا یہ کس قدر دھوکہ ہے۔

ؔ ہر گنہ زنگیست بر مرآۃ دل
دل شود زیں زنگہا خوار و خجل (رومیؒ)

ترجمہ :۔ ہر گناہ سے دل کے آئینے پر زنگ لگتا ہے اور دل اسکے زنگ سے ذلیل اور شرمندہ ہو جاتا ہے۔

چوں زیادت گشت دل را تیرگی نفس دوں را بیش گردد خیرگی
(رومیؒ)

ترجمہ: جب دل میں گناہوں سے تاریکی بہت بڑھ جاتی ہے تو نفس ذلیل کی حیرانی اور گمراہی بیں نہایت زیادتی ہوجاتی ہے۔

البتہ اگر توبہ کرلے تو پھر تاریکی صاف ہوجاتی ہے توبہ سے گناہوں کے نقصان کی تلافی ہوجاتی ہے۔

ہر گناہ سے دل کا سکون چھن جاتا ہے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ اے لوگو! اپنی صف کو درست کرلو ورنہ تمہاری صفوں کی کجی سے تمہارے دلوں میں کجی اور ٹیڑھاپن پیدا ہوجائے گا تو ظاہر کا اثر باطن میں منتقل ہوا یا نہیں۔

ہم دین کے غریب اسی سبب سے ہیں کہ اعمال صالحہ کے ساتھ ساتھ گناہ کرکے جمع شدہ نور ضائع بھی کرتے رہتے ہیں اور اولیاء اللہ دین کے امیر اس لئے ہیں کہ ان کے پاس انوار جمع ہی ہوتے رہتے ہیں۔ گناہوں سے وہ محتاط رہتے ہیں۔ تقویٰ بڑی ہی نعمت و دولت اور برکت کی چیز ہے ولایت کا مدار اسی پر ہے۔ قرآن پاک میں ولی کی تعریف متقی سے فرمائی گئی ہے ان کے قلوب میں اسی سبب سے ہر وقت اطمینان اور سکون بھرا ہوتا ہے حتٰی کہ جو ان کے پاس بیٹھ جاتا ہے اُسے بھی ان کے سکون کے عکس سے سکون محسوس ہونے لگتا ہے جیسے گرمی سے پریشان سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ جائے۔

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب الآیہ ذکر اللہ سے دلوں کو سکون عطا ہوتا ہے ایک بہت بڑا تاجر ہمارے مدرسہ کے استاد قاری امیر حسین سے جو حضرت شیخ الحدیث صاحب کے مجاز بھی ہیں سکون کی تدبیر پوچھنے آیا تھا حالانکہ ان کی تنخواہ اس وقت صرف سو روپئے ماہوار تھی لیکن دولت سے سکون کا کیا تعلق البتہ ذکر کے خلاف سے بچنا بھی ضروری ہے یعنی معاصی سے احتیاط کے بغیر ذکر کا نفع کامل نہ ہوگا جب ذکر کامل ہوگا اطمینان کامل ہوگا۔ ذکر ناقص ہوگا

اطمینان بھی ناقص ہوگا۔ ذکر کامل سے مراد یہی ہے کہ اس کی ضد سے بچا جائے جیسے کامل گرمی جب حاصل ہوگی جب اس کی ضد سردی کے اسباب سے بھی بچا جاوے۔ کسی افسر میں تمام خوبیاں ہیں صرف رشوت میں پکڑا گیا تمام عمر کی کارکردگی پر اثر پڑا معطل کر دیا گیا۔ ایک گناہ کا بھی عادی مجرم حق تعالیٰ کا ولی نہیں بن سکتا الذین امنوا وکانوا یتقون اولیاء کی تعریف قرآن میں یہی بیان فرمایا ہے کہ ایمان کے ساتھ تقویٰ بھی ہو (تیقون کو مضارع کے صیغہ سے بیان فرمایا جس کے اندر تجدد استمراری کی خاصیت ہوتی ہے مراد یہ کہ جب بھی تقویٰ میں کوتاہیوں سے نقصان لاحق ہو توبہ سے تلافی کر کے تقویٰ کی تجدید کر لی جاوے اور یہ عمل استمرار اور دوام کے ساتھ ہو ازمرتب)

ذکر سے مراد صرف زبان ہی کا ذکر نہیں ہے بلکہ ہر عضو کا ذکر ہے۔

۱۰۹۔ ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ سے ایک شخص اولاد کے لئے ایک عرصے تک دعا کراتا رہا بعد میں معلوم ہوا کہ اس نے نکاح بھی نہیں کیا تو بہت ڈانٹا کہ ظالم نکاح کے بغیر ہی اولاد کی دعا کراتا رہا کیا تیرے پیٹ سے بچہ نکلے گا۔ اسی طرح ہم لوگ اسباب رضائے حق کی نہ فکر کرتے ہیں اور نہ ضد رضا کے اسباب سے بچنے کی فکر۔ دعا اور تدبیر دونوں ہی کی ضرورت ہے۔

۱۱۰۔ ارشاد فرمایا کہ ایک حدیث پاک میں نجات کے تین طریقے ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ (۱) اپنی زبان کی حفاظت رکھے (۲) اور اپنے گھر سے بدون ضرورت شدیدہ نہ نکلے اس کا گھر اس کے لئے وسیع ہونے کا مفہوم یہی ہے۔ (۳) اپنی خطاؤں پر روتا رہے۔ حدیث پاک یہ ہے

دعن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لقیتُ

رسول اللہ صلی اللہ وسلم فقلت ما النجاۃ فقال املک علیک لسانک ولیسع بیتک وابک علی خطیئتک (احمد، ترمذی)

۱۱۱- ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب نے رزق کے لئے دُعا کرائی وظیفہ بھی دریافت کیا پھر وظیفہ کے بے اثر ہونے کا شکوہ کیا۔ میں نے عرض کیا کہ دو ٹرک آمنے سامنے ہیں اور زور آزمائی ہو رہی ہے کوئی راستہ نہیں دے رہا ہے تو کوئی منزل تک پہنچے گا ادھر وظیفہ جاری ہے اُدھر گناہ بھی جاری ہیں وظیفہ تو جالب رزق ہے اور معاصی برعکس تنگی رزق کا اثر رکھتے ہیں۔

۱۱۲- ارشاد فرمایا کہ طاعون کے زمانے میں ہر شخص چوہے سے ڈرتا ہے کہ طاعون کے جراثیم ہمارے گھر میں نہ آجائیں اور بدعملی اور منکرات کے چوہے ہمارے گھروں میں کتنے ہی ہوں فکر نہیں۔ سانپ گھر میں آجائے سب پریشان اور گھر میں خلاف شرع وضع قطع۔ تصاویر جاندار کی۔ ریڈیو کے گانے۔ ٹیلی ویژن کا گھریلو سینما آجائے تو کوئی فکر نہیں۔ ہر عمل کے معاملے میں علم صحیح کی ضرورت ہے، لاعلمی میں زہر کھانے سے نقصان تو یقیناً پہنچے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ایک گھر میں تشریف لے گئے وہاں تصویر جاندار کی تھی فوراً واپس آگئے۔ رزق کی ترقی اور برکت کے لئے وظیفے پڑھنے کے لئے تیار ہیں مگر گناہ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔

۱۱۳- ارشاد فرمایا کہ تقلیل کے ساتھ تکمیل آسان ہے تکثیر کے ساتھ تکمیل مشکل ہے پس مدارس میں طلبا کا داخلہ خوب جانچ پر ہونا چاہئے تقلیل سے خائف نہ ہو انشاءاللہ تعالیٰ یہ تقلیل جو تکمیل کے ساتھ ہو یہی کمال سبب تکثیر کا بھی ہوگا۔ جب کسی شہر کی کوئی چیز معیاری مشہور ہو جاتی ہے تو دور دور سے لوگ قطار لگا لیتے ہیں اور بہت سے لوگوں کو وہ چیز ختم ہو جانے سے واپس آنا

پڑتا ہے اسی طرح پھر داخلے کے لئے اتنی تکثیر ہو گی کہ آپ کو واپس کرنا پڑے گا الحمدللہ ہمارے یہاں یہی ہوتا ہے۔

اشرف المدارس ہردوئی میں فی الحال سو بچوں کا انتظام ہے اور ہر سال کافی درخواستیں نامنظور کرنی پڑتی ہیں۔

۱۱۴- ارشاد فرمایا کہ کسی کام میں جلدی نہ کرے ورنہ ندامت ہو گی ہر کام میں حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا یہ گُر یاد رہے جو صرف دو لفظوں پر مشتمل ہے (۱) تَاَمُّل (۲) تَحَمُّل یعنی ہر کام کو سوچے اور تحمل سے کام لے۔

۱۱۵- ارشاد فرمایا کہ حضرت میاں جی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ مکتب میں قرآن پاک پڑھایا کرتے تھے مگر عملی مقام یہ تھا کہ چالیس سال تک تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی اور حضرت شیخ العرب والعجم حضرت حاجی صاحبؒ کے شیخ ہوئے۔

۱۱۶- ارشاد فرمایا کہ جہاں تقریبات میں چراغاں ہو یعنی بہت سے بلب چھوٹے چھوٹے لگے ہوں یا جہاں تصویر ہو وہاں شرکت نہ کرنی چاہیئے۔

۱۱۷- ارشاد فرمایا کہ واعظ اور مُبَلِّغ کو معمولات اور خلوۃ مع الحق کا بھی بہت اہتمام چاہیئے جیسا کہ فاذا فرغت فانصب والیٰ ربک فارغب میں تصریح موجود ہے معمولات اور ذکر پر حضرت خواجہ صاحبؒ کا شعر ہے کہ۔

دم رُکا سمجھو جو دم بھر کو بھی یہ ساغر رکا
میرا دورِ زندگی ہے یہ جو دورِ جام ہے

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تعلق مع اللہ کے لطف کو یوں بیان فرمایا ہے۔

تم سا کوئی ہمدم کوئی دمساز نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے
ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربط خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے

تشاریح از مرتب عفی عنہ:۔ احقر ناکارہ عرض کرتا ہے کہ جب حضرت اقدس ہردوئی یہ اشعار پڑھ رہے تھے تو اس وقت حضرت والا کی باطنی نسبت مع الحق کی کیفیت خاصہ کا بھی ظہور ہو رہا تھا اور عجیب کیف اور درد سے جھوم رہے رہے تھے احقر کو اس وقت دیوان شمس تبریزؒ سے ایک شعر یاد آیا۔

مرا زعشق بپرورد شمس تبریزی
ز دردِ از ہمہ روحانیاں فزوں باشیم

ترجمہ:۔ حضرت رومیؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد شمس الدین تبریزیؒ نے میری روحانی تربیت بطریق عشق فرمائی ہے جس سے میری روح میں حق تعالیٰ کی محبت کا درد ایسا پیدا ہو گیا کہ میں اس کے سبب تمام روحانیوں سے یعنی صوفیوں سے ترقی کر گیا۔

اور حضرت حاجی صاحبؒ کا یہ شعر یاد آیا

نے فقیری چاہتا ہوں نے امیری کی طلب
نے عبادت نے زہد نے خواہش علم و ادب
درد دل پر چاہیئے مجھ کو خدا کے واسطے

مراد یہ کہ تمام خواہشات محمودہ پر درد دل کی طلب اور خواہش غالب ہو گئی ہے۔ اس سے خواہش عبادت و علم و ادب کی نفی مقصود نہیں یہ اصطلاحات ہیں کہ ایسے وقت غلبۂ حال میں تغلیباً اس چیز کا ذکر کیا جاتا ہے جو

غالب ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ عبادت کا رنگ اس درد محبت الٰہیہ سے کسقدر تیز ہوگا پس درد مانگ کر تمام نعمتوں میں کمال کا سوال کر دیا۔

اس وقت حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کا شعر بھی یاد آیا۔

۱۔ درونم را بعشق خویشتن سوز — بہ تیر درد خود جان و دلم دوز

۲۔ دلم را محو یاد خویش گرداں — مرا حسب مراد خویش گرداں

۳۔ گناہم را اگر دیدی نگر ہم — بعفو و فضل خود اے شاہ عالم

ترجمہ: ۱۔ اے خدا میرے باطن کو اپنے عشق کی آگ سے جلا دے اور اپنی درد محبت کے تیر کو میری جان اور میرے دل میں پیوست فرما دے تاکہ کبھی نکل نہ جائے جیسے کپڑے میں دھاگہ سلائی کا پیوست رہتا ہے (یہ دوز کی شرح ہے)

۲۔ اور اے خدا میرے قلب کو اپنی یاد میں محو اور غرق فرما دے اور میری زندگی کو اپنی مرضی کے مطابق بنا دے (آمین)

۳۔ اے خدا اگر آپ نے ہمارے گناہوں کو دیکھا ہے تو اے شاہ عالم! اپنے عفو و فضل پر بھی تو نظر فرمائیے۔ یعنی اپنے کرم سے معاف فرما دیجئے اور صرف معافی ہی پر اکتفا نہ فرمائیے بلکہ انعامات بھی عطا فرما دیجئے۔

حالیہ سفر میں احقر نے حضرت اقدس ہردوئی سے عرض کیا کہ حضرت ایک زاہد خشک جو مولانا رومی کی مجلس سے غالباً دور بیٹھا تھا اس سے اس طرح خطاب فرمایا ؎

چہ نشستی دور چو بیگانگاں — اندر آ در حلقۂ دیوانگاں

ترجمہ: اے شخص تو مثل بیگانوں کے دور کیوں بیٹھا ہے اندر آ جا اور ہم دیوانوں کے حلقے میں بیٹھ جا یعنی ہم عاشقان حق کی مجلس میں شریک ہو

زاہد خشک مت بن۔
اس شعر کو سُن کر حضرت بہت محظوظ ہوئے اور ہنس پڑے۔
۱۱۸۔ارشاد فرمایا کہ ٹخنہ ڈھانکنے سے منع فرمایا گیا کیونکہ یہ متکبرین کی نشانی ہے۔ حکمت یہاں کیا ہے کہ اگر تم متکبرین کی صورت کی نقل بھی کرو گے تو متکبرین کی حقیقت بھی تمہارے اندر منتقل ہو جاوے گی۔ جیسے صلوا کما رئیتمونی میں ہے کہ صورت کی نقل کرو تو حقیقت کا عکس بھی اترے گا۔
تشریح از مرتب: بعض سطحی علم والے یا اہل نفس یہ حیلہ نکالتے ہیں کہ اگر تکبر سے پائجامہ کو ٹخنہ سے نیچے کرے تو منع ہے اور ہم تکبر سے ایسا نہیں کرتے اوّل تو اپنے نفس سے تکبر کی نفی کا دعویٰ خود تکبر ہے۔
گفتی بُت پندار شکستم رستم ایں بت کہ تو پندار شکستی باقی ست
۔اے مخاطب تو نے دعویٰ کیا ہے کہ میں نے تکبر کے بُت کو توڑ دیا ہے لیکن تیرا دعویٰ یہ کہ میں نے بتِ پندار و تکبر توڑ دیا اس میں انانیت کا دعویٰ باقی ہے دراصل اس حدیث میں جو قید مذکور ہے وہ قید واقعی ہے احترازی نہیں یعنی جو بھی ایسا کرتا ہے وہ تکبر ہی سے کرتا ہے اس کی ایک نظیر قرآن پاک میں ملاحظہ ہو ارشاد ہے لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِنْ خَشْيَةِ اِمْلَاقٍ مت قتل کرو اپنی اولاد کو تنگدستی کے خوف سے تو اگر اس حکم میں تنگدستی کو سبب قرار دیں تو کیا اس کے معنیٰ یہ ہو سکتے ہیں کہ اگر تنگدستی کا خوف نہ ہو تو قتل اولاد جائز ہو جائے پس ظاہر ہے کہ اس آیت میں یہ قید واقعی ہے احترازی نہیں پس مفہوم یہ ہو گا کہ اس زمانہ جاہلیت میں قتل اولاد کا سبب خوف تنگدستی ہوا کرتا تھا۔ تم ایسا نہ کرو۔ ہم ان کو بھی رزق

دیں گے اور تمہیں بھی۔ رزاق حقیقی تو ہم ہیں۔ اسیطرح ٹخنہ ڈھانکنے کی ممانعت کی حدیث میں تکبر کی قید کا یہی مفہوم ہے کہ ایسا متکبر ہی کرتا ہے۔

ازرسالہ نظام:۔ حدیث پاک میں ہے کہ ایک صحابی رضؓ نے عذر کیا کہ میرا تہبند نیچے لٹک جاتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا یہ عمل تمہارے عذر کے عیب سے زیادہ عیب دار ہے اونچا کرو۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت سے فرمایا کہ کیا تمہیں ہمارے طرز و طریقے سے رغبت نہیں ہے۔

(فتح الباری کتاب اللباس ج ۱۰)

جو صاحبان پائجامہ کے نیچے بندھ جانے یا کھسک جانے یا عدم فخر وغیرکا عذر کردیتے ہیں ان کو انصاف سے اللہ تعالیٰ کا خوف پیش نظر رکھتے ہوئے خوب غور کرلینا چاہئے بعض واقعی معذورین کے عذر کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمانے کے بعد قبول نہیں فرمایا اور اس فعل سے منع فرمادیا۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ ٹخنے سے نیچے جتنا حصہ پائجامہ کا لٹکا ہوگا وہ جہنم میں ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حق تعالیٰ ایسے شخص کو نگاہ رحمت سے نہ دیکھے گا۔

۱۱۹۔ ارشاد فرمایا کہ وعظ جب ہورہا ہو تو سب کو خاموشی سے سننا چاہیئے اس وقت کسی کو وہاں پر تلاوت یا کوئی وظیفہ نہ پڑھنا چاہئے دیکھئے آپریشن روم میں کس قدر خاموشی رہتی ہے۔ یہی روحانی علاج میں خیال ہونا چاہئے۔

۱۲۰۔ ارشاد فرمایا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں دورۂ حدیث میں صرف اس طالب علم کو داخلہ ملتا تھا جو تہجد گذار ہوتا تھا حضرت شاہ اسحاق صاحب دہلوی کے یہاں مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلوی پڑھنے آئے

کھانا آیا تو صرف روٹی کھالی اور سالن واپس کر دیا۔ شاہ صاحب کو تشویش ہوئی دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے۔ عرض کیا حضرت عام طور پر دلّی کے سالن میں کھٹائی پڑتی ہے اور یہاں آموں کی خرید فروخت پھلوں کے آنے سے پہلے ہی ہو جاتی ہے جو بیع فاسد ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے خوشی میں فرمایا کہ الحمدللہ ہمارے یہاں فرشتہ پڑھنے آیا ہے۔ ایسے طالب علم ہوا کرتے تھے۔

نواب قطب الدین صاحب جو مظاہر حق کے مصنف ہیں انھوں نے اپنے استاد شاہ مولانا اسحاق صاحبؒ اور اپنے ساتھی مولانا مظفر حسین صاحب کی دعوت کی شاہ صاحب نے قبول فرمالی اور مولا مظفر حسین نے انکار کر دیا۔ شاہ صاحب سے اس کی شکایت کی گئی۔ آپ نے دریافت فرمایا تو عرض کیا کہ حضرت بات یہ ہے نواب صاحب آج کل مقروض ہیں اور دعوت میں تکلف کرتے لہٰذا اتنی رقم انھیں ادائیگی قرض میں صرف کرنی چاہیئے۔ شاہ صاحب نے بھی دعوت منسوخ کر دی۔

حضرت تھانویؒ ایک دعوت میں شریک نہ ہوئے اور مولانا خلیل احمد صاحبؒ اور حضرت شیخ الہندؒ شریک ہوئے ان اکابر کے پاس شکایت کی گئی کہ حضرت تھانویؒ نے شرکت نہیں کی۔ مولانا خلیل احمد صاحبؒ نے فرمایا کہ بھائی مولانا تھانویؒ کا تقویٰ بڑھا ہوا ہے اب شیخ الہندؒ کا جواب سنئے فرمایا کہ ہم اور وہ ایک ہیں البتہ مولانا تھانویؒ کو عوام کے حالات کی زیادہ خبر ہے۔ اب مولانا تھانویؒ کا جواب سُنئے فرمایا بھائی میری مثال ہدہد سلیمانی کی سی ہے اس کو ایسی خبر لگ گئی تھی غائب ہونے سے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو نہ تھی اللہ اکبر کیا ایک دوسرے کا ادب تھا اور اپنے کو کس طرح مٹایا تھا۔

یہ تو ان اکابر کا معمول سُنا اور آج بہت سے ان اکابر کا نام لینے والے

رات دن ایک دوسرے کی غیبت. تبصرہ اور تنقید کو مشغلہ بنا کر اپنے اعمال نامے کو سیاہ کر رہے ہیں۔ علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ نے لکھا ہے کہ میرے اوپر جو انعامات الٰہیہ ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مجھ پر ایک دشمن مسلط ہے جو مجھ پر بہتان اور غیبت سے اذیت پہنچایا کرتا ہے اور مجھے اضطراری طور پر یہ سنت انبیاء علیہم السلام حاصل ہو گئی۔

۱۲۱- ارشاد فرمایا کہ جائز عمل اگر سبب گناہ کا ہو جائے تو وہ جائز بھی ناجائز ہو جاتا ہے جس طرح قیمتی کپڑا مثلاً ۲۰۰ روپیہ گز کا پہننا جائز ہے مگر اس کے پہننے سے اگر بڑائی دل میں آجائے تو ناجائز اور حرام ہو گا۔ کیونکہ یہ کپڑا عجب اور کبر کا سبب ہوا۔

۱۲۲- ارشاد فرمایا کہ کیوں صاحب اگر امام صاحب نماز کے وقت اپنے حجرے سے محراب مسجد کی طرف اپنے کپڑے اتارے ہوئے آویں تو آپ آنے دیں گے۔ یہ سمجھیں گے کہ عقل میں فتور آگیا۔ حالانکہ امام صاحب کہہ رہے ہیں بھائی ہم کو نماز پڑھانے دو۔ مجھے نماز کے مسائل اور سورتیں یاد ہیں میرا باطن بالکل ٹھیک ہے۔ صرف ظاہر کی خرابی سے آپ لوگ کیوں گھبرا گئے آپ ان کی ایک بات نہ سنیں گے اور سیدھے مسجد سے نکال کر دماغ کے ڈاکٹر یا پاگل خانے لیجائیں گے۔

کیوں بھائی ظاہر کی خرابی سے آپ کو باطن کی خرابی پر یقین آگیا اور دین کے معاملہ میں ہماری ظاہری وضع قطع۔ ظاہری صورت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے خلاف ہو تو یہاں ہماری باطنی خرابی اور ایمان کی خرابی پر یقین کیوں نہیں ہوتا اور اس کی اصلاح کی فکر کیوں نہیں ہوتی ایسے شخص کو دین کے ڈاکٹروں یعنی اولیاء و مشائخ کرام کے پاس کیوں نہیں لیجاتے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھوں کو کٹانے اور داڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا اور آپ نے بقدر ایک مشت (ایک مٹھی) داڑھی طول اور عرض میں رکھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس مقدار کی روایت کو غنیۃ الطالبین میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے۔ مگر امام صاحب کے لباس اتارنے سے تو ہم ان کی عقل میں خرابی سمجھ لیں اور داڑھی منڈانے اور کترانے سے آج ایمان کی خرابی اور کمزوری کیوں سمجھ میں نہیں آتی۔

پولیس افسر وردی کے بغیر ڈیوٹی دے تو وہ معطل ہو جائے گا۔ اگر تیس سال ڈیوٹی پولیس افسر نے نہایت عمدگی سے دی اور مستحق انعام و ترقی ہو گیا لیکن ایک دن دیکھا گیا کہ وہ سرخ ٹوپی لگائے ہوئے سرکاری وردی کو اتار کر پھر رہا ہے۔ حکومت کیا کرے گی۔ باغیوں کی ٹوپی پہن لینے ہی سے اس کو باغی قرار دے کر اس پر مقدمہ چلائے گی اور اسے معطل کرے گی انعام تو درکنار سزا ملے گی آج امت مسلمہ نے اپنی سرکاری وردی جو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے عطا ہوئی تھی اس کو اتارا اور صرف اتارا ہی نہیں بلکہ مبغوض اور گمراہ قوموں کی (یہود و نصاریٰ کی) وردی کو اپنا لیا اور اب تک انگریزی بال کی نسبت انگریز کی طرف ہے۔ اب امت مسلمہ اپنی وردی کو ترک کر کے ڈیوٹی دے گی تو کیا انجام ہوگا معطل ہو گی یا نہیں غضب اور عذاب کا خطرہ ہے یا نصرت اور رحمت کی مستحق ہو گی پھر شکوہ یہ کہ آج مسلمان ہر طرف شکست کھا رہے ہیں۔ بیت المقدس چھن گیا اللہ تعالیٰ ہماری مدد نہیں کر رہے ہیں۔ ہر طرف پٹ رہے ہیں ؎

وعدۂ غلبہ ہے مومن کے لئے قرآن میں
پھر جو تو غالب نہیں کچھ ہے کسر ایمان میں

اب اسلامی وردی کیا ہے سنئے۔

۱۔ ٹخنہ نہ ڈھانکئے ایسا کرنا ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسے شخص کو نگاہ رحمت سے نہ دیکھیں گے اور شب براءت میں مغفرت کی جو بشارت ہے اس مبارک رات میں بھی اس کی مغفرت نہ ہوگی۔

۲۔ گھٹنے ڈھانکے رہو ایسا نیکر یا لباس کہ جس سے گھٹنے کھل جائیں جائز نہیں حرام ہے۔

۳۔ سر کے بالوں کو یا برابر ہر طرف سے چھوٹے چھوٹے کرا دیجئے یا پٹہ رکھ لیجئے یا منڈا دیجئے۔ ہپیوں کی طرح بالوں کو بالکل آزاد بھی نہ چھوڑیئے۔

۴۔ داڑھی ایک مشت کی مقدار ہر طرف سے طول و عرض میں رکھئے اس سے بڑھ جائے تو بے شک کترانا جائز ہے مگر یہ مٹھی ہر شخص کی اپنی مراد ہے حجام کی مراد نہیں۔ دیکھئے بے داڑھی والے کو امام بنانا بھی جائز نہیں اسی طرح اس کو مؤذن بنانا بھی جائز نہیں۔

۵۔ مرد عورت کی مشابہت کا لباس یا طرز نہ اختیار کرے اور عورت مرد کی وضع قطع اور لباس نہ اختیار کرے۔ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ لعنت فرماتے ہیں ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اگر پوسٹ مین پولیس کی وردی پہن لے اور پولیس مین پوسٹ مین کی تو دونوں کو معطل کر دیا جائے گا۔

۶۔ عورتیں اس قدر موٹا دوپٹہ استعمال کریں جس سے بالوں کی سیاہی نظر نہ آئے ورنہ نماز بھی نہ ہوگی اور جتنے لوگ نامحرم اس کے بالوں کو دیکھیں گے سب کو جتنا گناہ ہوگا اتنا اکٹھا کر کے اس پر لاد دیا جائے گا عورتوں

کے ناخن پالس لگانے سے وضو صحیح نہ ہوگا اور پھر نماز بھی نہ ہوگی۔

اتباعِ غیر مسلم سے تو اب بیزار رہو
آشنائے یار رہو بیگانۂ اغیار رہو

سکھ داڑھی رکھ کر ان کے بھنگی بھی ہمارے صالحین کی نقل سے سردار کہلاتے ہیں اور ہم وضع صلحا کی چھوڑ کر سردار ہو رہے ہیں۔ داڑھی منڈانا یا کتروانا دراصل یہ اعلان کرنا ہے کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی داڑھی کی وضع کو گھٹیا سمجھا اور انگریزوں کے چہروں کو بڑھیا سمجھا۔ ایمان کی خیر منائیے اور بدون اس کے بھی ایمان ہم بھی تسلیم کرتے ہیں مگر اسی ڈاکٹر اسیسٹنٹ کی طرح جس کی مثال دے چکا ہوں کہ آپ کے پاس جب لایا گیا تو چارپائی پر۔ معلوم ہوا کہ فالج گر گیا ہے مریض نے حال بتایا تو معلوم ہوا کہ یہ ڈاکٹر بہرا بھی ہے۔ حال پرچہ پر لکھ کر دیا تو معلوم ہوا کہ آنکھوں میں پانی بھی اُتر آیا بینائی بھی جاتی رہی تو آپ ایسے ڈاکٹر کو اسی وقت نامنظور کر کے واپس کر دیں گے۔ میرے دوستو کیا ایسا گھٹیا اسلام اور ایمان خدائے تعالیٰ کے پاس لے جانے کی آرزو کرتے ہو۔ خدا کے لئے اپنی جانوں پر رحم کرو اور غور سے سوچو کہ ہم تو غلام ہو کر ایسی خراب چیز رد کر دیں اور ہم خدائے تعالیٰ کو گھٹیا تحفہ پیش کرنے کے لئے تیار رہیں اور دنیا میں آپ نہایت چست ہیں آپ کی ہر چیز بڑھیا ہونی چاہیئے مکان بڑھیا ہو سواری بڑھیا ہو۔ پھل اور غذائیں بڑھیا ہوں ان کا ظاہر بھی اچھا ہو باطن بھی اچھا ہو آہ حضرت خواجہ صاحبؒ نے ہمارا نقشہ کس طرح کھینچا ہے ؎

اے کہ تو دنیا میں اتنا چست ہے — دین میں کیوں پھر تو اتنا سُست ہے
کرتا ہے دنیا میں جو کر دین کے بھی باب میں — اختیار اسباب کر اس عالم اسباب میں

تشاکریہ از مرتب عفی عنہ: بعض حضرات کہتے ہیں کہ خدا غفور و رحیم ہے سبحان اللہ ان کی اس شان سے آپ نے یہ فائدہ اٹھایا کہ حق تعالیٰ کو خوب ناراض کریں اور بھائی خدا رزاق بھی تو ہے یہاں توکل کہاں گیا۔ یہاں تو روزی کے لئے رات دن خون پسینہ ایک کیا جا رہا ہے حضرت خواجہ صاحبؒ اسی کو فرماتے ہیں ؎

گر رہا ہے تو دنیا پہ تو پروانہ وار گو تجھے جلنا پڑے انجام کار

اس پہ دعویٰ ہے کہ ہم ہیں ہوشیار کیا یہی ہے ہوشیاروں کا شعار

حدیث پاک میں ہے کہ کُلُّ اُمَّتِیْ مُعَافًا اِلَّا الْمُجَاهِرُوْنَ

ترجمہ:۔ میرا ہر امتی قابل عفو و معافی ہے سوائے ان لوگوں کے جو اعلانیہ دکھلا کر گناہ کرتے ہیں۔ بھائیو داڑھی منڈوانا اعلانیہ گناہ ہے اور حضرت اقدس ہردوئی دامت برکاتہم نے ایک جگہ فرمایا کہ بعض گناہ تو تھوڑی دیر کا ہوتا ہے اتنی دیر کا گناہ لکھ لیا جاتا ہے اور داڑھی منڈانے والا تو ہر وقت مجرم ہے سو رہا ہے پھر بھی گناہ لکھا جا رہا ہے۔ ۲۴ گھنٹے گنہگار ہے حق تعالیٰ اپنی رحمت سے ہر گناہ سے ہماری اور امت مسلمہ کی حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

سب گناہ چھوڑنے کا علاج کثرت سے موت کو یاد کرنا اور مخلوق میں بڑا بننے کا شوق دل سے نکالنا اور یہ سوچنا کہ میری نافرمانی کی وضع قطع کی تعریف کرنے والے یا اس سے خوش ہونے والے یا اس کی دل میں عزت کرنے والے قبر میں اور میدان محشر میں کچھ کام نہ آسکیں گے اور دنیا میں بھی یہ لوگ کچھ نہیں دیتے صرف یہ وہمی اور خیالی خوشی ہے جو نہ دنیا میں مفید ہے نہ آخرت میں اور بھائی جس درخت سے پتے گرنے لگیں تو درخت کے ڈاکٹر سے مشورہ کر کے اس میں کھاد یا پانی ڈالتے ہیں۔ پس جن کے چہروں سے محمدی باغ کے سرکاری سبزہ میں کمی آرہی ہو اور اس سرکاری درخت کے پتے جھڑ رہے ہوں

نوراُدین کے ڈاکٹروں یعنی اللہ والوں سے رجوع کیا جاوے وہ اس کی دوا
اور غذا تجویز کردیں گے اور دعا بھی کریں گے انشاءاللہ تعالیٰ پھر آپ کے چہرہ پر
کچھ اور ہی رونق اور باغ محمدی کے سبزے نظر آئیں گے۔

حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلویؒ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ
لاہور نے ایک صاحب سے ترغیباً فرمایا کہ دو بھائی حقیقی سامنے لاؤ ایک کے
چہرہ پر داڑھی ہو اور دوسرے کی منڈی ہوئی ہو پھر دیکھو کہ کون خوبصورت
معلوم ہوتا ہے۔

۱۲۳۔ارشاد فرمایا کہ ظاہری وضع قطع صلحا کی رکھنا باطن کی حفاظت
کا تالہ ہے جس طرح دوکان کے اندر مال ہو اور باہر دروازہ میں تالہ نہ ہو تو
چور حملہ کرتا ہے اور اندر کے مال کی خیر نہیں اسی طرح ظاہری وضع قطع اگر
صالحین کی نہ ہوگی تو باطن کی صلاحیت کی خیر نہیں فاسقوں کی مشابہت
اور صورت سے فسق کی حقیقت بھی اتر جائے گی۔

۱۲۴۔ارشاد فرمایا کہ ۴ چیزیں ہیں ضرورت[۱]۔آسائش[۲]۔آرائش[۳]۔
نمائش[۴]۔ضرورت وہ ہے کہ اس کے بغیر ضرر ہو۔ضرورت، آسائش، آرائش
جائز ہے مگر نمائش حرام ہے۔

۱۲۵۔ارشاد فرمایا کہ گناہوں کی عادت کی اصلی جڑ آخرت کے حساب و
کتاب اور سزا سے غفلت ہے جیسے بدن پر دانے ہوں تو اصل سبب اس کا
فسادِ خون ہے صرف مرہم نہ لگایا جائے تلخ دواؤں کا استعمال بھی کیا جاوے
اسی طرح روح میں خدائے تعالیٰ کی محبت اور خشیت کسی اللہ والے کی
صحبت سے حاصل کی جائے انشاءاللہ تعالیٰ تقویٰ آسانی سے حاصل ہوجائے گا۔

جیساکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو تقویٰ حاصل کرو مگر کیسے حاصل ہوگا مشائخ اور بزرگان دین کی صحبت سے۔ صادقین کی تفسیر یہی ہے۔ (کونو مع الصادقین) جب ان کی صحبت سے خدا کا خوف اور استحضار حاصل ہوگا گناہ کی ہمت نہ ہوگی۔ دیکھئے ایک آدمی نے جرم کا ارتکاب کرنا شروع کیا مگر پولیس افسر کو دیکھ لیا فوراً خاموش اور جرم سے باز رہے گا اس کے سامنے اب جیب نہیں کاٹے گا اسی طرح تقویٰ حاصل ہونے پر سارے کام ٹھیک کرے گا۔ ہم لوگ کل کے ناشتے کا انتظام آج ہی سے کرتے ہیں کل کی سردی یا گرمی کا انتظام پہلے ہی سے کرتے ہیں۔ پس اگر حساب کتاب پر یقین ہے تو بھائی اس کی تیاری بھی ضروری ہے نمازوں کی قضائے عمری روزوں کی قضا۔ زکوٰۃ کی ادائیگی حج کی ادائے گی تمام حقوق العباد کا خیال اور انتظام شروع کر دیجئے علمائے دین سے مشورہ کیجئے اور عمل شروع کیجئے۔

آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور　　جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
قبر میں میت اترنی ہے ضرور　　زندگی اک دن گذرنی ہے ضرور

کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

ہو رہی ہے عمر مثل برف کم　　چپکے چپکے رفتہ رفتہ دمبدم
سانس ہے اک رہرو ملک عدم　　دفعتہً اک روز یہ جائے گی تھم

کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

حق تعالیٰ کا یہ ارشاد اسی مراقبہ کی تعلیم دیتا ہے کہ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون

ترجمہ:- اے ایمان والو یعنی حقائق کو تسلیم کرنے والو غور و فکر کرو کہ کل کے لئے کیا اعمال کیئے ہیں یعنی اے ایمان والو تیاری کر لو کہ کل کیا کیا حساب کتاب ہوگا اور یہ دھیان رکھو کہ حق تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہے ہیں۔

ایک پولیس افسر کے دیکھنے سے جرم سے باز رہے اور احکم الحاکمین کے باخبر ہونے اور دیکھنے سے کیا معاملہ ہونا چاہیئے خود عقل سے فیصلہ کر لو۔

۱۲۶- ارشاد فرمایا کہ پہلے مشائخ مراقبات کو سونے کے وقت بتایا کرتے تھے مگر اب تو لوگ تھک کر چارپائی پر لیٹے اور فوراً سو گئے اس لئے کسی نماز کے بعد مراقبہ اور محاسبہ اپنے اعمال کا کر لیا جاوے یعنی جہنم کے عذاب۔ قبر کے عذاب۔ قیامت کے ہولناک مناظر کو یاد کر لیا جاوے۔ چند منٹ کافی ہیں۔

۱۲۷- ارشاد فرمایا کہ ایک شخص کسی کے یہاں ملازم تھا ہر سودا لانے میں ۴ روپے کے اندر ایک روپیہ بچا لیتا تھا مالک نے کہا اچھا میرا نام اس برتن میں کندا کرا لاؤ فی حرف وہ ایک روپیہ لیتا ہے میرے نام میں چار حرف ہیں چار روپے لے جاؤ دیکھوں کیسے تو بچاتا ہے نام محسن تھا یہ گیا اور نام کندہ کرنے والے سے کہا کہ اس برتن پر محسن لکھدو لیکن نقطے بعد میں لگانا جب اس محس اس طرح لکھ دیا تو کہا اب کتنے نقطے لگانا ہے اس نے کہا چھ نقطے، اس نے کہا اچھا ۵ نقطے معاف کردئیے صرف ایک نقطہ آخری حرف کے اندر لگادے اور اس نے کہا کہ اب محسن کے تین حرفوں کے تین روپے لیلے اور پانچ نقطے معاف کرنے کا شکریہ بھی ادا کر اور ایک روپیہ بچا لیا مالک حیران رہ گیا اس کی ذہانت سے۔

۱۲۸- ارشاد فرمایا کہ کبھی کبھی خاموش مجلس بھی ہونی چاہیئے ایک دفعہ مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رح کے یہاں آدھے گھنٹے تک خاموش مجلس تھی حضرت

بھی ذکر میں مشغول اور تمام مجلس بھی ذکر میں خاموشی سے مشغول تھی کسی کو بولنے کی اجازت نہ تھی۔

۱۲۹۔ ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ نے حضرت حاجی صاحبؒ کا یہ ملفوظ نقل فرمایا کہ ہدیہ شاہد محبت ہے اور جب محبت کامل ہو جاتی ہے تو شاہد کی ضرورت نہیں ہوتی پس اس وقت جنہوں نے ہدیہ نہیں دیا وہ کاملین محبت سے ہیں اور ہدیہ دینے والے ابھی مبتدی ہیں۔

تشاکیح از مرتب عفی عنہ:۔ یہ ارشاد اس وقت فرمایا جب کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم کو بعض احباب ایک مجلس میں کچھ ہدیہ دینے لگے تو ارشاد فرمایا کہ ہدیہ کے آداب سے یہ ہے کہ یوں عرض کرے مجھے کچھ تنہائی میں کہنا ہے اس طرح تنہائی میں ہدیہ دینا چاہیئے۔ پھر ملفوظ ۱۲۹ جو مذکور ہوا ارشاد فرماکر ہدیہ نہ دینے والوں کی کس طرح تسلی فرمائی۔ وہاں کے بعض حضرات نے احقر سے کہا کہ حضرت والا کا یہ عمل بہت ہی بلند عمل ہے یعنی مسلمانوں کی تطییب قلوب اور دلجوئی کا کس قدر اہتمام اور کتنے لطیف انداز سے۔ سبحان اللہ

۱۳۰۔ ارشاد فرمایا کہ مساجد میں روشنی کی کیفیت زیادہ ہو مضائقہ نہیں جتنی ضرورت ہو زیادہ نمبروں کا بلب استعمال کریں مگر تعدد اور تکثر نہ ہو یعنی بلب کی تعداد بہت زیادہ نہ ہو جو مشابہ چراغاں ہو۔

۱۳۱۔ ارشاد فرمایا کہ ہمارے زیادہ اقربا تو آخرت میں ہیں جب زیادہ خاندان وہاں ہیں تو یہاں سے جو بھی چلا گیا اقل خاندان سے اکثر خاندان کی طرف گیا پردیس سے وطن گیا اس تصور سے بڑی تسلی ہوتی ہے۔

۱۳۲۔ ارشاد فرمایا کہ جب ہم حاکم ضلع کو ناراض کر کے چین سے نہیں رہ سکتے تو احکم الحاکمین کو ناراض کر کے کس طرح چین اور سکون سے رہ سکتے

ہیں آج ہر طرف سے پریشانی کی شکایت آتی ہے لیکن اصل علاج کیا ہے اس طرف خیال نہیں جاتا۔ اسباب رضا کی تو فکر ہے مگر ضد رضا یعنی گناہوں سے بچنے کا اہتمام نہیں۔ نبی اکرام صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حرام اعمال سے بچو تم سب سے زیادہ عبادت گذار ہو جاؤ گے۔

اِتَّقِ المَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاس (الحدیث)

۱۳۳۔ ارشاد فرمایا کہ اعمال صالحہ اور وظائف کا اختیار کرنا آسان ہے مگر گناہوں کو چھوڑنا مشکل معلوم ہوتا ہے جیسے سہارنپور کا گنا چوسنا تو آسان اور لذیذ ہے مگر کسی کے منہ سے گنا چھین لینا مشکل ہے۔ اسی طرح نفس کو جن گناہوں کی عادت ہو گئی ہے اُن کو چھڑانا نفس پر بہت شاق ہوتا اور عام طور پر لوگ ایسے واعظ کو بھی پسند نہیں کرتے جو برائیوں پر روک ٹوک اور گناہوں کے ترک پر وعظ کہتا ہو۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یا یھا الذین امنو لا تبطلو صدقاتکم بالمن والاذیٰ ان آیات میں چند اصول کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ کہ بعض معاصی کے اثرات سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں جیسا کہ ان ایات میں ارشاد ہوا کہ اے ایمان والو اپنے صدقات کو باطل مت کرو احسان جتا کر اور اذیت دے کر اس سے معاصی کے ارتکاب سے احتیاط کی نہایت اہمیت ثابت ہوتی ہے۔

۱۳۴۔ ارشاد فرمایا کہ جب دین کی کوئی بات سنائی جاتی ہے تو بعض کے لئے تو نئی ہوتی ہے اور بعض کے لئے اس کا تکرار ہو جاتا ہے جس سے استحضار ہو جاتا ہے۔

۱۳۵۔ ارشاد فرمایا کہ دین کی باتیں سننے کے بعد اگر یاد نہ رہ سکیں تو بھی ان کا نفع ضرور ہوتا ہے جس طرح کہ ہم کو دو ہفتہ قبل کی غذائیں تو یاد نہیں رہتی

ہیں کہ کیا کیا کھایا تھا مگر ان کی طاقتیں ہمارے جسم میں محفوظ ہوتی ہیں اسی طرح دین کی کتابیں دیکھنا اور بزرگوں کا وعظ سننا ہر حالت میں مفید ہے خواہ یاد رہیں یا بھول جائیں ان کے اثرات روح میں باقی رہ جاتے ہیں جنکی طاقت سے اعمال صالحہ کی ہمت اور توفیق ہوتی رہتی ہے۔

۱۳۶- ارشاد فرمایا کہ بڑے بوڑھوں کا مشورہ بڑے کام کا ہوتا ہے کچھ نوجوان کسی کے ولیمہ میں مدعو ہوئے ایک بوڑھے نے کہا ہم کو بھی لے چلو شاید میرا مشورہ تمہارے کام آوے لیکن میزبان کو نہ بتانا اور ہم کو کہیں دور چھپا دینا جب دستر خوان بچھا کھانا آیا تو ہر نوجوان کے ہاتھ پر میزبان نے کھپاچی باندھ دی جس کی وجہ سے ہاتھ منہ کی طرف مڑ نہ سکا اور سیدھا کھنچا رہا یہ بیچارے بڑے پریشان ہوئے کہ کھانا کس طرح کھائیں گے۔

ایک نوجوان جلدی سے اٹھا اور بڑے میاں سے مشورہ کیا۔ بڑے میاں نے کہا کہ کیا فکر ہے تم دوسرے کے منہ میں کھلا دینا دوسرا تمہارے منہ میں کھلا دے گا اس طرح ہاتھوں کے مُڑے بغیر کام چل جائے گا

ازمرتب عفی عنہ: حضرت اقدس نے مزاحیہ حکایت سنائی اس سے سامعین احباب سب ہنس پڑے۔

۱۳۷- ارشاد فرمایا کہ ایک شخص گرمی گرمی کی شکایت کر رہا ہوا ور پسینہ پسینہ ہو رہا ہو اور پیاس کی شدت سے بدحواس ہو لیکن جب اسے سایہ میں بلایا جائے نہ آئے جب پنکھا جھلا جائے منع کر دے ٹھنڈا پانی پلایا جائے انکار کر دے آپ ایسے شخص کے بارے میں کیا فیصلہ کریں گے (مجمع سے آواز آئی کہ پاگل کہیں گے) ہاں بھائی آپ لوگوں نے تو بہت ہی سخت لقب دیدیا۔ واقعی ایسا شخص یا تو جھوٹا ہو گا یا پاگل ہو گا۔ آج ہم شور کرتے ہیں کہ پریشان ہیں سکون

نہیں۔ ذلیل ہو رہے ہیں لیکن سکون کس سے ملے گا جس کے قبضے میں سکون ہے، جس کے قبضے میں عزت ہے اسی سے تو عزت ملے گی۔ کیوں صاحب ترقی جب کسی بڑے سے لیجاتی ہے تو اس کو راضی کرکے یا ناراض کرکے ظاہر ہے کہ راضی کرکے اب بتایئے کہ حق تعالیٰ ہمارے بڑے ہیں یا نہیں (مجمع سے آواز آئی بے شک بڑے ہیں) تو بھائی ہم ان کو ناراض کرکے کیسے سکون اور عزت سے رہ سکتے ہیں اگر کوئی اسباب ٹھنڈک نہ اختیار کر رہا ہو اور گرمی سے پریشان بھی ہو رہا ہے تو آپ اس کو پاگل کہتے ہیں اور ہم حق تعالیٰ کی رضا کے اسباب اختیار نہ کریں بلکہ ناراضگی کے اسباب جمع کریں تو اپنے بارے میں خود ہی آپ لوگ فیصلہ کرلیں میں کچھ نہ کہوں گا۔

اگر چار میں مکھی گر جائے تو اپنی پیالی سے بھی نکال دیں گے اور اپنے بڑوں کی پیالی سے بھی نکالدیں گے اور اپنے دوستوں کی پیالی کو بھی مکھیوں سے پاک کردیں گے جسمانی مکھی سے تو اس قدر احتیاط اور ہمارے گھروں میں اور دوستوں کے اندر جو منکرات کی مکھیاں گھس رہی ہیں ان روحانی مکھیوں کے ساتھ ہمارا کیا معاملہ ہے یہاں سب لوگ دوستی کا حق سمجھ کر خاموش رہتے ہیں وہاں تو دوستی کا حق یہ تھا اور یہاں دوستی کا حق یہ ہے کہ بچہ دوزخ میں جائے مگر انگریزی بال اور جاندار تصویر سے نہ بچایا جائے۔ سینما اور تمام برائیوں سے روک ٹوک نہ ہو ؎

کیسا یہ انقلاب ہے دیکھ کے دل کباب ہے

کہتے ہیں اب ثواب ہے سود اور قمار میں

احقر کی ایک جگہ دعوت تھی بس ایک صاحب نے چالاکی سے فوٹو کھینچ لیا اچانک روشنی سے میں سمجھ گیا پہلے تو انہوں نے دھوکہ دینا چاہا کہ یہ روشنی جو ہوئی ہے کیمرہ کی نہ تھی بجلی کا بلب فیوز ہوا یا بجلی کا تار خراب ہو گیا۔ میں نے کہا کہ کیمرہ مجھے دیجئے

یں نے اس پر قبضہ کیا اور کہا کہ پوری ریل اس کی میرے سامنے ضائع کرو ورنہ میں اس گھر میں کبھی قدم نہ رکھوں گا اور نہ اس وقت کھانا کھاؤں گا ابھی واپس جاتا ہوں۔ بس سب کا مزاج ٹھیک ہو گیا۔ ۳۲ روپے کی تمام ریل تباہ کی گئی۔ زندگی بھر کے لئے سبق مل گیا۔ آج روک ٹوک کی کمی سے برائیاں سیلاب کی طرح پھیلی جا رہی ہیں۔ ہم لوگوں میں منکرات پر نکیر اور روک ٹوک کی اہمیت باقی نہ رہی اپنی اولاد کو ایک مکھی جو چائے کی پیالی میں پڑ گئی نگلنے نہ دیں گے لیکن گناہوں کے روحانی سانپ اور بچھو ان کے پیٹ میں داخل ہو جائیں سب گوارا ہے۔

میرے دوستو اسباب رضا اختیار کیجئے اور وہ حق تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل ہے اور اسباب رضا کی ضد سے بھی بچئے اور وہ نواہی یعنی معاصی سے بچنا ہے۔ پھر دیکھئے کیا انعامات عطا ہوتے ہیں حضرت۔

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

تجھ کو جو چلنا طریق عشق میں دشوار ہے
تو ہی ہمت ہار ہے ہاں تو ہی ہمت ہار ہے

ہر قدم پر تو جو رہرو کھا رہا ہے ٹھوکریں
لنگ خود تجھ میں ہے ورنہ راستہ ہموار ہے

سختی رہ سے نہ ڈر ہاں اک ذرا ہمت تو کر
گامزن ہونا ہے مشکل راستہ مشکل نہیں

کام کو خود کام پہنچا دیتا ہے انجام تک
ابتدا کرنا ہے مشکل انتہا مشکل نہیں

لب پہ ذکر اللہ کی تکرار ہو　　دل میں ہر دم حق کا استحضار ہو
اس پہ تو کرلے اگر حاصل دوام　　پھر تو بس کچھ دن میں بیڑا پار ہو

ظاہر و باطن کا ہر چھوٹا گناہ　　اس سے بچ رہرو کہ ہے وہ سدِ راہ
لب پہ ہر دم ذکر بھی ہو دل میں ہر دم فکر بھی
پھر تو بالکل راستہ ہے صاف تا دربارِ شاہ

ایک شخص تمام نیک اعمال کرتا ہے مگر گناہوں سے نہیں بچتا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ دوا تو پیتا ہے مگر پرہیز نہیں کرتا کیا اس کو شفا ہوگی خود فیصلہ کرلیجئے دُعا میں گڑگڑا رہا ہے لیکن حرام کھاتا ہے اور لباس بھی حرام کا ہے کیا اس کی دعا قبول ہوگی۔ حدیث پاک میں ہے کہ ایسے شخص کی دُعا قبول نہیں ہوسکتی۔ جس کا لباس وطعام حرام کا ہو۔ اگر ایک شخص کی آمدنی حرام ہے تو مضر غذا کھا رہا ہے لیکن غیر مضر کی فکر تو کرے حلال روزی کی تلاش تو کرے۔ تدبیر بھی کرے دُعا بھی کرے بے فکری سے حرام مال اُڑاتا نہ رہے۔

جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی　　بہر حال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے
ارے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی　　کبھی وہ دبا لے کبھی تو دبا لے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے جو ایمان لائے تھے وہ دو قسم کے لوگ تھے ایک تو وہ جو ضد ایمان سے بچتے تھے وہ صحابی کہلائے دوسرے وہ جو ضد ایمان سے نہ بچتے تھے یعنی کافروں سے بھی دوستی اور میل جول رکھتے تھے وہ منافقین کہلائے آج لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ فلاں بزرگ کی اولاد کیوں غیر صالح ہے وجہ یہی ہے وہ ضد سے نہ بچے یعنی بُری صحبت میں بھی رہے اگرچہ صالح ماحول میں پیدا ہوا مگر غیر صالح ماحول میں بھی رہتا ہے پس نفع مطلوب

کیسے حاصل ہوگا دوا اور بدپرہیزی جب دونوں جمع ہوں گے تو شفا کامل کی توقع رکھنا نادانی ہے۔

اور اب اس کی اصلاح کی صورت عرض کرتا ہوں کہ فوراً کسی اللہ والے بزرگ سے اصلاحی تعلق قائم کیجئے اور اپنے حالات سے انھیں اطلاع دیکر مشورہ لیجئے اور اس پر عمل کیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اصلاح کی چند دن کی مشقت کے بعد وہ سکون عطا ہوگا کہ جو سلاطین کو خواب میں بھی میسر نہیں ہوسکتا مجاہدہ سے نہ گھبرایئے مجاہدہ سے جذب کمال کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے حضرت پھولپوریؒ نے تل کی مثال بیان فرمائی تھی کہ جس طرح تل کو پہلے رگڑتے ہیں بھوسی چھڑاتے ہیں پھر گلاب کے پھول میں جب رکھتے ہیں تو گلاب کی خاصیت کو تل جذب کر لیتا ہے اور روغن گل بن جاتا ہے۔ خدائے تعالےٰ کی راہ میں ہر تکلیف گوارا کرنے کی ہمت کر لیجئے۔ جو مربی اور شیخ مشورہ دے ہمت سے اس پر عمل کیجئے پھر دیکھئے۔

گر تو سنگ خارہ و مر مر بوی گر بصاحبدل رسی گوہر شوی

ترجمہ: اگر تم مثل پتھر کے بے قیمت سخت دل بے حس ہو لیکن کسی اللہ والے کے پاس جب رہ لوگے تو موتی بن جاؤگے۔ یعنی حق تعالیٰ کی معیت اور محبت کی دولت سے مالامال ہوجاؤگے۔

۱۳۸۔ **ارشاد فرمایا کہ** بعض لوگوں کی بیماری بزرگوں کے پاس حال چھپانے کے سبب اور بڑھ جاتی ہے اور ان بزرگوں نے اگر اکرام کا معاملہ کیا تو اور بھی عجب و کبر پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گیا اور وہ سمجھ جاتا ہے کہ میں واقعی قابل احترام ہوں جب تو ان بزرگوں نے میرا اکرام و احترام کیا۔ دوستو بزرگوں کو اپنی بیماری بتاؤ دوستی کو کافی نہ سمجھو طبیب سے دوستی

شفا مرض کا سبب نہیں بن سکتی ہے اپنا حال کہئے اور اس پر عمل کیجئے اپنے نفس سے نیک گمان نہ کیجئے ؎

بھروسہ کچھ نہیں اس نفس امّارہ کا اے زاہد
فرشتہ بھی یہ ہو جاوے تو اس سے بدگماں رہنا۔ (خواجہ صاحب)

ہمارے نفس کی حالت اس شخص کے مانند ہے جس کے پاس شریر گھوڑا تھا۔ وہ تنگ آکر فروخت کرنے گیا جب دلّال نے تعریف شروع کی تو کہا میں اب نہیں فروخت کروں گا تم نے تو اس میں بہت کمالات بیان کئے۔ اس نے کہا بے وقوف یہ تعریف تو اس کو فروخت کرنے کے لئے کر رہا ہوں اور تو میری جھوٹی تعریف سے اپنا ایک زمانے کا پرانہ تجربہ بھول گیا۔ اسی طرح اپنے نفس کی تمام شرارتوں کو ہم جانتے ہیں مگر کسی نے تعریف کر دی بس اپنے کو بڑا سمجھنے لگے اور عمر بھر کا تجربہ بھول گئے۔

۱۳۹۔ ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے والذین جاھدوا فینا میں لفظ فینا سے ہم سب کو یہ تعلیم دی ہے کہ مجاہدات سے مراد دنیاوی مجاہدات نہیں بلکہ جو حق تعالیٰ کی رضا کے لئے تکالیف اٹھائیں جاویں وہ مراد ہیں اور انھیں مجاہدات پر وعدہ ہے کہ حق تعالیٰ ان کے لئے اپنا راستہ کھولدیتے ہیں۔

۱۴۰۔ ارشاد فرمایا کہ مساجد کے دروازوں پر صرف اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتك لکھا رہتا ہے اسی طرح نکلتے وقت صرف اللّٰھم انی اسئلك من فضلك لکھا ہوتا ہے حالانکہ بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ کے ساتھ ان دعاؤں کو لکھانا چاہئے کیونکہ بسم اللہ اور درود شریف بھی ان وقتوں میں پڑھنا سنت ہے۔

۱۴۱۔ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اللہ والوں سے مستغنی اور اپنے کو بے پروا

کرتے ہیں وہ یا تو مغضوب علیھم کے شکار ہوتے ہیں یا ضالین کے کیونکہ تین ہی لوگوں کا راستہ سورۂ فاتحہ میں بیان فرمایا گیا ہے منعم علیھم کا راستہ مغضوب علیھم کا اور ضالین کا اس وجہ سے اللہ والوں سے استغناً نہایت خطرناک ہے منعم علیھم کون لوگ ہیں جنہوں نے علم وحی کے موافق عمل کیا وہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں اور جنہوں نے علم کے باوجود عمل نہیں کیا وہ مغضوب لوگ ہیں یعنی یہودی اور جو علم ہی نہیں رکھتے وہ ضالین ہیں گمراہ ہیں انھیں تو راستہ ہی نہیں معلوم یہ نصاریٰ ہیں۔ بس ہر آدمی کسی بزرگ اور شیخ متبع سنت کو اپنا بڑا بنالے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون جس فن میں کام کرنا ہے اس فن کے ماہرین کی تلاش ضروری ہے۔

۱۴۲۔ ارشاد فرمایا کہ میں اس وقت ان طلبائے کرام حفظ و ناظرہ سے گذارش کرتا ہوں اگر آپ لوگوں کے سامنے ۴ قسم کے رجسٹر ہوں ایک میں شریروں کا نام ہو۔ دوسرے رجسٹر میں جو سب سے زیادہ شریر ہوں ان کا نام ہو اور اس میں شریروں کے گرو کا بھی نام ہو بلکہ گرو گھنٹال کا یعنی شیطان کا نام بھی ہو اور تیسرے رجسٹر میں نیک لوگوں کا نام ہو اور چوتھے رجسٹر میں جو سب سے زیادہ نیک لوگ ہوں انکا نام درج ہو تو آپ لوگ اپنا نام کس رجسٹر میں لکھائیں گے (بچوں نے جواب دیا کہ جس رجسٹر میں سب سے زیادہ اچھے لوگوں کا نام ہوگا ہم لوگ اس میں اپنا نام لکھانا پسند کرتے ہیں) اچھا بھائی تو یہ بات معلوم ہوگئی کہ آپ لوگ چوتھے رجسٹر میں اپنا نام لکھانا پسند کریں گے۔ اب سنئے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ خیرکم من

تعلم القران وعلمہ تم لوگوں میں سب سے اچھا اور نیک وہ ہے جو قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرے اور دوسرے کو تعلیم قرآن پاک کی دے مگر بھائی یہ انعام صحیح پڑھنے پر ہے۔ اور جو لوگ اپنے مال سے تعاون کرینگے یا جگہ بنوا دیں گے یعنی کسی طرح سے بھی تعاون کریں گے ان کا نام بھی خیر لوگوں میں شامل کر دیا جائے گا کیونکہ انھوں نے خیر میں تعاون کیا۔

۱۴۳۔ ارشاد فرمایا کہ ہمارے یہاں صرف قاعدہ میں آٹھ مرتبہ امتحان ہوتا ہے اور امتحان کا حق استاد کو نہیں صدر مدرس کو ہوتا ہے استاد خود ترقی نہیں دے سکتا۔ اس اہتمام کی برکت ہے کہ الحمد للہ ہمارے یہاں قرآن پاک کی تعلیم قواعد تجوید سے معیاری ہونے میں مشہور ہے اور ہر دوئی میں مختلف صوبوں سے چھوٹے بچے اپنے مصارف سے آکر پڑھ رہے ہیں۔

۱۴۴۔ ارشاد فرمایا کہ ذکر کی کثرت جو مشائخ بتاتے ہیں کہ تو اذا تکرر علی اللسان تقرر فی القلب یعنی جب زبان سے بار بار اللہ اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو قلب میں اللہ کا ذکر رسوخ پکڑ لیتا ہے بارہ تسبیح کا ذکر جو مشائخ بتاتے ہیں بڑے ہی کام کی ہے اگر پوری مقدار نہ ہو سکے نصف نصف ہر جز کا پورا کرلے اس سے حق تعالیٰ کا استحضار رہتا ہے اور انسان خود اپنے اندر عجیب نورانی حیات (زندگی) محسوس کر لیتا ہے پھر بزبان حال یہ کہتا ہے ؎

تمنا ہے کہ اب ایسی جگہ مجھ کو کہیں ملتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دلنشیں ہوتی

دم رُکا سمجھو اگر دم بھر کو یہ ساغر رُکا
میرا دورِ زندگی ہے یہ جو دورِ جام ہے

(دورِ جام سے مراد تکرارِ ذکر ہے)

از مرتب عفی عنہ :۔ زبان کا ذکر قلب میں اور قلب سے اس کا نور روح میں داخل ہوتا ہے اس ترتیب کو احقر نے اپنے ایک شعر میں جمع کر دیا ہے۔

نورِ حق از ذکرِ حق در جاں رسد از زباں در دل ز دل تا جاں رسد

اور جب دل میں حق تعالیٰ کا نور داخل ہو جاتا ہے تو وہ دل غیر اللہ سے بیزار ہو کر صرف اللہ کا ہو جاتا ہے اور انھیں کو اہل دل کہا جاتا ہے پھر ان کا ہر تعلق اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوتا ہے۔

اہل دل آنکس کہ حق را دل دہد دل دہد او را کہ دل را میدہد

(از مثنوی اختر)

ترجمہ :۔ اہل دل وہ ہے جو اپنا دل حق تعالیٰ کے سپرد کر دے اپنی خواہشات کو ان کے حوالے کر دے اور دل اسی ذات پاک کو دیدے جو دل عطا فرماتا ہے۔

۱۴۵۔ ارشاد فرمایا کہ اب میں بیعت کرتے وقت غیبت اور بد نگاہی اور بدگمانی سے احتیاط کا عہد بھی لیتا ہوں۔ نیز قرآن پاک کو تجوید کے قواعد سے کسی ماہر فن سے مشق کرنے کا عہد بھی لیتا ہوں نیز بہشتی زیور کا ساتواں حصہ حقوق الاسلام۔ قصد السبیل کا غور سے مطالعہ کرنے کی تاکید بھی کرتا ہوں اور ایک تسبیح استغفار اور ایک تسبیح کلمہ شریف ایک تسبیح درود شریف کی ضرور بتاتا ہوں۔

۱۴۶۔ ارشاد فرمایا کہ قلب کا اصل تقاضا خلوت مع الحق کا ہونا چاہئے کیونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے جب دو چیزیں ملتی ہیں مثلاً ۸۰ ڈگری گرم پانی اور ۲۰ ڈگری گرم پانی جب ملیں گے تو ۲۰ ڈگری والا پہلے سے زیادہ گرم اور ۸۰ ڈگری والا پانی پہلے سے کم گرم ہو جائے گا اسی لئے جہاں صحبت کے فوائد ہیں وہاں جلوت کے نقصانات اور کدورات کو خلوت کے ذکر سے تلافی کی بھی مشائخ

نے ہدایات فرمائی ہیں فاذا فرغت فانصب والی ربك فارغب حالت تبلیغ میں توجہ خالق کی طرف بواسطہ مخلوق ہے اور فارغ ہونے کے بعد خلوت میں ذکر سے براہ راست حق تعالےٰ سے تعلق کا لطف ہوتا ہے جس وقت جس ذکر کا قلب میں تقاضا ہو وہی شروع کردے جس طرح غذائے جسمانی میں اگر امرود کا تقاضا ہے تو پہلے امرود کھالو اسی طرح ذکر میں قلب کے تقاضے سے تقدم تاخر کر سکتے ہیں۔ مثلاً اگر تلاوت کا تقاضا ہے تلاوت کرلیں۔ درود شریف کا تقاضا قلب میں محسوس ہورہا ہے تو پہلے درود شریف کی تسبیح پڑھ لی۔

۱۴۷۔ ارشاد فرمایا کہ بزرگوں کی قبر سے صرف تقویت نسبت کو پہنچتی ہے اصلاح نہیں ہوسکتی۔ اصلاح تو زندہ شیخ ہی سے ہوسکتی ہے۔

۱۴۸۔ ارشاد فرمایا کہ جس کے یہاں اولاد نہ ہوتی ہو تو یہ عمل بطور تدبیر کرلے یا بَدُّوحُ تشتری پر ۱۶ خانے بناکر ہر خانے میں یا بَدُّوحُ لکھ کر ۴۰ دن پلائیں اس طرح دو تین چلّے کرادیں۔

۱۴۹۔ ارشاد فرمایا کہ زندگی صرف کھانے پینے کے لئے نہیں ہے (جیسا کہ حضرت عارف رومیؒ کا ارشاد ہے ؎

آدمیت لحم و شحم و پوست نیست

آدمیت جز رضائے دوست نیست (رومیؒ)

آدمیت گوشت پوست کا نام نہیں آدمیت کا نام ہے کہ اپنے مولیٰ اور خالق کو راضی کرلے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لاترجعون کیا تم لوگوں نے گمان کر رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں بے کار پیدا کیا ہے اور تم لوگ حساب کتاب کے لئے ہماری طرف لوٹنے والے نہیں ہو یعنی ضرور تمہیں

موت میرے پاس لائے گی اور ضرور تمہیں حساب کتاب دینا ہو گا۔

قبر میں میت اُترنی ضرور — جیسی کرنی ہے ویسی بھرنی ہے ضرور

۱۵۰- ارشاد فرمایا کہ جب دشمن ستا رہا ہو تو اس کی ایذا سے حفاظت کی نیت سے یا قابض بعد نماز مغرب ۲۱ بار پڑھ کر دعا کر لیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ مغلوب ہو جائے گا اسی طرح صبح و شام حزب البحر کا معمول بنا لیا جائے اور سورۂ اخلاص و سورۂ فلق و سورۂ ناس تین تین مرتبہ پڑھ کر صبح شام اپنے بدن پر دم کر لے۔

اور اللہ تعالیٰ کے رب العالمین، رحمٰن و رحیم، ناصر و ولی ہونے کو سوچیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مالک و حاکم و حکیم ہونے کو سوچیں ہر مشکل کا حل اسی میں ہے حضرت خواجہ صاحبؒ نے خوب فرمایا ہے ؎

مالک ہے جو چاہے کرے تصرف — کیا وجہ کسی بھی فکر کی ہے
بیٹھا ہوں میں مطمئن کہ یا رب — حاکم بھی ہے تو حکیم بھی ہے

اور اَللّٰھُمَّ اکْفِنَاہُ مِمَّا شِئْتَ کا ورد بھی ہر نماز کے بعد، مرتبہ کرلے۔

۱۵۱- ارشاد فرمایا کہ جب کسی افسر کا مواجہہ ہو تو یا سبّوحُ یا قُدّوس یا غفورُ یا ودودُ کا ورد رکھیں انشاء اللہ تعالیٰ اس کی برکت ظاہر ہو گی۔

۱۵۲- ارشاد فرمایا کہ رسوخ مطلوب نہیں دوام عمل مطلوب ہے۔ گو بہ تکلف سہی اگر احیاناً خلاف حدود شریعت کام ہو جائے توبہ سے فوراً اس کی تلافی کر لے تاخیر توبہ باعثِ ضرر ہوتا ہے۔

۱۵۳- ارشاد فرمایا کہ کلام میں، معاملات میں یا تقریر میں ایسا کوئی عنوان نہ آنے پائے جس میں اپنی بڑائی یا کمال یا خوبی ظاہر ہو اس بات کی طرف

جملہ اہل تعلق کی نگرانی بھی خصوصی چاہیئے نیز تاکید بھی کرتے رہنا چاہیئے۔

۱۵۴۔ **ارشاد فرمایا کہ** اساتذہ اور مدارس کے طلبار کو استغفار کا اہتمام اور حیاۃ المسلمین کی روح ۲۲ کے مطالعہ کا اہتمام چاہیئے اور جزاء الاعمال کو گھروں پر سنانے کا نظم بھی ہونا چاہیئے۔ گناہوں کے نقصانات کو طلبار اور اپنے بچوں کو خوب زبانی یاد کرا دینا چاہیئے۔ رزق کی کمی میں معاصی یا ان کے مقدمات کے ارتکاب کو بڑا دخل ہے۔ اسی طرح حضرت حکیم الامت تھانوی کے مواعظ اور ملفوظات کا مطالعہ ہر شخص کو نہایت ضروری ہے اس سے اللہ تعالیٰ کے راستے فہم سلیم عطا ہوتی ہے جو بڑی دولت ہے۔

۱۵۵۔ **ارشاد فرمایا کہ** جن لوگوں سے گاہ گاہ اذیت پہنچتی ہے انھیں گاہ گاہ کچھ ہدیہ بہ تکلف پیش کر دیا کرے اور گاہ گاہ دعوت و ناشتہ بھی کر دیا کرے اس سے قلب کو حق تعالیٰ کے ساتھ فراغ حاصل ہوگا اور بوقت اذیت یا حیّ یا قیوم کا ورد کریں اور حق تعالیٰ کے حاکم اور حکیم ہونے کو سوچ لیا کریں۔

۱۵۶۔ **ارشاد فرمایا کہ** نماز میں خشوع سے نماز کامل ہوتی ہے اور خشوع بدون استحضار حق حاصل نہیں ہوتا یعنی جب اس دھیان سے نماز پڑھے کہ حق تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں تو نماز میں خشوع کی کیفیت پیدا ہوگی۔ خشوع کا مفہوم یہ ہے کہ قلب حق تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کے دھیان سے جھکا جا رہا ہو لیکن یہ دھیان بھی کب عطا ہوتا ہے جب بزرگان دین سے تعلق ہو اور انکے مشورہ سے کچھ اللہ تعالیٰ کا نام لینا شروع کر دیا جائے اذا تکرر علی اللّسان تقرر فی القلب جب زبان سے اللہ اللہ کروگے تو اس تکرار اور بار بار اللہ پاک کا نام لینے سے دل میں حق تعالیٰ کی محبت اُتر جائے گی اور ہر وقت دھیان رہنے لگے گا کہ حق تعالیٰ مجھ کو دیکھ رہے ہیں پھر اس مشق

کی برکت سے بآسانی نماز کی نیت باندھتے وقت یہ دھیان کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں قائم ہوجائے گا اور جب یہ دھیان غائب ہوجائے پھر اس کو تازہ کرلیا جائے اس طرح سے نماز خشوع والی اور کامل ہوجائے گی اور یہی نماز پھر آنکھوں کی ٹھنڈک معلوم ہوگی۔ اسی طرح تلاوت کے وقت بھی یہی خیال ہو کہ حق تعالیٰ ہماری تلاوت و ذکر کو سن رہے ہیں اور ہم کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں بلکہ یہ تصوّر تو ہر وقت رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں یہ دائمی حضوری غفلت سے اور گناہ سے بچانے کے لئے اکسیر اعظم ہے۔

احقر مرتب کے دو شعر مناسب موقع درج ہیں

نورِ حق از ذکرِ حق در جاں رسد　　　از زباں در دل ز دل تا جاں رسد

جان خود با ذات حق آویختہ　　　دردِ دل اندر دُعا آمیختہ

ترجمہ:۔ (۱) حق تعالیٰ کا نور حق تعالیٰ کے ذکر سے جان میں داخل ہوجاتا ہے اور اس طرح کہ پہلے زبان سے دل میں پھر دل سے جان میں داخل ہوتا ہے۔

(۲) اپنی جان کو حق تعالیٰ سے باندھے ہوئے اور دردِ دل کو دُعا میں شامل کئے ہوئے ہیں۔

۱۵۷- ارشاد فرمایا کہ کافروں کی آپس میں دوستی اور طرح کی ہوتی ہے یعنی صرف دنیا کے اغراض سامنے ہوتے ہیں لیکن ایمان والوں کی آپس میں دوستی کے علامات و لوازم حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ ارشاد فرمائے ہیں والمومنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر　ایمان والے بندے آپس میں ایک دوسرے کے اولیاء ہیں ایک دوسرے کے دوست ہیں جن کی شان دوستی یہ ہے کہ ایک دوسرے کو بھلی باتوں کا حکم کرتے ہیں اور بُری باتوں سے روک ٹوک کرتے

ہیں۔ افسوس کہ آج کل ہم لوگ بُرائیوں کو دیکھ کر خاموش رہنے کو دوستی کا حق سمجھتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ میں کچھ کہوں گا تو وہ صاحب ناراض ہو جائیں گے اور دوستی ختم ہو جائے گی اس جُرم کی سزا یہ ملتی ہے کہ ان کے قلوب آپس میں ایک دوسرے کے احترام سے خالی ہو جاتے ہیں اور ہر ایک دوسرے پر غائبانہ تنقید اور غیبت کرتا ہے۔ اور یہ سزا مطابق عمل ہے کیونکہ جو شخص حق تعالیٰ کے اوامر اور نواہی میں خاموش رہا گویا اس نے حق تعالیٰ کی عظمت کا حق نہیں ادا کیا پھر اس کا احترام دلوں سے کیونکر نہ اٹھ جائے گا۔ حضرت اقدس پھولپوریؒ نے ایک واقعہ بیان فرمایا تھا کہ ایک بزرگ نے کسی کو گناہ کرتے دیکھ لیا اتنا صدمہ ہوا کہ گھر آکر صاحب فراش ہو گئے اور پیشاب میں خون آگیا۔ اللہ اکبر کس درجے کے بزرگ تھے۔ عموماً آج کل کی دوستی اس نوع کی ہوا کرتی ہے۔

؎ من تُرا مُلّا بگویم تو مرا حاجی بگو — میں تجھے ملا کہا کروں گا اور تم مجھے حاجی کہا کرنا۔ حالانکہ مومن آئینہ ہے مومن کا حدیث پاک ہے المومن مرآۃُ المومن ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی کوئی بات کھٹک والی دیکھے مناسب موقع سے مناسب انداز سے اپنے کو کمتر مخاطب کو افضل سمجھتے ہوئے عرض کر دے۔ دوسروں سے کہتا نہ پھرے۔ اسی لئے حدیث میں آئینہ سے مثال دی ہے کہ آئینہ صرف اسی کو عیب بتاتا ہے جو اس کے سامنے ہوتا ہے دوسروں کو غائبانہ نہیں بتاتا پس مسلمان کو بھی اس حدیث پاک پر عمل اسی طرح کا ہونا چاہئے جس طرح لفظ آئینہ سے صاف واضح ہوتا ہے اور غیبت کا زنا سے اشد ہونا دوسری حدیث سے نصوص بھی ہے۔

۱۵۸۔ ارشاد فرمایا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب سے معلوم ہوا کہ احباب سے ملاقات جنت میں ہوا کرے گی تو

جنت کا شوق اور بڑھ گیا۔

از مرتب عفی عنہ :۔ احقر مرتب عرض کرتا ہے کہ حضرت اقدس نے یہ ارشاد اس وقت فرمایا جب بعد تقریر شب (حیدر آباد) ایک مجلس میں احقر کے خصوصی احباب نے حضرت والا کو مشتاقانہ گھیر رکھا تھا اور سب کا تعارف کرایا جا رہا تھا۔ نیز اس ارشاد سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت اقدس ہردوئی کو اپنے خصوصی احباب سے کس قدر محبت اور تعلق ہے اور اہل اللہ کی شفقت اور محبت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

اُحِبُّ الصالحین ولستُ منھم　　　لعلّ اللہ یرزقنی صلاحا

ترجمہ صالحین سے محبت رکھتا ہوں اگرچہ خود نیک نہیں اُمید کہ حق تعالیٰ ان کی صحبتوں اور دعاؤں کی برکت سے نیک بنا دے۔

صحبت ابرار صالح میکند　　　صحبت اشرار طالح میکند

: نیک بندوں کی صحبت نیک بناتی ہے اور بُرے بندوں کی صحبت بُرا بنا دیتی ہے۔

۱۵۹- بعض لوگوں کو تبلیغ کا شوق تو ہے مگر صحیح علم حاصل نہیں کرتے سنی سنائی باتوں کو بدون تحقیق غلط سلط روایات بیش[illegible] کرنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ کا ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ ہے کہ بلّغ ما انزلَ الیک جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اس کی تبلیغ فرما ہے پس ما اُنزِلَ کا علم تبلیغ کے لئے ضروری ہے اور اگر ما اُنزِلَ کا علم ہی نہیں تو وہ کس بات کی تبلیغ کرے گا۔

۱۶۰- ارشاد فرمایا کہ جن کو بد نگاہی کا مرض شدید ہو وہ جب گھروں سے نکلیں تو باوضو ہو کر ۲ رکعت نفل حفاظت کی نیت سے پڑھ کر حفاظت کی

دُعا مانگ کر نکلیں پھر بھی اگر کچھ کوتاہیاں ہوگئیں۔ یعنی گوشۂ چشم سے بھی دیکھ لیا ہو یا لباس کے اوپر نظر پڑ گئی ہو یا کانوں نے ان کی گفتگو سے لذّت حاصل کرلی ہو تو گھر واپس آکر ۴ رکعات نفل ۲-۲ توبہ کی نیت سے پڑھ کر استغفار کرلیا کریں۔ تضرع اور الحاح کے ساتھ اور استقامت و اصلاح کی تکمیل کی دُعا کرلیا کریں اور حسب ذیل ہدایات کو روزمرّہ ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں جس کے کل سات نمبر ہیں۔

"ہدایات حفاظت نظر"

۱۔ جس وقت مستورات کا گذر ہو اہتمام سے نگاہ کو نیچی رکھنا خواہ کتنا ہی نفس کا تقاضا دیکھنے کا ہو۔ جیسا کہ حضرت خواجہ صاحبؒ کا ارشاد ہے۔

ے دین کا دیکھ ہے خطرا ٹھنے نہ پائے ہاں نظر
کوئے بتاں میں تو اگر جائے تو سر جھکائے جا

۲۔ اگر نگاہ اٹھ جائے اور کسی پر پڑ جائے تو فوراً نگاہ کو نیچی کرلینا خواہ کتنی ہی گرانی ہو خواہ دم نکل جائے۔

۳۔ یہ سوچنا کہ نگاہ کی حفاظت نہ کرنے سے دنیا میں ذلّت کا اندیشہ ہے طاعات کا نور سلب ہوجاتا ہے آخرت کی تباہی یقینی ہے۔

۴۔ بدنگاہی پر کم از کم چار رکعات نفل پڑھنے کا اہتمام اور کچھ نہ کچھ حسبِ گنجائش خیرات کرے اور کثرت سے استغفار کرے۔

۵۔ یہ سوچنا کہ بدنگاہی کی ظلمت سے قلب ستیاناس ہوجاتا ہے اور یہ ظلمت بہت دیر میں دور ہوتی ہے حتّٰی کہ جب تک بار بار نگاہ کی حفاظت نہ کی جائے باوجود تقاضے کے اس وقت تک قلب صاف نہیں ہوتا۔

۶۔ یہ سوچنا کہ بدنگاہی سے میلان پھر میلان سے محبت اور محبت سے عشق

پیدا ہو جاتا ہے اور ناجائز عشق سے دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جاتی ہیں۔

۷۔ یہ سوچنا کہ بد نگاہی سے طاعات۔ ذکر۔ شغل سے رفتہ رفتہ رغبت کم ہوتی جاتی ہے۔ حتٰی کے ترک کی نوبت آجاتی ہے اور انجام کار نفرت پیدا ہونے لگتی ہے۔

از مرتب عفی عنہ:۔ احقر مرتب عرض کرتا ہے کہ حضرت اقدس مولانا و مرشدنا دامت برکاتہم کی ترتیب کردہ ان سات نمبروں کو حفاظت نظر کے عنوان سے علیحدہ بھی طبع کرا دیا گیا ہے تاکہ اپنی جیب میں یا معمولات کے ساتھ اس پرچہ کو رکھ لیا جائے اور ہر روز ایک مرتبہ غور و فکر سے پڑھ لیا جاوے جو صاحب چاہیں بذریعہ ڈاک مفت منگا سکتے ہیں۔ اور مقامی حضرات مجلس اشاعۃ الحق کراچی سے دستی لے سکتے ہیں۔ اور جو صاحب بھی چاہیں اس کو طبع کرا کر مفت تقسیم کر سکتے ہیں۔

نیز ہدایات ۳۲ (۴ رکعات نفل توبہ کے) متعلق عرض ہے کہ توبہ کرنے سے گناہ کی سیاہی قلب سے دور ہو جاتی ہے بشرطیکہ صدق دل سے توبہ کرے یعنی توبہ کے وقت یہ پختہ ارادہ ہو کہ اب یہ گناہ نہ کریں گے اور دل پر ندامت طاری ہو اس کے بعد اگر پھر یہی گناہ ہو جائے تو پھر اسی طرح توبہ کر لے بس لگا رہے ؎

جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی	بہر حال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے
اُسے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی	کبھی تو دبا لے کبھی وہ دبا لے

توبہ کے نفل نماز کے بارے میں حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ شیطان کو توبہ کے نفل پڑھنے والوں سے بڑی مایوسی ہوتی ہے اور وہ

اپنی تجارت کو بڑے خسارہ میں دیکھتا ہے کہ مومن نے توبہ کرکے گناہ بھی معاف کرالیا اور نفل کا ثواب الگ جمع کرالیا پھر وہ ایسے شخص سے ناامید ہو کر دوسرا شکار تلاش کرتا ہے۔

مولانا رومیؒ نے توبہ کی سواری کو بہت ہی عجیب اور تیز رفتار سواری فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

مرکب توبہ عجائب مرکب است

تافلک تازد زیک لحظہ ز پست (رومیؒ)

ترجمہ:۔ توبہ کی سواری کیا ہی عجیب سواری ہے کہ مومن اس کی برکت سے انتہائی ظلمت اور پستی سے اُڑ کر عرش تک پہنچ جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا ولی اور مقرب ہوجاتا ہے۔

۱۶۱۔ **ارشاد فرمایا کہ** کبھی کبھی مدرسہ کے سب طالب علموں کو ایک قطار میں کھڑا کرکے انھیں سنت کے مطابق کھڑا ہونا۔ ہاتھ ناف کے نیچے سنت کے مطابق باندھنا اور پاؤں کے آپس میں فاصلے کا چار انگلیوں کے برابر ہونا اور پاؤوں کا قبلہ رُخ ہونا اور اسی طرح پوری نماز کو عملی طور پر سنت کی راہ پر مشق کرادے اور ان سے کہا جائے کہ تم لوگ اپنے گھروں میں اپنے ماں باپ اور بھائی بہن کو اسی طرح بتادو اور عورت و مرد کی نماز میں جو فرق ہے اس کی بھی مشق کرادیں یا بتادیں۔

۱۶۲۔ **ارشاد فرمایا کہ** مظفر نگر کا واقعہ ہے کہ ظہر کی چار سنتوں کو ایک بڑے میاں ۵۰ برس تک اس طرح پڑھتے رہے جس طرح فرض پڑھتے ہیں یعنی ۲ بھری اور ۲ خالی۔ ایک دن وعظ میں کسی عالم سے سنا کہ ۴ رکعت کی سنت میں ہر رکعت بھری یعنی سورۃ کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں تو انھوں نے عرض کیا کہ میں نے تو ۲ خالی اور ۲ بھری ۵۰ برس سے ادا کی ہے مولانا نے

فرمایا یہ سنت ادا نہیں ہوئی۔ بڑے میاں سر پر ہاتھ رکھ کر رونے لگے کہ ہائے ۵۰ برس کی سنتیں رائگاں گئیں۔ علم صحیح نہ ہونے سے یہی مصیبت ہوتی ہے کہ محنت بھی کرے اور اجر سے بھی محروم رہے۔ علم صحیح کا حاصل کرنا کس قدر ضروری ہے اس کا اندازہ اس حکایت سے بخوبی ہو جائے گا۔ قیامت کے دن جہل عذر نہ ہوگا علم کا حاصل کرنا بھی تو فرض ہے۔

۱۶۳۔ ارشاد فرمایا کہ آج دل میں یہ بات ڈالی گئی ہے کہ جو حضرات اصلاح میں باضابطہ مشغول نہیں ہیں لیکن صالحین کے پاس آمد و رفت رکھتے ہیں انکو مشورہ دیا جائے کہ وہ ایک تسبیح درود شریف۔ ایک تسبیح کلمۂ طیبہ ایک تسبیح اللہ اللہ کر لیا کریں۔ اگر ان تینوں پر عمل نہ ہو سکے تو ان میں سے جس ایک پر بھی عمل ہو سکے شروع کر دیں انشاء اللہ تعالیٰ یہ اضافہ اور ترقی کا سبب بنے گا۔ احقر مرتب عرض کرتا ہے کہ اس مشورہ کی نہایت درجہ ضرورت تھی کیونکہ جو لوگ باضابطہ اصلاح میں مشغول نہ تھے ذکر و فکر میں لگایا جاوے یہ فکر رہا کرتی تھی۔ الحمد للہ حضرت اقدس کے اس ارشاد سے راستہ کھل گیا۔

۱۶۴۔ ارشاد فرمایا کہ دین کے ہر خادم کو چاہیئے کہ دین کے دوسرے خادموں کو اپنا رفیق سمجھے فریق نہ سمجھے اسی طرح ہر دینی ادارہ کے بارے میں اور ہر جماعت کے خدام دین کو دوسری جماعت کے خدام دین کے بارے میں یہی خیال ہونا چاہیئے سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں اس حقیقت کے پیش نظر آپس میں بدگمانی اور حسد اور غیبت اور اعتراض کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور فریق سمجھنے سے سب فتنوں کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

طالب و محتاج دعاء

العارض محمد اختر عفا اللہ عنہ

ناظم مجلس اشاعۃ الحق ۴۔ جی ۱/۱۱ ناظم آباد کراچی

۱۴ صفر المظفر ۱۳۹۶ھ

ضمیمہ

مجالس ابرار

احقر مرتب عرض کرتا ہے کہ حضرت مولانا و مرشدنا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے اپنے ملفوظات وارشادات میں بار بار وضو اور کھانے پینے کی سنتوں اور تمام اُن سنتوں پر جن پر عمل کرنے میں معاشرہ مزاحم اور مانع نہیں ہے عمل کرنے اور اپنے بچوں اور سب گھر والوں کو عمل کرانے کے اہتمام پر تاکید فرمائی ہے اور فرمایا کہ ان آسان آسان سنتوں پر عمل سے روح میں نور پیدا ہوگا اور نور سے روح کو قوت ہوگی جس سے پھر اُن سنتوں پر بھی عمل کی ہمت ہو جائے گی جن پر عمل کرنا دشوار ہے اور معاشرہ رکاوٹ پیدا کرتا ہے اس ملفوظ سے بعض احباب کا تقاضا ہوا کہ کھانے پینے اور لباس اور وضع قطع کی سنتیں بھی اس کتاب میں تحریر کردی جاویں تاکہ ان ملفوظات کو پڑھنے سے جو جذبہ عمل پیدا ہو فوراً اس پر عملی جامہ پہنانا آسان ہو اور ہر شخص ایک ایک سنت یاد کرنا اور اپنے بیوی بچوں کو یاد کرانا شروع کردے اور عملی طور پر ان کی نگرانی بھی کرتا رہے کہ ان سنتوں پر عمل بھی ہو رہا ہے یا نہیں۔

ان سنتوں کی نقل میں احقر نے تعلیم الدین۔ بہشتی زیور۔ نماز حنفی۔ دعائے مسنونہ فضائل اعتکاف سے رجوع کیا ہے۔

سونے اور سوکر اٹھنے اور مسجد میں جانے کی چند سنتیں

۱۔ جب سونے کا ارادہ کریں تو وضو کرلیں اور اپنے بستر کو تین بار جھاڑ لیں۔

۲۔ سوتے وقت داہنے کروٹ پر سونے کی ابتداء کریں اور سر یا رخسار کے نیچے داہنا ہاتھ رکھ کر یہ دعا تین بار پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَکَ

ترجمہ اے اللہ تو مجھے اپنے عذاب سے بچا یو جس روز تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا۔ یا یہ دعا پڑھیں۔

بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِکَ اَرْفَعُہٗ اِنْ اَمْسَکْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْھَا وَاِنْ اَرْسَلْتَھَا فَاحْفَظْھَا بِمَا تَحْفَظُ بِہٖ عِبَادَکَ الصّٰلِحِیْنَ ○ (بخاری)

ترجمہ اے رب! میں نے تیرا نام لے کر اپنا پہلو رکھا اور تیری قدرت سے اسکو اٹھاؤں گا اگر تو (سوتے میں) میرے نفس کو روک لے (یعنی مجھے موت دیدے) تو میرے نفس پر رحم کریو اور اگر تو زندہ چھوڑ دے تو اپنی قدرت کے ذریعے اسکی حفاظت کریو جس کے ذریعے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔

یا آسانی کے لئے صرف یہ دُعا یاد کرا دیں کہ یہ بہت مختصر ہے۔

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی ○ (بخاری و مسلم)

ترجمہ اے اللہ میں تیرا نام لے کر مرتا ہوں اور جیتا ہوں۔

۳۔ اور سوتے وقت بسم اللہ پڑھ کر دروازہ بند کر دیں اور بسم اللہ پڑھ کر برتنوں کو ڈھانک دیں۔ اور چراغ بجھا دیں یعنی جلتا چراغ چھوڑ کر مت سو جاؤ۔

۴۔ اگر سوتے وقت نیند نہ آئے تو یہ دُعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَھَدَأَتِ الْعُیُوْنُ وَاَنْتَ حَیٌّ قَیُّوْمٌ لَّا تَاْخُذُکَ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَھْدِئْ لَیْلِیْ وَاَنِمْ عَیْنِیْ (ابن السنی صفحہ ۲۲۹)

ترجمہ اے اللہ ستارے دور چلے گئے اور آنکھوں نے آرام لیا اور تو زندہ ہے

اور قائم رکھنے والا ہے۔ تجھے نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ۔ اے زندہ حقیقی اور قائم رکھنے والے اس رات کو مجھے آرام دے اور میری آنکھ کو سلا دے۔

۵۔ جاگنے پر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے آنکھوں کو مل لینا کہ خمار نیند کا دور ہو جائے پھر یہ دُعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ ○ (ترمذی صفحہ ۱۹۵ جلد ۲)

ترجمہ سب تعریفیں خدا ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں مار کر زندگی بخشی اور ہم کو اسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہے۔ نیند کو موت سے تشبیہ دی گئی ہے۔

ایک روایت میں نیند کو موت کا بھائی فرمایا گیا ہے کیونکہ سو جانے کے بعد آدمی اپنے بال بچوں اور مال و دولت اور سلطنت اور تمام کائنات سے اسی طرح بے خبر ہو جاتا ہے جس طرح کہ موت کے بعد بے خبر ہو جاتا ہے۔

شب ز دولت بے خبر سلطیاں
شب ز زنداں بے خبر زندانیاں (رومیؒ)

رات کو سلاطین اپنے ملک و دولت سے بے خبر ہو جاتے ہیں اور قیدی لوگ قید خانے کے دُکھ اور تکلیف سے بے خبر ہو جاتے ہیں۔

جاگنے پر جس دُعا کی تعلیم ہے اس کے مضمون سے ہر شب قیامت کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

۶۔ جوتا پہننے میں سیدھے پیر سے ابتدا کرنا

۷۔ ہاتھ دھو کر برتن پکڑنا۔

۸۔ بیت الخلا میں داخل ہونے سے قبل یہ دُعا پڑھنا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۰-۳۱)

ترجمہ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں خبیث جنوں سے مرد ہوں یا عورت

۹- بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت پہلے الٹا پاؤں رکھنا اور نکلتے وقت وقت داہنا پاؤں پہلے نکالنا۔

۱۰- قدمچہ پر سیدھا پاؤں رکھنا اترتے میں الٹا پاؤں پہلے نیچے رکھنا۔

۱۱- بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد غُفْرَانَکَ پڑھے اور یہ دُعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ ۴۲)

ترجمہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھ سے ایذا دینے والی چیز دور کی اور مجھے چین دیا۔

۱۲- وضو سنت کے مطابق گھر پر کرنا۔

۱۳- گھر سے جاتے وقت

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط (مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۵)

۱۴- اطمینان سے جانا، دوڑ کر نہ چلنا۔

۱۵- مسجد میں داخل ہونے کی دُعا پڑھنا یعنی بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ (مشکوٰۃ باب المساجد)

اور مسجد میں داہنا پیر داخل کرنا اور اعتکاف نفلی کی نیت بھی کرلینا کہ یا اللہ جب تک مسجد میں رہوں گا نفلی اعتکاف کی نیت کرتا ہوں۔ اس طرح مفت میں اعتکاف کا ثواب ملے گا اور داخل ہونے سے قبل جوتہ پہلے بائیں پاؤں سے اتاریں اور اسی پر رکھدیں پھر داہنے پاؤں سے جوتہ اتار کر مسجد میں داخل کریں اور اگر مسجد میں جوتے لے جانا ہو تو بائیں ہاتھ سے پکڑیں۔ اس میں عام کوتاہی ہوتی ہے داہنے ہاتھ میں جوتہ نہ لینا چاہئے۔

۱۶- مسجد میں ذکر اللہ میں مشغول ہونا۔ دنیا کی باتوں سے سخت احتیاط کرنا۔

۱۷۔ مسجد سے نکلنے پر بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (مشکوٰۃ صفحہ ۷۰)
اور پہلے بایاں پیر نکالنا اور جوتہ پہلے سیدھے پیر میں پہننا۔

ایک روایت مشکوٰۃ شریف میں یہ بھی ہے کہ جو دخول مسجد سے قبل یہ پڑھے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْھِهِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطٰنِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تو شیطان کہتا ہے پورے دن کے لئے یہ پڑھنے والا مجھ سے محفوظ ہو گیا۔
(مشکوٰۃ باب المساجد)

جب بازار میں داخل ہو تو یہ پڑھ لے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○

حدیث شریف میں ہے کہ بازار میں اس کو پڑھنے سے دس لاکھ نیکیاں اللہ تعالیٰ لکھ دیں گے اور دس لاکھ گناہ معاف فرمائیں گے اور دس لاکھ درجے بلند فرمائیں گے اور اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیں گے (ترمذی۔ ابن ماجہ)

صبح و شام یہ دعا پڑھ لے تین بار

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○

ابوداؤد شریف میں روایت ہے کہ صبح کو جو اسے پڑھ لے شام تک اور شام کو پڑھ لے تو صبح تک اسے کوئی ناگہانی بلا نہ پہنچے گی۔

گھر میں داخل ہونے کی دعا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَعَلَی اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا۔

اے اللہ میں تجھ سے اچھا داخل ہونا اور اچھا باہر جانا مانگتا ہوں ہم اللہ کا نام لے کر داخل ہوئے اور ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا جو ہمارا رب ہے اس کے بعد گھر والوں کو سلام کرے

کھانے پینے کی سنتیں ترتیب وار

۱۔ کھانے سے پہلے کلائی تک ہاتھ دھونا اور کلّی کرنا۔

۲۔ دستر خوان بچھانا۔

۳۔ کھانے سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ پڑھنا۔ (حصن حصین صفحہ ۲۲)

۴۔ کھانا ایک قسم کا ہو تو اپنے سامنے سے کھانا۔

۵۔ جس چیز میں سب انگلیاں نہ لگانی پڑیں اس کو تین انگلیوں سے کھانا

۶۔ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لینا۔

۷۔ پیالہ یا پلیٹ جس میں کھایا ہو خوب صاف کر لینا۔

۸۔ اگر ہاتھ سے لقمہ گر جاوے تو اٹھا کر صاف کر کے کھا لینا۔ (یہ سرکاری نعمت ہے جب نہیں ملتی تب قدر معلوم ہوتی ہے تکبر نہ کرنا چاہیئے۔

۹۔ اگر سالن میں مکھی گر پڑے تو غوطہ دیکر پھینک دیا جائے (بشرطیکہ سالن بہت تیز گرم نہ ہو کہ اس کا اثر اس میں داخل ہو جائے جیسے تیز گرم چائے) کیونکہ مکھی کے ایک بازو میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفا ہے پہلے زہریلے بازو کو ڈالتی ہے دوسرے بازو سے اسکا تدارک ہو جائے گا۔

۱۰۔ کھانا تواضع کے ساتھ کھانا تکیہ لگا کر نہ کھانا۔

۱۱۔ اگر کھانا کم ہے اور آدمی زیادہ ہیں تو سب مل کر آدھا آدھا پیٹ کھا لینا یہ نہیں کہ کوئی تو سیر ہو کر کھالے اور کوئی پیٹ کو پیٹتا پھرے۔

۱۲- کھجور۔ مٹھائی۔ انگور وغیرہ اگر کئی آدمی مل کر کھائیں تو ہر شخص ایک ایک دانہ اٹھائے دو، دو ایک دم سے لینا بے تمیزی اور حرص کی دلیل ہے۔

۱۳- پیاز لہسن خام یا کوئی بدبودار چیز کھا کر مسجد میں یا مجمع میں نہ جاوے لوگوں کو تکلیف ہوگی۔

۱۴- کھانا سب کو مل کر کھانا اس سے برکت ہوتی ہے۔

۱۵- کھانا کھا چکنے کے بعد دستر خوان اٹھنے سے پہلے سب کا اٹھ جانا خلافِ ادب ہے۔

۱۶- اگر پہلے کھا چکے تو بھی دستر خوان پر بیٹھا رہے اور دوسرے ساتھی کا ساتھ دے تاکہ شرمندہ ہو کر بھوکا رہنے کے باوجود وہ بھی نہ چھوڑ دے۔

۱۷- دستر خوان پر کھانا لگنے سے پہلے کھانے والوں کا بیٹھ جانا تاکہ کھانا انتظار نہ کرے کھانے والے سرکاری نعمت کا انتظار کریں۔

۱۸- کھانے کے بعد رزاق حقیقی کا شکر ادا کریں اور یہ دعا پڑھیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○ (ابن ماجہ۔ ترمذی)

سب تعریفیں خدا کے لئے جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا۔

۱۹- پھر جب دستر خوان اٹھایا جائے تو یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّ لَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا (بخاری۔ مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۵)

سب تعریف اللہ کے لئے ہے ایسی تعریف جو بہت ہو پاکیزہ ہو۔ اور بابرکت ہو۔ اے ہمارے رب ہم اس کھانے کو کافی سمجھ کر یا بالکل رخصت کرکے یا اس سے غیر محتاج ہو کر نہیں اٹھا رہے ہیں۔

۲۰- مہمان کو گھر کے دروازہ تک پہنچانا بھی سنت ہے۔

۲۱- مہمان کی خاطر و مدارات کرو ایک روز کسی قدر تکلف کا کھانا کھلادو، تین دن اس کی مہمانی کا حق ہے۔ مہمان کو بھی زیبا نہیں کہ میزبان کے گھر جم ہی جائے کہ وہ تنگ ہو جائے۔

۲۲- کھانے کے وقت جوتا اتار کر کھانا چاہیئے۔

۲۳- پانی بسم اللہ کہہ کر پینا اور پی کر الحمد اللہ کہنا۔

۲۴- پانی کو ایک سانس میں نہ پینا۔ اور تین سانس میں پینا اور سانس لیتے وقت برتن سے منہ کو الگ کرنا۔

۲۵- مشک سے منہ لگا کر نہ پینا یا کوئی بھی ایسا برتن ہو جس سے دفعتہً پانی زیادہ آجانے کا احتمال ہو یا یہ اندیشہ ہے کہ اس میں کوئی سانپ یا بچھو آجائے۔

۲۶- پانی پی کر اگر دوسروں کو بھی دینا ہے تو پہلے داہنے والے کو دیں اور پھر اسی ترتیب سے دور ختم ہو۔

۲۷- برتن کے ٹوٹے ہوئے کنارے کی طرف سے نہ پینا۔ اس سے حدیث میں منع فرمایا گیا ہے۔

۲۸- رات کو کھانے پینے کے برتنوں کو بسم اللہ پڑھ کر ڈھانک دینا۔

۲۹- کھانے پینے کا ہدیہ کسی کو پہنچانا ہو تو ڈھانک کر لے جائے۔

۳۰- دودھ پینے کے بعد یہ دعا مسنون ہے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ (ابوداؤد۔ حصن حصین صفحہ ۲۲)

ترجمہ اے اللہ تو ہم کو اس میں برکت دے اور ہم کو اور زیادہ دے۔

۳۱- اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جاوے تو کھانے کے درمیان جب یاد آئے تو یوں پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ (ابوداؤد) میں نے اس کے اول اور آخر میں اللہ کا نام لیا۔

۳۲۔ کھانے کی ابتدا مجلس میں سب سے محترم اور بزرگ سے کرانا۔

۳۳۔ کھاتے وقت اُکڑو بیٹھنا کہ دونوں گھٹنے کھڑے ہوں اور سرین زمین پر ہو یا ایک گھٹنہ کھڑا ہوا دوسرے گھٹنے کو بچھا کر اس پر بیٹھے یا دونوں گھٹنے زمین پر بچھا کر قعدہ کی طرح بیٹھے اور آگے ذرا جھک کر۔

وضع قطع اور لباس کے شرعی آداب

۱۔ مردوں کو ٹخنے سے نیچے کرتا یا پائجامہ یا لنگی پہننا ممنوع ہے۔

۲۔ ایک جوتا پہن کر چلنا ممنوع ہے۔

۳۔ کپڑا داہنی طرف سے پہننا چاہیئے۔

۴۔ کپڑا پہن کر اپنے مولیٰ کا اس طرح شکر کرنے سے گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۱۹)

۵۔ امیروں کے پاس زیادہ بیٹھنے سے ہوس بڑھتی ہے اور عمدہ پوشاک کی فکر ہوتی ہے بہتر یہ ہے کہ جب تک کپڑے میں پیوند نہ لگ جائے اس کو پرانا نہ سمجھے۔

۶۔ کپڑے میں نہ اس قدر زینت و اہتمام کرے کہ لوگ اس کی طرف انگلی اٹھائیں کہ ریا اور تکبر ہے اور نہ بالکل میلا گندا رہے کہ نعمت کی ناشکری ہے سادگی کے ساتھ توسط رکھے۔

۷۔ اپنی وضع چھوڑ کر دوسری قوموں کی وضع سے نفرت ایسی ہو جیسے مرد کو عورت کے لباس سے ہوتی ہے

۸۔ عورت کو باریک کپڑا پہننا ننگا پھرنا ہے۔ یعنی ننگے رہنے کے برابر ہے گناہ میں۔

۹- مرد کو سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے۔

۱۰- جوتا داہنے پاؤں میں پہلے پہنو اور اتارتے وقت پہلے بائیں پیر سے اتارو۔

۱۱ جہاں جوتا چوری ہونے کا اندیشہ ہو اپنے پاس رکھنا (مگر مسجد میں لے جانے سے پہلے جھاڑ لینا تاکہ گرد و غبار باہر ہی جھڑ جائے۔

۱۲- مردوں کو عورتوں کا اور عورتوں کو مردوں کا لباس اور شکل صورت بنانا حرام ہے۔

۱۳- کسی کے بال ملا کر بال بڑھانا اور بدن گودنا موجب لعنت ہے۔

۱۴- اگر بال سفید ہوں تو ان کو اُکھاڑنا منع ہے۔

۱۵- لڑکوں کا سر منڈا دینا بال رکھنے سے بہتر ہے۔

۱۶- مونچھوں کو بڑھانا منع ہے اسی طرح داڑھی کٹانا (ایک مشت سے کم کرنا) یا منڈانا حرام ہے (بہشتی زیور حصہ ۱۱ بالوں کے احکام)

وضو کی سنتیں ترتیب وار

۱- نیت کرنا۔ ۲- شروع میں بسم اللہ پڑھنا۔

۳- دونوں ہاتھوں کو کلائی تک دھونا۔ ۴- کلی کرنا۔

۵- مسواک کرنا ۶- ناک میں پانی ڈالنا۔ ۷- تین تین بار دھونا

۸- سارے سر اور کانوں کا مسح کرنا ۹- داڑھی اور انگلیوں کا خلال کرنا۔

۱۰- لگاتار اس طرح دھونا کہ پہلا عضو خشک نہ ہونے پائے اور دوسرا عضو دُھل جائے۔

۱۱- ترتیب وار دھونا کہ پہلے منہ دھولے پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئے پھر

سر کا مسح کرے پھر پاؤں دھولے۔ سنت کے چھوڑ دینے سے وضو تو ہو جاتا ہے مگر ثواب کم ملتا ہے۔

۱۲۔ جب وضو کر چکے تو سورۃ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ ایک بار پڑھے۔ حدیث میں وارد ہے کہ جو بعد وضو ایک بار اس سورۃ کو پڑھے گا صدیقین سے ہوگا (کنزل العمال) پھر اس کے بعد یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

۱۳۔ وضو کے بعد اگر وقت مکروہ نہ ہو تو ۲ رکعت نماز تحیۃ الوضو کی نیت سے پڑھ لے حدیث میں اس کا بڑا ثواب منقول ہے اوقات مکروہ تین ہیں اس وقت کوئی نماز نہ پڑھنا چاہئے۔ طلوع آفتاب اور غروب کے وقت اور ٹھیک دوپہر کے وقت۔ البتہ عصر کی نماز اگر نہ پڑھی ہو تو سورج ڈوبتے وقت بھی پڑھ لے اور ان تینوں وقتوں میں سجدۂ تلاوت بھی مکروہ منع ہے (بہشتی زیور حصہ ۲)

سواری پر بیٹھنے کی دُعا

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ○ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ○ (پ۲۵)

ترجمہ اللہ پاک ہے جس نے اس کو ہمارے قبضے میں دیدیا اور اس کی قدرت کے بغیر ہم اسے قبضہ میں کرنے والے نہ تھے اور بلاشبہ ہم کو اپنے رب کی طرف جانا ہے۔

پریشانی اور غم میں یہ پڑھے یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ (ترمذی ج۲ ص۱۹۱)

ترجمہ اے زندہ اور اے قائم رکھنے والے میں تیری رحمت کے واسطے سے فریاد کرتا ہوں۔

یا یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ لَا سَھْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَہٗ سَھْلًا وَّ اَنْتَ تَجْعَلُ الْحُزْنَ سَھْلًا اِذَا شِئْتَ (ابن السُّنّی صفحہ ۱۱۵)

ترجمہ اے اللہ نہیں کہیں آسانی ہے مگر جب آپ ہی اس کو آسان فرمادیں اور آپ دشوار کو آسان فرمادیتے ہیں جب چاہتے ہیں۔

ادائیگی قرض کی دُعا

اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنَا بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ

بزرگوں کے مجربات سے ہے ہر روز ستر مرتبہ اس کا ورد رکھے اول، آخر درود شریف ۳-۳ بار پڑھ لے۔

جب کسی مہمان کو رخصت کریں تو یہ دعا پڑھیں

اَسْتَوْدِعُکُمُ اللّٰہَ دِیْنَکُمْ وَاَمَانَتَکُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکُمْ

جب گھر سے باہر نکلے تو یہ دُعا پڑھے

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط (ابوداود ج ۲ ص ۳۳۹)

ترجمہ میں اللہ کا نام لے کر نکلا میں نے اللہ پر بھروسہ کیا گناہوں سے بچانا اور نیکیوں کی قوت دینا اللہ کی طرف سے ہے۔

جب سفر سے واپس آئے تو یہ دُعا پڑھے

اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ○

ترجمہ ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں۔ اللہ کی بندگی کرنے والے ہیں اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔

جب برے خیال اور وساوس آویں

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ۔

ترجمہ پناہ چاہتا ہوں میں اللہ کی شیطان سے ایمان لایا میں اللہ پر

اور اس کے رسولوں پر۔

جب کسی کے یہاں دعوت کھائے | تو یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِيْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِيْ۔ (مسلم۔ حصن حصین صفحہ ۲۲)

ترجمہ اے اللہ جس نے مجھے کھلایا تو اسے کھلا اور جس نے مجھے پلایا تو اسے پلا۔

جب آئینہ دیکھے | اَللّٰهُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ۔

ترجمہ اے اللہ جیسے تو نے میری صورت اچھی بنائی میرے اخلاق بھی اچھے کر دے۔

بیوی سے صحبت کا ارادہ کرے | تو یہ دعا پڑھ لے ورنہ شیطان کا نطفہ بھی مرد کے نطفہ کے ساتھ اندر چلا جاتا ہے اور اولاد شیطان کی خصلتوں میں مبتلا ہو گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا (بخاری۔ مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۲)

میں اللہ کا نام لے کر یہ کام کرتا ہوں اے اللہ ہم کو شیطان سے بچا اور جو اولاد تو ہم کو دے اس کو بھی شیطان سے دور رکھ اس دعا کو پڑھ لینے سے جو اولاد ہو گی اس کو شیطان کبھی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

اذان کے بعد کی دعا

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ

نوٹ: وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ کا لفظ جو مشہور ہے حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

جب غصہ آئے یا گدھے کی آواز سنے یا برے وسوسے آویں

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۳)

جب کسی مریض کی عیادت کرے | تو اس سے یوں کہے۔

لَا بَاسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ ط (مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۴)

پھر شفایاب ہونے کے لئے سات مرتبہ یوں دُعا کرے۔

اَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ ○ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ○ اَنْ یَّشْفِیَکَ (احمد صفحہ ۲۳۹ ج ۱)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ۷ مرتبہ اس کے پڑھنے سے مریض کو شفا ہوگی۔ ہاں اگر اس کی موت ہی آگئی ہو تو دوسری بات ہے۔

جب موت قریب معلوم ہونے لگے | تو یوں دُعا کرے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی ○

ترجمہ اے اللہ مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے اوپر والے ساتھیوں میں پہنچا دے۔

جب روح نکلنے کے آثار محسوس ہوں | تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَکَرَاتِ الْمَوْتِ

ترجمہ اے اللہ موت کی سختیوں کے موقع پر میری مدد فرما۔

جب آگ لگتی دیکھے | اللہ اکبر کہے جس سے انشاء اللہ تعالیٰ وہ بجھ جائے گی جب کسی کو دُکھ یا تکلیف میں دیکھے (آہستہ سے یہ پڑھے کہ وہ نہ سنے تاکہ اسے رنج نہ ہو) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ○ (ترمذی صفحہ ۲۰۰ ج ۲) سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے اس حال سے بچایا جس میں تجھے مبتلا کیا اور اس نے بہت سی مخلوق پر مجھے فضیلت دی۔ لیکن اگر وہ گناہ میں مبتلا ہے تو زور سے پڑھے تاکہ اس کو عبرت ہو۔ اس دعا کی برکت سے اس بلا سے انشاء اللہ تعالیٰ حفاظت رہے گی۔

نوٹ: مزید تفصیل کیلئے مناجات مقبول یا مسنون دعائے خریدیئے۔

اُمّت کی پریشانی

اور انحطاط

کا

سبب اور اُس کا علاج

از

حضرت اقدس حافظ قاری شاہ مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

تشریحات

از

حکیم مولانا محمد اختر صاحب

خلیفہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

وخادم خاص حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

کتب خانہ مظہری گلشن اقبال ۲ کراچی

فون نمبر: ۴۹۱ ۶۱۴

ترتیب

باسمہٖ تعالیٰ وبحمدہٖ

ہماری تباہی کے مختلف وجوہ اسباب ہیں ان میں سے دو باتیں بہت اہم ہیں جب سے ان امور میں کوتاہی ہوئی اُمت کا حال روز بروز بگڑنے لگا ان میں سے ایک عموماً دینی مکاتب و مدارس کا انتظام صحیح نہ ہونا دوسری بات عموماً مساجد کا انتظام درست نہ ہونا اس سلسلہ میں اکابر کی کتب کے مطالعہ سے کچھ باتیں ان دونوں نظاموں کی درستگی وبہتری کی اللہ تعالیٰ نے اس ناکارہ پر ظاہر فرمائیں ان کو مختلف مقامات پر عرض کیا گیا، نیز اکابر کی خدمت میں بغرض اصلاح بھی عرض کیا گیا۔ ان حضرات نے ان کو پسند فرمایا اور بعض احباب نے ازخود اہتمام کرکے اس کی کاپیاں تیار کرلیں اکابر کرام کی خدمت میں ان میں سے متعدد کاپیاں بغرض مشورہ و اصلاح ارسال کی جاچکی ہیں۔ بمبئی کی حاضری پر بہت سے احباب نے فرمائش کی کہ موجودہ حالت میں اشاعت کردی جائے نیز موجودہ کاپیاں تقسیم کرنے کی اجازت بھی چاہی پھر حسب مصالح اضافہ کیا جاسکتا ہے ان کی اس رائے پر اس ناکارہ نے اجازت اشاعت وطباعت کی دے دی تھی۔ اس کے بعد احقر کا سفر حرمین شریفین کا ہوگیا۔ وہاں بھی اس مضمون میں جزوی طور پر اضافہ و ترمیم ہوتی رہی۔ آخری ترمیم ۱۰ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ کی ہے۔ ۱۷ محرم ۹۵ھ واپس بمبئی پر معلوم ہوا کہ اس مضمون کی طباعت بوجوہ نہ ہوسکی اب آخری ترمیم کے بعد مضمون شائع کیا جارہا ہے اہل علم اور اکابر کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس سلسلہ میں اپنی تجویزات اور مشورہ سے مطلع فرمائیں ممنون ہوں گا۔

جزاکم اللہ تعالیٰ آئندہ طباعت میں ان کا لحاظ رکھا جائے گا۔

ابرار الحق عفی عنہ
۱۸ محرم ۱۳۹۵ھ یوم جمعہ
۳۱ جنوری ۱۹۷۵ء
ہردوئی۔ یوپی۔ ہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ حضرت اقدس مولانا و مرشدنا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے رسالہ ھذا کے متعلق ہردوئی کے افریقی طالب علم حافظ سلیمان سلمہ سے بالواسطہ اور پھر حج سے واپسی پر احقر سے بالمشافہہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس رسالہ کے اندر جو اصول مختصراً تحریر کئے گئے ہیں ان کی تشریح کی جہاں جہاں ضرورت ہو تم ان کی تشریح کردو اور اس کا حوالہ نمبر بھی تحریر کر دیا جائے۔ احقر اپنی ناکارگی اور بے مایگی علمی و عملی تہیدامنی کے باوجود حضرت اقدس کے ارشاد کی تعمیل کو اپنی سعادت عظمیٰ سمجھتے ہوئے حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ کبریا میں دعا کرکے توکلاً علی اللہ اس کام کو شروع کر رہا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ اپنی رحمت سے حضرت اقدس کی ان عبارات نافعہ اور اصول جامعہ کے لئے جو دریا بکوزہ کے مصداق ہیں احقر کو حسنِ تعبیر اور حسنِ تشریح عطا فرما کر حضرت اقدس کے صدقے و طفیل شرفِ قبول عطا فرمائیں آمین اور امت مسلمہ کے لئے نافع اور احقر کے لئے صدقہ جاریہ فرمادیں آمین

تسہیل فہم کے لئے ہر نئے عنوان کو ایک مستقل باب سے تعبیر کر دیا گیا ہے۔ جس سے یہ رسالہ کُل نو ابواب پر مشتمل ہے۔

۱۶ صفر المظفر ۱۳۹۶ھ

العارض محمد اختر عفا اللہ عنہ

۴۔جی۔ ۱/۱۲ ناظم آباد۔ کراچی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

انحطاطِ اُمّت اور اُس کا علاج

اما بعد۔ ہماری زبوں حالی کے اہم وجوہ و اسباب میں سے دو کو اس وقت عرض کیا جاتا ہے۔

(۱) عموماً مساجد کا انتظام صحیح نہ ہونا۔ (۲) اکثر مدارس کا مناسب نہ ہونا۔

باب اوّل

مساجد کے سلسلہ میں چند باتیں معروض ہیں

۱۔ عموماً اذان و اقامت کا صحیح نہ ہونا بالخصوص اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ میں الف میں مَد کا پیدا کرنا مَدِ لام کو حد سے زیادہ طویل کرنا۔

۲۔ اذان و اقامت کو معمولی اور حقیر خدمت سمجھنا۔

۳۔ ائمہ مساجد کا مسنون طریقہ پر نماز ادا نہ کرنا۔

۴۔ قراءۃ قرآن پاک کا صحیح نہ ہونا۔ (۵) قراءۃ کی سنت کی رعایت نہ کرنا۔

۶۔ فجر کی نماز میں وقت مسنونہ کی پابندی نہ کرنا۔

۷۔ مبتلائے فسق و فجور کا موذّن و امام بنایا جانا

۸۔ غیر مسافر و معتکف کو مسجد میں سونے دینا۔

۹- تزئین مساجد میں ناجائز امور سے بھی نہ بچنا۔ مثلاً بدبودار تیل جلانا یا بدبودار رنگ کا پینٹ کرنا۔ ۱۰- مسجد کے آداب و احکام کا اہتمام نہ کرنا۔

۱۱- نماز لاؤڈ اسپیکر پر پڑھا جانا۔ (اس سلسلہ میں فتاویٰ رحیمیہ و رسالہ مفتی محمد شفیع صاحب "احکام آلات جدیدہ" کا مطالعہ اہم ہے۔

باب اوّل

تشا کر یح نمبر ا: حضرت اقدس دامت برکاتہم نے یہاں کے اکابر اہل علم کے سامنے بھی یہ مسئلہ رکھا کہ اللہ اکبر اور الصلوٰۃ خیر من النوم کے الف میں مد کا پیدا کرنا اور مد لام حد سے زیادہ طویل کرنا کہاں سے ثابت ہے بعض قرأ اس کے اندر بدون ثبوت مد تعظیمی کہہ دیتے ہیں لیکن اگر ان سے کہا جائے کہ آپ امام بن کر سورۂ اخلاص جب پڑھیں تو قل ھو اللہ میں تعظیم کے لئے اذان کی طرح مد کر کے دکھائیں تو خاموش ہو جاتے ہیں اہل علم سے ایک صاحب نے فرمایا کہ الاذان مدٌّ والاقامۃ جزمٌ کی روایت یاد آتی ہے حضرت اقدس نے فرمایا کہ مگر الاذان مدٌّ سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ اللہ اکبر کے لام میں طویل مد کیا جاوے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کے اندر الٰہ سے قبل والے لا میں قاعدہ کے مطابق مد کیا جاتا ہے اور ہر کلمہ کے آخر میں مد کیا جاتا ہے۔

پھر حضرت اقدس نے فرمایا کہ کیا یہاں (یعنی دارالعلوم کراچی میں) نہایۃ القول المفید ہے تلاش کے بعد شیخ محمد مکی کی یہ کتاب کتب خانہ میں مل گئی جس کے اندر حضرت اقدس کی تحریر کا ثبوت موجود تھا اور اس میں اللہ اکبر کے لام میں مد طویل کو سخت قبیح بدعت اور

نہایت شدید کراہت لکھا ہے اُس کتاب کی اصل عبارت بھی یہاں نقل کی جاتی ہے۔

عبارت نہایۃ القول المفید فی علم التجوید

فالأصلی هو المد الطبیعی الذی لاتقوم ذات حرف المد إلا به ولایتوقف علی سبب بل یکفی فیه وجود أحد حروف المد الثلاثة المجتمعة فی قوله تعالی نوحیها وعلامته أن لایوجد بعده ساکن ولاهمزة وسمی طبیعیا لأن صاحب الطبیعة السلیمة لاینقصه عن حده ولایزید علیه. وحده مقدار ألف وصلا ووقفا ونقصه عن ألف حرام شرعا فیعاقب علی فعله ویثاب علی ترکه فما یفعله بعض أئمة المساجد وأکثر المؤذنین من الزیادة فی المد الطبیعی عن حده العرفی ای عرف القراء فمن أقبح البدع واشد الکراهة لاسیما وقد یقتدی بهم بعض الجهلة من القراء (نہایۃ القول المفید ص ۱۶۶) (مصنفہ شیخ محمد مکی) مطبوعہ لاہور

تشاکیہ نمبر۲: اذان اور اقامت کو حقیر خدمت سمجھنا در اصل علم دین سے ناواقف ہونے کے سبب سے ہے اور اہل محلہ اور اراکین انتظامیہ اسی سبب سے موذنوں کی عزت نہیں کرتے بلکہ صدر اور سکریٹری تو موذن سے یہ بھی توقع رکھتے ہیں کہ ان کے بچوں کو بھی گود میں لے کر ہوا کھلا دیا کرے اور اُن کے گھر کی سبزی، گوشت بھی لا دیا کرے۔

حالانکہ موذن خدائے تعالیٰ کے گھر کا خادم خاص ہے خدائے تعالیٰ کے حکم نماز کا منادی ہے۔ وزیر اعظم کے گھر کے ملازم اور خادم کو دیکھ کر تو

اس کا بڑا احترام کیا جاوے گا کیونکہ شاید اس سے کوئی سفارش اور دنیا کا کام چل جاوے اور اگر کوئی کام نہیں تو بھی اس کے ساتھ اہانت اور اذیت کا معاملہ تو ہر گز ہرگز نہیں کریں گے اس لئے کہ یہ وزیر اعظم کا آدمی ہے اگر اس کو پتہ چل گیا تو پھر خیر نہیں۔ شہر کے کلکٹر کے باورچی اور بھنگی سے بھی ڈرتے ہیں تو بات کیا ہے یہاں ان کے اختیارات پر یقین ہے اور ان کی عظمت دلوں میں ہے بھائیو اگر حق تعالیٰ شانہ کی اسی طرح عظمت دلوں میں آجائے تو انکے گھر کے خدام کا بھی احترام اور اکرام پیدا ہو اور ان کی بھی محبت معلوم ہو۔ مجنوں کی حکایت مولانا رومیؒ نے لکھی ہے کہ لیلیٰ کے گلی کے کُتے کا بھی احترام کرتا تھا اور کہتا تھا ؎

ایں طلسم بستۂ مولیست من　　　پاسباں کوچۂ لیلیست من

ترجمہ: یہ کتا میری لیلیٰ کی گلی کا پاسبان ہے اس کتے کی شکل ہمارے مولیٰ کی بنائی ہوئی ہے۔ اور کہتا تھا کہ ؎

آں سگے کو گشت در کویش مقیم　　　خاکپایش بہ ز شیران عظیم

ترجمہ: وہ کتا جو لیلیٰ کی گلی میں مقیم ہے میں اس کی خاکپاء کو شیران عظیم سے بہتر سمجھتا ہوں۔

آں سگے کو باشد اندر کوئے او　　　من بہ شیراں کے دہم یک موئے او

ترجمہ: وہ کُتا جو لیلیٰ کی گلی میں رہتا ہے میں شیروں کو بھی اس کا ایک بال نہیں دے سکتا ہوں۔

صاحبو! دنیا کی مردار محبت میں تو یہ حال ہو جائے پھر خالق لیلیٰ یعنی مولیٰ کی محبت میں کیا ہونا چاہئے آہ مولانا اسی کو فرماتے ہیں۔

عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بُود　　　گوئے گشتن بہر او اولیٰ بُود

حضرت رومیؒ فرماتے ہیں کہ اے دوستو! مولیٰ کی محبت لیلیٰ سے کب کم

ہوسکتی ہے کہ لیلیٰ تو اس سرچشمۂ جمال کی ایک شعاعِ انعکاسی تھی اور پھر اس آفتاب حقیقی اور ایک شعاع میں کیا نسبت اور وہ بھی عارضی آج تک کتنی لیلیٰ قبروں میں مرکر سڑکر کیڑوں کی خوراک بن چکی ہیں ؎

چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا

؎ اُن کے عارض کو لغت میں دیکھو　　کہیں مطلب نہ عارضی نکلے　(اختر)

پس حق تعالیٰ کی محبت میں سرمست ہونا اور ان کا مُطیع ہونا چاہیئے کہ دونوں جہاں میں ان کے عاشقین یعنی انبیاء اور اولیاء کیسے سرخرو اور عزت میں افلاک سے آگے ہیں۔

مساجد حق تعالیٰ کی بارگاہیں عاشقوں سے پوچھو کہ مساجد کے در و دیوار انہیں کتنے پیارے ہیں اور مساجد کے خدام کی کیا محبت اور عزت ان کے دلوں میں ہے۔

تم اس عاشق کے ذوق بندگی کو پوچھتے کیا ہو
ہے طاق حرم بھی ابروئے خمدار ہوجائے

اب مؤذن کا مقام بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنئے:

حدیث ۱/: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر اذان دینے کا اور صف اوّل کا ثواب لوگوں کو معلوم ہوجائے اور وہ قرعہ اندازی کے بدون نہ حاصل ہو تو لوگ قرعہ اندازی کرتے۔　(بخاری)

حدیث ۲/ مؤذن کی اذان کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے وہاں تک کے جن اور انسان اور ہر شے جو سنے گی قیامت کے دن سب اس کے لئے گواہی دیں گے (اس حدیث سے مؤذن کی کیسی فضیلت ہے)　(بخاری)

حدیث ۳/ ایک روایت میں ہے کہ عہد صحابہ رضؓ میں اذان دینے کے لئے آپس میں

جھگڑا شروع ہو گیا ہر شخص چاہتا تھا کہ وہ اذان دے حتیٰ کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرعہ اندازی کرنی پڑی (بخاری)

حدیث ۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ مؤذن کے گناہ اس مقدار سے معاف ہوتے ہیں جس قدر اس کی آواز لانبی ہوتی ہے اور ہر خشک و تر اس کے لئے گواہی دیں گے۔ (ابوداؤد و نسائی)

حدیث ۵: ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صف اول کے نمازیوں پر اور مؤذن پر رحمت بھیجتے ہیں اور مؤذن کے گناہ بقدر طول آواز معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے لئے ہر خشک و تر تصدیق کریں گے اور مؤذن کو صرف اذان کا ثواب نماز کے برابر ملے گا (اور اس کی نماز کا الگ)

اور ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ مؤذن کی اذان کی آواز جہاں تک جاتی ہے وہاں تک کی ہر خشک و تر مخلوق مؤذن کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہے۔ (جمع الفوائد ج ۱)

حدیث ۶: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مؤذن حضرات قیامت کے دن تمام لوگوں سے لانبی گردن والے ہوں گے (مسلم)

(یعنی خدائے تعالیٰ کی طرف سے ان کو یہ خاص عزت اذان کے صلہ میں مرحمت فرمائی جاوے گی)

ایک روایت میں ہے کہ میدان محشر میں مؤذن حضرات اپنی گردن کی بلندی سے پہچانے جاویں گے۔

حدیث ۷: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مؤذن حضرات جب اپنی قبروں سے نکلیں گے تو اذان دیتے ہوئے نکلیں گے۔

(جمع الفوائد ج ۱)

حدیث ۸: ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن مؤذن حضرات کے مرتبے پر اولون اور آخرون غبطہ کریں گے (جمع الفوائد ج ۱)

پس ان احادیث شریفہ کے پیش نظر اذان دینے میں اپنی سعادت سمجھنا چاہیئے اور مؤذن حضرات کا اکرام قلب میں ہونا چاہیئے۔

تشاکیہ نمبر ۳: ائمہ مساجد کا مسنون طریقہ پر نماز ادا نہ کرنا۔ چنانچہ سجدہ میں ان کے ہاتھوں کی انگلیاں بجائے ملی ہونے کے کھلی ہوتی ہیں اسی طرح پاؤں بجائے قبلہ رخ ہونے کے ایک شمال کی طرف اور ایک جنوب کی طرف مڑے ہوتے ہیں اور ہاتھ بھی ناف کے نیچے کے بجائے اوپر بندھے ہوتے ہیں اور بعضوں کے پاؤں کا فاصلہ نماز میں بجائے ۴ انگل کے بہت زیادہ ہوتا ہے تمام سنتوں کی پابندی کا اہتمام ہونا چاہیئے۔ اور بہشتی زیور حصہ ۲ سے نماز کو سنت کے موافق پڑھنا سیکھ لیں کوتاہیوں کے یہ حالات اکثر ائمہ کے اعتبار سے لکھے گئے ہیں۔

تشاکیہ نمبر ۴: ائمہ مساجد کا قرآن پاک صحیح نہ پڑھنا۔ اس کی اصلاح کی اہمیت سے ائمہ حضرات کو اور منتظین حضرات کو بھی آگاہ کرنا چاہیئے۔ اور ائمہ کی تربیت گاہ کا مرکز قائم ہونا چاہیئے۔ جہاں انھیں بقدر ضرورت اصول اور قواعد تجوید کی مشق کرائی جائے اور ان کا وظیفہ بھی مقرر کیا جائے اور جو صحیح قواعد سے قرآن پاک نہ پڑھے اس کو ہرگز امامت پر مقرر نہ کیا جائے۔

حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اردو میں ضروری قواعد تجوید کو رسالہ جمال القرآن میں جمع فرما دیا ہے تھانہ بھون میں بعض شیخ الحدیث اور شیخ التفسیر کو بھی قاعدہ اور جمال القران پڑھنا پڑتا تھا۔ بہشتی زیور حصہ ۴ میں بھی ان ہدایات کو مختصراً بیان کیا گیا ہے اور قرآن پاک کو صحیح پڑھنے کے

متعلق جو مسائل بہشتی زیور ۲ میں بیان کئے گئے ہیں یہاں بھی نقل کئے جاتے ہیں۔

صحیح قرآن شریف پڑھنے کا بیان اور اسکی اہمیت کے مسائل

مسئلہ ۱: قرآن شریف کو صحیح صحیح پڑھنا واجب ہے ہر حرف کو ٹھیک ٹھیک پڑھے ہمزہ اور عین میں جو فرق ہے اسی طرح بڑی ح اور ہ میں اور ذ، ظ، ز، ض میں اور س، ص، ث میں ٹھیک آواز نکال کر پڑھے ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف نہ پڑھا جائے۔

مسئلہ ۲: اگر کسی سے کوئی حرف نہیں نکلتا جیسے ح کی جگہ ہ پڑھتا ہے یا عین نہیں نکلتا یا ث، س، ص سب سین پڑھتا ہے تو صحیح پڑھنے کی مشق کرنا لازم ہے اگر صحیح پڑھنے کی مشق نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا اور اس کی کوئی نماز صحیح نہ ہوگی البتہ اگر محنت سے بھی درستی نہ ہو تو لاچاری ہے۔

مسئلہ ۳: اگر ح ع وغیرہ سب حروف نکلتے تو ہیں لیکن ایسی بے پروائی سے پڑھتا ہے کہ ح کی جگہ ہ اور ع کی جگہ ہمزہ ہمیشہ پڑھ جاتا ہے کچھ خیال کر کے نہیں پڑھتا تب بھی گنہگار ہوگا اور نماز صحیح نہ ہوگی (بہشتی زیور حصہ دوم)

ضروری مخارج کی صحت کے لئے دو تین ماہ کی مشق کافی ہوتی ہے اس لئے منتظمہ مساجد کو اس کا اہتمام واجب ہے کہ امام قرآن صحیح پڑھنے والا رکھا جائے۔

تشاکیح نمبر ۵: قرأت کی سنت کی رعایت نہ کرنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر امام کو قرءت مسنونہ کا علم ہونا ضروری ہے۔

"قرءت مسنونہ کے مسائل"

مسئلہ: امام کو نماز میں زیادہ بڑی سورتیں پڑھنا جو مقدار مسنون سے بھی

زیادہ ہوں مکروہ تحریمی ہے۔ (بہشتی گوہر)

مسئلہ ۲ قرءت مسنونہ کی مقدار

نماز فجر اور ظہر	میں	طوال مفصل	بحوالہ شامی ج ۱ صفہ ۴۹۲
عصر اور عشاء	میں	اوساط مفصل	
مغرب	میں	قصار مفصل	

طوال مفصل	سورہ حجرات سے	سورہ بروج تک	شامی ج ۱ صفہ ۵۰۴
اوساط مفصل	سورہ بروج سے	سورہ لم یکن تک	
قصار مفصل	سورہ لم یکن سے	سورہ ناس تک	

آج کل اکثر ائمہ مساجد کو قرءت مسنونہ کی مذکورہ مقدار کا علم نہیں ہوتا لہٰذا اہتمام سے اس سنت کی اشاعت کی جائے اور اس پر عمل کیا جاوے۔

تشاکیہ نمبر ۶: فجر کی نماز میں وقت مسنونہ کی پابندی نہ کرنا

"وقت مسنونہ نماز فجر"

فجر کی نماز میں مسنون وقت یہ ہے کہ نماز کو ایسے وقت پر شروع کریں کہ روشنی خوب پھیل جائے اور اس قدر وقت باقی ہو کہ اگر نماز پڑھی جائے تو چالیس آیتوں کی تلاوت اچھی طرح کی جائے اور بعد نماز کے اگر کسی وجہ سے نماز کا اعادہ کرنا چاہیں تو اسی طرح چالیس آیتیں اس میں پڑھ سکیں۔

(بہشتی گوہر) بحوالہ شرح التنویر ج ۱ صفہ ۳۷۹

تشاکیہ نمبر ۷: مبتلائے فسق و فجور کا موذن و امام بنایا جانا

آج کل مساجد میں اور خصوصاً رمضان میں بعض بااثر لوگوں کو جو شرعی داڑھی نہیں رکھتے امام بنا دیا جاتا ہے حالانکہ ایک مشت سے کم جو شخص داڑھی کو

کترواتا ہے وہ بھی منڈانے والے ہی کی طرح شریعت کے حکم سے فاسق کہلاتا ہے اور ایک مشت طول میں بھی ہو اور دونوں طرف عرض میں بھی ہو بعض لوگ سامنے سے ایک مشت رکھتے ہیں اور دونوں طرف ایک مشت سے کم کرادیتے ہیں سو یہ بھی حرام ہے۔ بحوالہ استفتاء مع جواب ۲۶ ۳/۸۹ دارالعلوم دیوبند

مسئلہ ۱؎ فاسق اور بدعتی کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر خدانخواستہ کوئی دوسرا شخص وہاں موجود نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں اسی طرح اگر بدعتی اور فاسق زور دار ہوں کہ ان کے معزول کرنے پر قدرت نہ ہو یا فتنۂ عظیم برپا ہوتا ہو تو بھی مقتدیوں پر کراہت نہیں۔

مسئلہ ۲؎ مؤذن کو عاقل صالح متقی عالم بالسنۃ ہونا چاہئے اور صاحب وجاہت معلوم ہو اور لوگوں کے احوال سے خبردار رہنے والا ہو اور جماعت میں نہ آنے والوں کو تنبیہ کرنے والا ہو (بشرطیکہ یہ خوف نہ ہو کہ وہ ستائے گا)

(بہشتی گوہر بحوالہ فتاویٰ ہندیہ ج ۱؎)

مسئلہ ۳؎ داڑھی کا منڈانا اور کتروانا حرام ہے البتہ ایک مشت سے جو زائد ہو تو زائد کا کتروانا درست ہے (بہشتی گوہر بالوں کے احکام)

ان مسائل مذکورہ کے پیش نظر مساجد کی منتظمہ کو اس کا خاص اہتمام کرنا چاہئے کہ امام اور مؤذن صلحاء کی وضع قطع سے آراستہ ہوں۔

تشاکیح نمبر ۸ و ۹ و ۱۰: غیر مسافر اور معتکف کو مسجد میں سونے دینا۔

یہاں پر مساجد کے اور آداب ضرور یہ بھی نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱؎ سوائے مسافر اور معتکف کے کسی کا مسجد میں سونا ناجائز ہے۔

مسئلہ ۲؎ مسجد کے درو دیوار کو منقش کرنا اگر اپنے خاص مال سے ہو تو

مضائقہ نہیں مگر محراب اور محراب والی دیوار پر مکروہ ہے اور اگر مسجد کی آمدنی سے ہو تو ناجائز ہے۔

مسئلہ ۳: جس پر غسل واجب ہو اور حائضہ عورت کو مسجد میں داخل ہونا گناہ ہے

مسئلہ ۴: مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے

مسئلہ ۵: مسجد کے اندر تھوکنا یا ناک صاف کرنا بہت بری بات ہے اگر شدید ضرورت ہو تو رومال یا کپڑے میں رکھ لے۔

مسئلہ ۶: مسجد کے اندر وضو یا کلی کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ ۷: مسجد کو راستہ قرار دینا جائز نہیں الا بضرورت شدیدہ کبھی نکل جانا

مسئلہ ۸: مسجد میں کسی پیشہ ور کو پیشہ کرنا جائز نہیں حتیٰ کہ تنخواہ لے کر قرآن پڑھانا بھی پیشہ میں شامل ہے اس لئے مسجد سے الگ پڑھانا چاہئے۔

مسئلہ ۹: کچی پیاز یا لہسن یا کوئی بدبودار چیز کھا کر آنا ناجائز ہے اسی طرح مٹی کا تیل جلانا یا ماچس (دیا سلائی) استعمال کرنا یا پینٹ کرنا ہر بدبو ناجائز ہے۔

مسئلہ ۱۰: اگر کسی کے پیر میں مٹی لگ جائے تو مسجد کی دیوار یا ستون سے پوچھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۱: مسجد کی چھت پر پیشاب یا پاخانہ یا جماع کرنا ایسا ہی ہے جیسے مسجد کے اندر۔

مسئلہ ۱۲: مسجد میں تلاوت اس وقت بلند آواز سے نہ کرنا چاہئے جب کوئی نفل نماز میں مشغول ہو۔

مسئلہ ۱۳: مسجد میں دنیا کی باتیں اور شور و شغب کرنا ناجائز ہے۔

مسئلہ ۱۴: محراب والی دیوار پر کوئی کتبہ جہاں تک کہ نمازی کی شعاع بصری پہنچتی ہو نہ لٹکائیں شمال یا جنوب کی طرف دیوار میں لٹکائیں تو

درست ہے۔

فائدہ:۔ جس طرح شاہی عدالت یا شاہی دربار میں خاموشی اور ادب و احترام سے لوگ رہتے ہیں اس سے کہیں زیادہ اہتمام احکم الحاکمین کے دربار یعنی مساجد کا ہونا چاہیئے۔ یہ چند آداب ضروریہ یہاں درج کردیئے گئے ہیں مزید تفصیلات آداب واحکام مساجد کے لئے مینتہ المساجد فی آداب المساجد (مصنفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب) کا مطالعہ ہونا چاہیئے اور مساجد میں سنانا بھی چاہیئے۔

تشاریح نمبر ۱۱۔ نماز کو لاؤڈ اسپیکر سے پڑھایا جانا۔

لاؤڈ اسپیکر سے نماز نہ پڑھائیں اگر مجمع کثیر ہو تو متعدد مکبّرین مقرر کرلئے جاویں جیسا کہ یہاں تبلیغی اجتماعات کے لاکھوں کے مجمع میں مکبرین مختلف صفوں میں مقرر رہتے ہیں اور خوب اچھا کام چل جاتا ہے بلکہ خیر اور برکت اور نور ہی نور معلوم ہوتا ہے اور مختلف صفوں اور مختلف سمتوں سے اللہ اکبر کی صدائے بلند سے کیا ہی اسلامی شان ظاہر ہوتی ہے حجۃ الوداع میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لاکھوں اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ کس طرح نماز پڑھائی تھی اس وقت جس طرح کام چلا آج بھی اسی سنت پر عمل کرکے سنت کا نور اور خیر و برکت حاصل کریں۔

دوسرا باب

ان کوتاہیوں کے سلسلہ میں چند امور معروض ہیں

۱۔ اُمّتِ مسلمہ کو اہمیت و عظمت خدمت مسجد و اذان سے آگاہ کرنا۔

۲۔ خدّام مسجد مؤذن و ائمہ کیلئے معقول مشاہرہ مقرر کرنا کہ اچھی طرح گزر کرسکیں

۳۔ تقررِ خدامِ و مؤذنین و ائمہ میں نصابِ معینہ کی تکمیل کو معیار رکھنا۔ جو ساتویں باب میں مذکور ہے۔

۴۔ تقرر کے وقت جانچ تکمیل نصاب مذکور کی کیا جانا۔ اگر سند تکمیل نصاب نہ ہو تو نواقض وضو، واجبات غسل و فرائض غسل اور مسائل ضروریہ دریافت کرنا۔

۵۔ جانچ میں اذان و اقامت متفرق اوقات میں کہلوانا۔ نماز پڑھوانا تصحیح اذان کے متعلق جس کوتاہی کا اوپر ذکر ہوا اس کی خصوصی دیکھ بھال کرنا۔

۶۔ تقرر اولاً عارضی ہونا، پھر استقلال ہونا۔

۷۔ کورس کی کمی پر بھی بشرطیکہ اذان و اقامت صحیح کہہ سکتے ہوں۔ تقرر کیا جا سکتا ہے۔ بعد میں معینہ کورس کی تکمیل کرنا (ایک ماہ میں) اور اس کے بعد مستقل کرنا۔

۸۔ مساجد میں کسی نہ کسی وقت کتاب دینی سُنانے کا سلسلہ ہونا خواہ پانچ ہی منٹ ہو، بالخصوص آداب و احکام مسجد بتلانا (آخر الذکر کے لئے "مِنَّۃ المساجد فی آداب المساجد" مصنفہ مولانا محمد شفیع صاحب مناسب ہے۔

۹۔ اوقات خمسہ میں نمازوں کے بعد دس تا تیس منٹ تصحیح قرآن مجید کا سلسلہ رہنا بذریعہ امام مسجد، ضرورت پر اضافہ وقت کیا جا سکتا ہے۔

۱۰۔ امام کی نگرانی میں محلہ میں گشت تبلیغی بھی ہونا چاہئے۔

۱۱۔ گاہ بگاہ گھروں پر مستورات کو دینی باتوں کے سنانے کا نظام قائم کرنا بذریعہ امام مسجد ورنہ کسی دوسرے مناسب شخص کے ذریعہ۔

دوسرا باب

تشاکریہ نمبر ۱ اذان کے فضائل کو پہلے تفصیل سے تحریر کرچکا ہوں اور مسجد کی خدمت کی اہمیت تو اسی سے ظاہر ہے کہ جس کا گھر ہے وہ کتنے بڑے اور عظمت والے ہیں ہر چیز کی اہمیت میں نسبت کو دخل ہوتا ہے۔ کعبہ کو حق تعالیٰ نے بیتی فرمایا ہے عربی میں یا کے معنی میرے آتے ہیں جیسے کتابی میری کتاب۔ اسی طرح بیتی میرا گھر اس نسبت سے آج کعبہ کی عظمت و شرف کا مشاہدہ حجاج کرام کو ہوتا رہتا ہے کہ کیسے کیسے سلاطین بھی اس بارگاہ پاک کے دروازے پر بھکاری بنے کھڑے پہروں دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ اس موقعہ پر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کا عجیب شعر یاد آیا

گدا خود را تر اسلطان چو دیدم بدرگاہ توائے رحمان دویدم

ترجمہ ——— اپنے کو گدا اور آپ کو سلطان سمجھ کر آپ کے دروازے پر اے رحمان دوڑ کر حاضر ہوا ہوں۔

مساجد کو بھی حق تعالیٰ کے ساتھ اسی نوع کی نسبت ہے ہر مسجد خانۂ خدا ہے غالب نے جب مسجد کے پاس گھر لیا تو یہ شعر اس نے کہا

مسجد کے زیر سایہ اک گھر بنالیا ہے

یہ بندۂ کمینہ ہمسایۂ خدا ہے

خانۂ کعبہ کی صفائی ایسی عظیم خدمت ہے جس کو حق تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سپرد فرمائی تھی۔ سورہ حج پ ۱۷ وَطَهِّرْ بَيْتِيَ میں اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے یہ مساجد خانۂ کعبہ کی نیابت کررہی ہیں ان کی صفائی اور خدمت بھی عظیم دولت ہے۔ مسجد کی خدمت پر ایک

حکایت حضرت اقدس مرشدی پھولپوریؒ نے سنائی تھی کہ حضرت سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ کے شیخ و مرشد تھے بچپن میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ سے کافیہ پڑھ رہے تھے۔ ایک دن سبق یاد کرنے کے لئے دہلی کے باہر جنگل چلے گئے اچانک وہاں دیکھا کہ ایک مسجد ویران سی ہے درختوں کے پتوں کے گرنے سے بدبو اور گندگی ہو رہی ہے سبق یاد کرنا بند کر کے دن بھر مسجد صاف کرتے رہے اور رات کو جب شاہ صاحبؒ کے پاس آئے تو جب کتاب پڑھنا چاہی تو حروف نظر نہ آئے اور ہر ورق سفید نظر آنے لگا۔ بہت گھبرائے شاہ صاحبؒ سے عرض حال کیا۔ ارشاد فرمایا آج دن بھر کہاں تھے۔ واقعہ مسجد کی خدمت کا بیان کیا۔ فرمایا کہ بس کام بن گیا حق تعالیٰ نے مسجد کی خدمت کا عمل قبول فرمالیا اور تمہیں علم لدُنّی عطا فرمائیں گے اب آپ کو پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ ایسا علم عطا ہوا کہ حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ جیسے اکابر علماء بھی سید صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے حتیٰ کہ خود شیخ و استاد مکرم حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں حج سے واپس بخیریت آیا تو سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہو جاؤں گا۔ حق تعالیٰ نے ان کو بڑا درجہ عطا فرمایا ہے۔ مسجد کی خدمت بڑی دولت ہے۔

احقر نے ایک بزرگ حضرت مولانا محمد احمد صاحب دامت برکاتہم پرتاب گڈھی کو جو حضرت شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادیؒ کے سلسلے میں مجاز ہیں مسجد نبوی کے اندر تہجد کے وقت جاروب کشی کرتے دیکھا اور اس سعادت کو بڑی منت سے مقامی خُدّام سے حاصل کی تھی۔

مساجد کی فضیلت کا اعلان بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے

حدیث ۱/ جس نے مسجد بنائی خدائے تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائیں گے (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی)
جمع الفوائد ص۱۷۰ ج ۱/

حدیث ۲/ جس نے مسجد سے کوئی تنکا یا گھاس صاف کیا تو یہ عمل اس کے لئے حوروں کی مہر کی ادائیگی ہوگی جمع الفوائد ص۱۷۱ ج ۱/

حدیث ۳/ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ لوگ مساجد کے طول اور عرض میں گذریں گے اور اس میں کوئی نماز نہ ادا کریں گے۔ (جمع الفوائد)

(نوٹ) جیسا کہ بعض لوگ محض تفریحاً مساجد کی تعمیر وغیرہ دیکھتے جاتے ہیں اور ۲ رکعت صلوۃ تحیتہ المسجد بھی نہیں ادا کرتے۔

روایت: حضرت مالک رضؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کے متصل ایک رحبہ یعنی مہمان خانہ بنا دیا جس کا نام بطیحا تھا (مسافر اس میں ٹھہرا کرتے تھے اور آرام کرتے تھے) اور آپ نے ارشاد فرمایا جو شخص گفتگو کرنے کا ارادہ کرے یا اشعار پڑھنا چاہے یا اپنی آواز بلند کرنا چاہے وہ اس مہمان خانہ سے نکل جاوے۔ جمع الفوائد ج ۱/ ص ۱۷۶

(نوٹ) اللہ اکبر کیا ادب مساجد کا عہد صحابہ رضؓ میں تھا اب تو مساجد کے اندر بھی ان باتوں سے احتیاط کی توفیق نہیں ہوتی۔

روایت ۵/ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ہر قبائل میں مساجد تعمیر کی جائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد کی صفائی کا اور مساجد میں خوشبو کا حکم ارشاد

فرمایا ہے۔ جمع الفوائد ج ۱ صد ۱۷۷

فائدہ: اس حدیث سے مساجد کی صفائی اور خدمت کرنے والا دراصل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کے سبب سرکاری اور درباری آدمی ہوا۔ پس اس کو حقیر سمجھنے اور ستانے والے اور ذراسی بات میں اس کی ہر اہانت کو جائز سمجھنے والے اپنے عمل پر نظر ثانی فرمالیں ایک پولیس افسر کے خانسامہ اور معمولی خادم کے ساتھ بھی جرأت نہیں ہوتی کہ اس کے ساتھ گستاخی اور بدتمیزی سے پیش آئیں۔

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا

تشریح نمبر۲: خدام مسجد۔ موذین اور ائمہ مساجد کے لئے معقول مشاہرہ مقرر کرنا کہ اچھی طرح گذر کر سکیں۔

اس گرانی کے زمانے میں ایک چپراسی اور معمولی کلرک کی تنخواہ تین سو سے چار سو تک ہے اور پھر بھی وہ پریشان اور تنگ حالی کا شکوہ حکومت سے کرتے رہتے ہیں لیکن وہی منتظمہ کے صدر اور سکریٹری جن کا اپنا گذر تو ہزار روپے ماہوار سے بھی انھیں مشکل نظر آرہا ہے اور وہ مؤذن کو سو یا ڈیڑھ سو اور امام کو ۲دو سو سے ۳تین سو دیتے ہوئے بھی اپنے دلوں میں تنگی محسوس کرتے ہیں اور ان کی نظر میں موذن۔ حافظ۔ امام کی قدر میٹرک پاس کے برابر بھی نہیں اگر ان کے لڑکے کو انگریزی پڑھانے والا سو روپے ایک گھنٹے کا مانگتا ہے فوراً منظور اور قرآن پاک پڑھانے والے کو فی گھنٹہ ۲۵ روپے دینا بھی گراں معلوم ہوتا ہے یہ کیا بات ہے دراصل دنیا کی محبت اور عظمت تو ہمارے دلوں میں گھسی ہوئی ہے اور آخرت کو ہم معمولی اور حقیر سمجھتے ہیں حالانکہ یہ عارضی وطن ہے اور آخرت اصلی وطن ہے۔

———— وہاں کی راحت کا تو زیادہ اہتمام ہونا بتقضائے عقل بھی تھا۔ حضرت اقدس ہردوئی دامت برکاتہم سے ایک حکایت سُنی تھی جو یہاں نقل کرتا ہوں۔

فرمایا کہ ایک وزیر کے بچے کا سورہ بقرہ ختم ہوا وزیر نے استاد کو ڈھائی سو اشرفیاں انعام دیں۔ استاد نے کہا یہ تو بہت زیادہ ہے ہم نے ابھی کیا کیا ہے جو اتنا بڑا انعام دیا جا رہا ہے۔ وزیر نے کہا کہ کل خلوت میں مجھ سے ملئے جب تنہائی میں ملے تو کہا اب میرے بچے کو پڑھانے مت آنا کیونکہ آپ کے قلب میں سورہ بقرہ کی وقعت میری ڈھائی سو اشرفیوں سے بھی کم ہے جب آپ کے قلب میں قرآن کی یہی وقعت ہے تو آپ کا اثر میرے بچے پر کیا پڑے گا۔

تشاکیہ نمبر ۵ مؤذن سے اذان اور اقامت متفرق اوقات میں کہلانا

اس سلسلے میں حسب ذیل باتوں کی مشق کرائی جاوے تاکہ اذان اور اقامت مسنون طریقے سے ادا ہو۔

اذان کی سنتیں

۱۔ اذان کسی بلند مقام پر دی جاوے۔

۲۔ قبلہ رو کھڑا ہو کر اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں کو کلمہ کی انگلی سے بند کر کے اپنی طاقت کے موافق بلند آواز سے اذان کہنا۔

۳۔ حیّ علی الصلوٰہ کہتے وقت منہ کو اس طرح داہنی طرف پھیرے کہ قدم اور سینہ قبلہ سے نہ پھرے۔

۴۔ حیّ علی الفلاح کہتے وقت منہ کو بائیں طرف پھیرے کہ قدم اور سینہ قبلہ سے نہ پھرے۔

۵ - اذان کو گانے کے طور پر نہ ادا کرے کہ کچھ پست آواز سے کچھ بلند آواز سے
۶ - اور دو مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر اس قدر سکوت کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے پھر اس کے بعد ہر کلمہ پر اتنا ہی سکوت کرے کہ سننے والا اعادہ کر سکے۔

اقامت کی سنتیں : اقامت کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر کے چار کلمات کو ایک سانس میں کہے پھر ہر کلمہ پر وقف کرے۔ اور حی علی الصلوٰہ پر اور حیّ علی الفلاح پر اور قد قامت الصلوٰہ پر وقف کرے بعض لوگ مسائل فقہ سے نادانی کے سبب مثلاً حی علی الفلاح کی ح پر زیر پڑھ کر دوسرا حیّ علی الفلاح کہتے ہیں اسی طرح حیّ علی الصلوٰہ کی ہ پر زیر پڑھ کر دوسرا حیّ علیٰ الصلوہ پڑھتے ہیں۔ اسی طرح قد قامت الصلوٰۃُ کے تا پر پیش پڑھ کر پھر دوسرا قد قامت الصلوٰہ کہتے ہیں اس نوع کا وصل کرنا اور ان کے آخری حروف پر دو میں زیر کی حرکت دینا اور تیسرے میں پیش کی حرکت پڑھنا سب قواعد فقہ سے غلط ہیں اس کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

مسئلہ :- جمعہ کی پہلی اذان سن کر تمام کاموں کو چھوڑ کر جمعہ کی نماز کیلئے جانا واجب ہے خرید و فروخت یا کسی اور کام میں مشغول ہونا حرام ہے۔ (بہشتی گوہر) یعنی جمعہ کی تیاری مثلاً وضو، غسل ولباس کا تبدیل کرنا۔ سرمہ لگانا۔ عطر لگانا وغیرہ کے علاوہ کوئی کام نہ کرے۔ اس لئے اذان اوّل اور خطبہ کی اذان میں بہت زیادہ فصل نہ کرنا چاہیئے تاکہ مذکورہ معصیت سے حفاظت رہے۔

تشاکیہ نمبر ۹ تصحیح قرآن پاک کی اہمیت کی تشریح۔

بہ عنوان ائمہ مساجد کا قرآن پاک صحیح نہ پڑھنا کہ (باب اوّل) میں ہو چکی ہے۔

تشاکیہ نمبر۱۰ امام کی نگرانی میں محلہ میں گشت تبلیغی بھی ہونا۔

اس طرح جس مسجد میں بھی کام شروع کیا گیا ہے اس کے بہت بہتر نتائج ظاہر ہوئے جو عید بقرعید کے علاوہ کبھی نماز نہ پڑھتے تھے بار بار گشت کی برکت اور کہنے سننے کی برکت سے نمازی بن جاتے ہیں۔ محلہ کے اندر جو افسران اور دنیاوی وجاہت کے لوگ ہوں ان کے پاس جب جانا ہو تو نمازیوں میں سے کسی صاحب اثر اور وجاہت کو اپنے ساتھ ضرور لے لیا جاوے اس کی وجہ سے وہ بات غور سے سنتے ہیں۔ ایک فیکٹری میں اس طرح کیا گیا کہ بعد نماز عصر امام صاحب کسی کو ساتھ لے کر بڑے بڑے افسروں میں سے کسی ایک کے پاس تھوڑی دیر دینی بات کرتے اور ان کو مسجد میں آنے کی دعوت دیتے اس طرح باری باری متعدد افسروں کے پاس جاتے رہے ایک سال تک اس محنت کی دھن لگی رہی نتیجہ یہ نکلا کہ تمام آفیسر طبقے کے لوگ سب کے سب پکے نمازی ہو گئے۔

کام کو خود کام پہنچا دیتا ہے انجام تک
ابتدا کرنا ہے مشکل انتہا مشکل نہیں
سختی رہ سے نہ ڈر ہاں ایک ذرا ہمت تو کر
گامزن ہونا ہے مشکل راستہ مشکل نہیں

اس دعوت اور گشت کی محنت پر علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد یاد آیا فرماتے ہیں جو شخص اخلاص سے کسی بستی پر دینی محنت کرے اور اس کی محنت اور دعوت سے وہاں کے لوگ دیندار ہو جائیں تو یہ شخص اس بستی کا قطب بنا دیا جاتا ہے۔

تشاکیہ نمبر۱۱ گاہ بہ گاہ گھروں پر مستورات کو دینی باتوں کے سنانے کا نظام قائم کرنا الخ

محلہ کے امام مسجد سے یا کسی عالم سے اپنے گھروں کے اندر گاہ گاہ وعظ کا انتظام کرنا اور محلہ کی عورتوں کو بھی جمع کرنا اور ان کے لئے پردہ کا انتظام کرنا یہ صورت تو گاہ گاہ ہفتہ واری یا ماہانہ رہے۔

اور ہر گھر کا بڑا ہر روز پانچ منٹ یا دس منٹ دین کی کوئی کتاب سنانا شروع کردے اور ایک دو منٹ گھر کی عورتوں اور بچوں کو ایک یا دو سنت بھی کھانے پینے کی وضو نماز کی یا سونے جاگنے وغیرہ کی سکھانا شروع کردیں اس طرح ایک سال میں کتنی سنتوں کا علم ہو سکتا ہے اور پھر اس پر عمل بھی کرائیے اور عمل کی نگرانی کرتا رہے مثلاً سوتے وقت داہنی کروٹ پر سونے کی ابتدا کرنا اور اللّٰھم باسمك اَمُوتُ واَحْییٰ دعا پڑھ کر سونا سکھانا اور ترغیب بھی دلانا کہ بھائی ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح سویا کرتے تھے ہم اور آپ اس طرح سوئیں گے تو ہمارا سونا نبیؐ والا سونا ہوگا جس کو دنیا بھر کا سونا نہیں پا سکتا۔ کافر آزاد سوتا ہے اور مومن اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر سوتا ہے اور اس طرح سونے سے حق تعالیٰ ہم سے محبت فرمائیں گے ہم سے خوش ہوں گے ان ترغیبات سے ان کو ہر روز سوتے وقت اس کی عملی مشق کرائیں پھر کچھ دن بعد جب یہ سبق یاد ہو جائے سو کر اٹھنے کی سنتیں یاد کرائیں۔ ان تعلیمات کے لئے بہشتی زیور۔ تعلیم الدین سے مدد حاصل کریں اور حیاۃ المسلمین بھی سنائیں پھر اسی طرح جزاء الاعمال بھی گھروں پر سنائیں اور معاصی کے نقصانات سب گھر والوں کو اس کتاب سے زبانی یاد کرا دیں۔ اور بھی مقامی علماء سے مشورہ لیتے رہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح ہمارے گھروں میں سنتوں کا نور پھیل جائے گا اور سب افراد گھر کے دیندار اور صالح ہو جاویں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

تیسرا باب

دوسری بات - یعنی نظام مدارس دینیہ کے بارے میں معروض ہے کہ اکثر مدارس میں تربیت و تصحیح تجوید کلام پاک کی طرف خصوصی توجہ نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے مندرجہ ذیل کوتاہیاں طلبا اور جدید فارغ شدہ حضرات میں پائی جاتی ہیں۔

۱- تصحیح قرآن پاک نہ ہونا۔ بالخصوص روزمرہ کی تلاوت اور تراویح قواعد کے مطابق نہ پڑھنا۔ اس وجہ سے تراویح میں صحیح سُنانا نادر ہو گیا ہے۔

۲- نماز باجماعت مسجد کا اہتمام نہ ہونا

۳- تعدیل ارکان کے ساتھ نماز نہ پڑھنا۔

۴- اسباق کی ایسی پابندی نہ کرنا کہ ناغہ نہ ہو۔

۵- قرآن پاک کی عظمت مطلوبہ کا نہ ہونا۔

۶- تلاوت قرآنِ پاک نہ کرنا۔

۷- غیبت و بدگمانی سے نہ بچنا۔

۸- غصّہ کے وقت اور کسب مال میں حدود پر نہ رہنا۔

۹- اساتذہ و منتظمین کا ادب و احترام نہ کرنا۔ ان کو اپنا محسن نہ سمجھنا۔

۱۰- اخلاق رذیلہ کی اصلاح کی فکر نہ ہونا اور اخلاق حمیدہ کی تحصیل کا اہتمام نہ ہونا۔ اس سلسلہ میں چند معروضات برائے منتظمین کرام و اساتذہ عظام اور اصلاحات کا جذبہ رکھنے والے دردمندان ملّت اسلامیہ حضرات کی خدمت میں پیش ہیں۔

تیسرا باب

تشاکیہ نمبر ۱ جدید فارغ شدہ حضرات اور طلبائے کرام میں تصحیح قرآن پاک نہ ہونا بالخصوص روزمرہ کی تلاوت اور تراویح قواعد کے مطابق نہ پڑھنا

اس وجہ سے تراویح میں صحیح سنانا نادر ہو گیا ہے۔

قرآن پاک کی تصحیح حروف کی اہمیت پہلے بیان ہو چکی ہے اس کے متعلق چند کوتاہیوں کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

۱۔ بعض حضرات صرف جلسہ میں پڑھنے کے لئے دو ایک رکوع قواعد سے مشق کر لیتے ہیں اور روزمرّہ اپنے گھروں میں تمام قرآن پاک کی تلاوت بدون قواعد کا لحاظ رکھتے ہوئے کرتے ہیں۔

۲۔ بعض حضرات صرف جہری نمازیں قواعد کی رعایت کرتے ہیں اور سری نمازوں میں اخفاء۔ ادغام۔ غنّہ وغیرہ کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا۔ سب اصول ختم

۳۔ بعض حضرات تراویح میں باوجود ماہر فن ہونے کے قواعد کی رعایت اس لئے نہیں کرتے کہ اس سے تاخیر ہو گی اس لئے جلد پڑھ کر مقتدیوں کو خوش کر دیتے ہیں۔

اب خود فیصلہ کیجئے کہ نمبر ا، ۲، ۳ کی مذکورہ کوتاہیوں کی حقیقت اور اس کا سبب کیا ہے؟ اگر قواعد کی رعایت قرآن پاک کی عظمت کا حق ہے تو پھر جلسہ اور جہری نماز کی تخصیص کیوں ہے اور تراویح مستثنیٰ کیوں ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جہری نمازوں میں تلاوت کے اصول کی رعایت اور سرّی نمازوں میں بے پروائی اس بات کی دلیل ہے کہ قلب میں حق تعالیٰ کی عظمت نہیں ورنہ کیا سرّی نمازیں

ہماری تلاوت کو حق تعالیٰ نہیں سنتے۔

مرشدنا حضرت اقدس ہردوئی دامت برکاتہم نے ایک تقریر میں فرمایا کہ جو لوگ تراویح میں جلد اور تیز پڑھ کر مقتدیوں کو خوش کر دیتے ہیں میں ان سے پوچھتا ہو کہ اگر حکومت کی طرف سے کاروں کا مقابلہ تیز رفتاری میں ہو تو جو کار ہر سرخ سگنل پر بھی نہ رکے اور مسافروں کو ٹکر مارتی ہوئی اور قانون ٹریفک کی خلاف ورزی کرتی ہوئی سب سے آگے بڑھ جائے وہ انعام پائے گی یا وہ کار جو ہر سرخ سگنل پر رکتی ہوئی اور تمام قواعد کی رعایت رکھتے ہوئے منزل پر سب سے آگے ہو۔ بلکہ پہلی مذکورہ صورت پر آگے بڑھنے والی کار کا خلاف قانون تیز رفتاری کے سبب چالان بھی ہو گا۔ بس تیز رفتار حفاظ اور قرآ کو بھی اس مثال سے اپنے بارے میں غور کر لینا چاہئیے کہ وہ اس بے اصولی سے انعام کے مستحق ہوں گے یا سزا کے مستحق ہوں۔

تشاکیح نمبر۲ اہل مدارس کا مساجد میں جماعت سے نماز کا اہتمام نہ کرنا۔

ظاہر بات ہے کہ جب دین کے مراکز اور سرچشموں میں اس نوع کوتاہیاں ہوں گی تو پھر عوام مسلمین پر اس کا کیا اثر ہو گا۔ جماعت کے اہتمام میں کوتاہی پر کس قدر شدید وعید حدیث پاک میں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کو جنہوں نے مسجد نبوی میں جماعت کا اہتمام ترک کیا تھا ان کے بارے میں کس ناگواری اور عنوان غضب سے ارشاد فرمایا[1] کہ میرے دل میں یہ ارادہ ہوا تھا کہ میں ان کے گھروں میں آگ لگا دوں۔

ایک روایت[2] میں ہے کہ اگر مجھے چھوٹے بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہوتا تو ان تارکین جماعت کو جو مسجد میں نہیں آئے تو میں ان کے گھروں کے مال و اسباب کو مع ان کے جلا دینے کا حکم کرتا۔ حضرت امام ترمذیؒ نے

اس حدیث کو نقل کر کے فرمایا کہ یہی مضمون ابن مسعود اور ابو درداؓ اور ابن عباس اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے اور یہ سب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معزز اصحاب میں ہیں۔

۳۔ حضرت ابو درداؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی آبادی میں یا جنگل میں مسلمان ہوں اور جماعت سے نماز نہ پڑھیں اُن پر بے شک شیطان غالب ہو جائے گا پس اے ابو درداءؓ جماعت کو اپنے اوپر لازم کر لو دیکھو بھیڑیا (شیطان) اسی بکری کو (آدمی) کھاتا (بہکاتا) ہے جو اپنے گلّے (جماعت) سے الگ ہو گئی ہو۔

۴۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے فجر کی نماز باجماعت پڑھنا زیادہ محبوب ہے بہ نسبت اس کے کہ تمام شب عبادت کروں۔
(موطا امام مالک)

۵۔ شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ اگر شب بیداری نماز فجر میں مخل ہو تو اس کا ترک اولیٰ ہے (اشعۃ اللمعات)

۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ تارک جماعت کو یا تو کھلا ہوا منافق یا پھر بیمار سمجھتے ہیں۔ مگر بیمار مسلمان بھی دو مسلمانوں کا سہارا لے کر جماعت میں حاضر ہوتے تھے۔

مدارس کے منتظمین حضرات جماعت کی اہمیت سے طلبا کو آگاہ کرتے رہیں اور سخت نگرانی اور تاکید سے عملی مشق کرائیں۔

حضرت اقدس ہردوئی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ الحمد اللہ ہمارے یہاں طلبا سو فیصد تکبیر اولیٰ سے نماز پڑھتے ہیں۔

تشاکیح نمبر ۳۔ تعدیل ارکان کے ساتھ نماز نہ پڑھنا۔

تعدیل ارکان شرعًا واجب ہے اطمینان اور سکون سے ہر رکن کو ادا نہ کرنے اور جلدی جلدی رکوع سجدے کرنے والے کے بارے میں حدیث پاک میں ارشاد ہے۔ صَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ پھر سے نماز پڑھو تم نے اتنی عجلت سے جو نماز پڑھی گویا کہ پڑھی نہیں۔

حضرت اقدس ہردوئی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ میں نے اپنے یہاں طلباءؔ کے لئے سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ پانچ پانچ مرتبہ پڑھنے کی تاکید کی ہے۔ علماء، صلحاء، طلباء کی ہیئت نماز تو عوام کے لئے تعلیم اور سبق بننا چاہیئے۔ اور فرمایا کہ ہمارے یہاں کا ایک طالب علم جب رمضان کی چھٹیوں پر اپنے گھر گیا تو اپنی مسجد میں اذان ہوتے ہی سکون سے داخل ہو کر ۴ رکعت سنتیں ظہر کی ۷ منٹ میں ادا کیں اور پھر خاموش ادب سے بیٹھا رہا اس کی اس نماز کو دیکھ کر وہاں کے تین اہل ثروت حضرات نے تار سے اپنے تین بچوں کے داخلے کے لئے منظوری لی کیونکہ ہمارے یہاں ۲۵ رمضان کو داخلہ بند ہو جاتا ہے اور کافی درخواستیں جگہ کی کمی کی وجہ سے واپس کرنی پڑتی ہیں۔

مدارس دینیہ کے اندر اگر ہم طلباء اور اساتذہ کو تکبیر اولیٰ سے جماعت کی مشق نہ کرائیں گے تو پھر اس صالح ماحول سے نکلنے کے بعد جب یہ غیر صالح ماحول میں جائے گا وہاں ان کا کیا حال ہوگا۔ اہل مدارس خدا کے لئے اس نادر موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اور اپنی کھیتی کو (یعنی طلباء کی دینی حالت کو) خوب ہری بھری کرنے (سدھارنے) کی کوشش میں حد درجہ دلسوزی کریں تاکہ یہ صدقۂ جاریہ بن سکیں۔ اور اصلاح امت کے لئے صحیح نمونہ بن سکیں۔

تشاکیہ نمبر ۴ اسباق کی ایسی پابندی ہو کہ ناغہ نہ ہو۔

اسباق میں بدون سخت مجبوری ناغہ کرنے سے سخت بے برکتی پیدا ہوتی ہے اور پھر یہ طلباء بھی اس ناغہ کی عادت کو جو اپنے اساتذہ سے سیکھتے ہیں آگے صدقۂ جاریہ کے طور پر جاری کرتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ کے پاس حضرت کے اکابر میں سے کوئی بزرگ تشریف لائے اس زمانہ میں حضرت اقدس تفسیر بیان القرآن لکھ رہے تھے ہر روز جس قدر لکھنے کا معمول تھا اس سے بہت مختصر اور بہت کم چند سطور اس دن تحریر کر کے اور پھر اُن بزرگ کی خدمت میں حاضری دیکر فرمایا کہ حضرت! ناغہ سے بچنے کے لئے تھوڑا سا کام کر لیا۔

حضرت اقدس ہردوئی دامت برکاتہم نے ایک دفعہ ارقام فرمایا کہ اگر ضعف ہو یا کبھی فرصت نہ ہو تو معمولات کا نصف یا تہائی یا چوتھائی ہی کر لیا جاوے بالکل ناغہ نہ کیا جائے۔

احقر عرض کرتا ہے کہ اس ارشاد میں ناغہ سے بچنے کی کس قدر سہل اور حکیمانہ تدبیر ہے جس طرح جسمانی غذاؤں میں اگر بھر پیٹ نہ ملے تو ایک انڈا اور بسکٹ کھا کر چائے پی لینے سے بھی اتنی کمزوری نہیں پیدا ہوتی جس قدر کہ فاقہ سے ہوتی ہے حالانکہ یہ ہلکا ناشتہ پوری غذا کا چوتھائی سے بھی کم ہے اس لئے احقر اپنے احباب سے عرض کرتا ہے کہ ذکر کے ناغے کو روح کا فاقہ سمجھا کریں اس سے روح کمزور ہو جاتی ہے اور نفس روح پر آسانی سے غالب آجاتا ہے لہٰذا اگر کبھی تھکن یا سخت مصروفیت ہو تو ذکر کی پوری تعداد سے آدھی ہی کر لیں یا تہائی کر لیں بالکل ناغہ کبھی نہ کریں۔

مرشدنا حضرت اقدس پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے احقر سے فرمایا تھا کہ

جونپور میں مدرسی کے زمانہ میں مجھے ۱۰۴ ڈگری بخار تھا پھوڑا نکلا تھا جس سے سخت تکلیف بھی تھی لیکن ہم نے محراب میں لیٹ کر ذکر کو پورا کیا اور ناغہ نہ کیا۔

دینی مدارس میں علم دین کے اسباق بھی روحانی غذا ہیں ان کا ناغہ بھی بدون سخت لاچاری اور مجبوری نہ ہونا چاہیئے۔ اساتذہ کی اس ہمت اور عزم کا اثر طلباء پر بھی ہوگا کہ یہ جب مدرس ہوں گے اس عزم ہمت سے کام کریں گے ورنہ مشہور ہے کہ خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔

تشخیص نمبر ۵ قرآن پاک کی عظمت مطلوبہ کا نہ ہونا۔

اس کا علاج یہ ہے کہ گاہ گاہ طلباء کے اجتماع میں قرآن پاک کی عظمت اور فضائل کی احادیث سنائیں جائیں ان کے قلوب میں انشاء اللہ تعالےٰ قرآن پاک کی عظمت پیدا ہو جائے گی۔ چند احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱؎ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے۔ (بخاری۔ ابوداؤد ترمذی)

حدیث ۲؎ ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالیٰ شانہ کا یہ فرمان ہے کہ جس شخص کو قرآن شریف کی مشغولی کی وجہ سے ذکر اور دعائیں مانگنے کی فرصت نہیں ملتی اس کو سب دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ شانہ کے کلام کو سب کلاموں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسے کہ خود حق تعالیٰ شانہ کو تمام مخلوق پر (ترمذی)

حدیث ۳؎ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قرآن کا ماہر ان ملائکہ کے ساتھ ہے جو میر منشی ہیں اور

نیک کار ہیں اور جو شخص قرآن کو اٹکتا ہوا پڑھتا ہے اور اس میں دقت اٹھاتا ہے اس کو دوہرا اجر ملتا ہے۔ (بخاری۔ مسلم۔ ابو داؤد ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

حدیث ۴؎ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسد (غبطہ و رشک کے معنیٰ میں ہے) صرف دو شخصوں پر جائز ہے ایک وہ جس کو حق تعالیٰ نے قرآن شریف کی تلاوت عطا فرمائی اور وہ دن رات اس میں مشغول رہتا ہے۔ دوسرے وہ شخص جس کو حق سبحانہ تعالیٰ نے مال کی کثرت عطا فرمائی اور وہ دن رات اس کو خرچ کرتا ہے (یعنی خدائے تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے)

روایت ۵؎ احیاء العلوم میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ تین چیزیں قوت حافظہ بڑھاتی ہیں

(۱) مسواک (۲) روزہ (۳) تلاوت کلام پاک

حدیث ۶؎ عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن شریف پڑھتا جا اور بہشت کے درجوں پر چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کے پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا پس تیرا مرتبہ وہی ہے جہاں تو آخری آیت پر پہنچے۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ نسائی۔ احمد)

حدیث ۷؎ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف کے ہر حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکی کے برابر ہے اور میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے الف ایک حرف لام ایک حرف میم ایک حرف (یعنی صرف الم پر تیس نیکی کی بشارت ہے۔ (ترمذی)

حدیث ۸:- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ جس شخص نے قرآن پڑھا پھر اس کو حفظ کیا اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا حق تعالیٰ شانہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کی شفاعت قبول فرمائیں گے جن کے لئے جہنم واجب ہو چکی ہو۔ (احمد و ترمذی)

حدیث ۹:- حضرت عبداللہ بن عباسؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ جس شخص کے قلب میں قرآن شریف کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں وہ بمنزلہ ویران گھر کے ہے۔ (ترمذی)

حدیث ۱۰:- عبداللہ بن عمرؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ دلوں میں زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی لگنے سے زنگ لگ جاتا ہے آپ سے پوچھا گیا کہ اس کی صفائی کی کیا صورت ہے۔ ارشاد فرمایا کہ موت کو اکثر یاد کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔

حدیث ۱۱:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے بڑے لوگ اصحاب اللیل اور حملۃ القرآن ہیں یعنی تہجد گذاروں اور قران کے حافظوں کو امت کے بڑے لوگوں میں آپ نے شمار فرمایا۔

روایت ۱۲:- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ جب تلاوت کے لئے قرآن پاک کو ہاتھ میں لیتے تو پہلے ادب سے بوسہ لیتے اور آنکھوں سے لگاتے پھر فرماتے عھدُ ربّی و منشور ربّی " یہ میرے رب کا عہد نامہ اور منشور ہے۔

قرآن پاک کے چند آداب جن کی طرف اکثر توجہ نہیں ہوتی۔

۱- قرآن پاک بدون غلاف کسی بچے کے پاس نہ رہنے دیں۔

۲- قرآن پاک کو دری پر یا منبر پر جہاں انسان قدم یا سرین رکھتا ہے

بدون حائل کے نہ رکھیں۔

۳۔ قرآن پاک پر ٹوپی یا چشمہ نہ رکھیں۔

۴۔ بدون وضو ہاتھ نہ لگائیں

۵۔ قواعد صحیحہ کی رعایت کے ساتھ تلاوت اور تعلیم کا اہتمام ہو۔

۶۔ مذکورہ احادیث شریفہ کو بار بار بچوں کو سنایا جائے تاکہ انکے قلوب میں قرآن پاک کی عظمت پیدا ہو۔

تشاکیہ نمبر ۶۔ تلاوت قرآن پاک نہ کرنا۔

اس کوتاہی کا علاج یہی ہے کہ ہر طالب علم کو اہتمام سے صبح تلاوت کرنے کی تاکید کی جائے اور اس پر نگراں مقرر کیا جائے اور اس نگراں کا وظیفہ بھی مقرر ہو اور اس نگراں کی بھی نگرانی ضروری ہے۔ حضرت اقدس ہردوئی نے فرمایا کہ ہمارے یہاں بچوں کے ہر فرض نماز کی پابندی پر الگ الگ نگراں مقرر ہیں اور اس نگرانی پر ان کا وظیفہ بھی مقرر ہے۔

تشاکیہ نمبر ۷۔ غیبت و بدگمانی سے نہ بچنا۔

یہ بیماری آج صلحاء میں بھی کثرت سے پھیلتی جا رہی ہے جس کے سبب ہر دینی اداروں میں ایک دوسرے سے قلوب صاف نہیں ہیں اور اپنی مجلسوں میں ایک دوسرے کی غیبت بھی کرتے ہیں پھر اس کا اثر طلباء پر یہ ہوتا ہے کہ اساتذہ کی عظمت قلب سے نکل جاتی ہے اور نہ جانے کتنے جھگڑے۔ فساد اور تلخ زندگی کا سبب صرف غیبت اور بدگمانی بنتی ہے اس بیماری کا علاج یہی ہے کہ مفاسد اور نقصانات کا بار بار مذاکرہ ہوتا رہے۔

حضرت اقدس ہردوئی نے فرمایا کہ میں بیعت کرتے وقت غیبت اور بدگمانی

نہ کرنے کا عہد بھی لیتا ہوں۔

غیبت کے مفاسد اور نقصانات کے مطالعہ اور مذاکرہ کے لئے اصلاح غیبت کا مطبوعہ پرچہ بھی نقل کیا جاتا ہے۔ جو احقر کو دعوۃ الحق ہردوئی سے موصول ہوا تھا اور اب مجلس اشاعۃ الحق کراچی سے دستیاب ہے۔

اِصلاح الغیبۃ

یعنی

غیبت کے نقصانات اور اس کا علاج

مرتبہ: مرشدی و مولائی حضرت مولانا الحاج شاہ ابرار الحق صاحب مدظلہم العالی ناظم دعوۃ الحق ہردوئی

آج کل غیبت کا بہت رواج ہے حالانکہ یہ ایسی بُری عادت ہے جس سے دنیا و دین دونوں کی رسوائی و خرابی کا قوی اندیشہ ہے اس لئے بعض احباب کی خواہش پر مختصر طور پر اس کے کچھ نقصانات اور اس کا علاج بزرگوں کی کتب و ارشادات سے مرتب کر کے شائع کیا جا رہا ہے۔ ان باتوں کو بار بار سوچنے سے اور ان پر عمل کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ اس مرض کا ازالہ ہو جائے گا اور اس سے حفاظت رہے گی۔

۱۔ غیبت کا ضرر و نقصان یہ ہے کہ اس سے افتراق پیدا ہوتا ہے اور افتراق سے مقدمہ بازی لڑائی جھگڑا سب کچھ ہوتے ہیں اور اتفاق کے اندر جو مصالح و منافع ہوتے ہیں افتراق کی صورت میں ان سے بھی محرومی

ہو جاتی ہے۔

۲۔ غیبت کرنے کے ساتھ ہی قلب میں ایسی ظلمت پیدا ہوتی ہے جس سے سخت تکلیف ہوتی ہے جیسے کسی نے گلا گھونٹ دیا ہو۔ جس کے دل میں ذرا بھی حس ہو اس کو یہ بات محسوس ہوتی ہے۔

۳۔ غیبت کرنے سے دین و دنیا دونوں کو نقصان ہوتا ہے۔ دنیا کا نقصان یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے وہ اگر سن پائے تو غیبت کرنے والے کی فضیحت کر ڈالے بلکہ اگر بس چلے تو بری طرح سے خبر لے۔ دین کا نقصان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی گویا سامان دوزخ ہے۔

۴۔ حدیث شریف میں ہے کہ غیبت زنا سے بھی زیادہ ضرر کا باعث ہے۔

۵۔ غیبت کرنے والے کی اللہ تعالیٰ بخشش نہ فرمائیں گے جب تک بندہ معاف نہ کرے کیونکہ یہ حقوق العباد میں سے ہے۔

۶۔ غیبت کرنا گویا اپنے مُردار بھائی کا گوشت کھانا ہے بھلا کون ایسا ہو گا جو اپنے مردار بھائی کا گوشت کھائے گا جیسا کہ اس کو بُرا و ناگوار خیال کیا جاتا ہے اسی طرح غیبت کے ساتھ معاملہ چاہیئے۔

۷۔ غیبت کرنے والا بزدل ڈرپوک ہوتا ہے۔ جبھی تو پیٹھ پیچھے بُرائی کرتا ہے۔

۸۔ غیبت کرنے سے چہرے کا نور پھیکا پڑتا ہے اور ایسے شخص کو ہر شخص ذلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

۹۔ غیبت کا بڑا ضرر یہ ہے کہ قیامت کے دن غیبت کرنے والے کی نیکیاں جس کی غیبت کی ہے اس کو دے دی جائیں گی اگر اس سے کمی پوری نہ ہوئی تو جس کی غیبت کی ہے اس کی بدیاں اس کی گردن پر لاد دی

جائیں گی جس کے نتیجہ میں جہنم کا داخلہ ہوگا۔ ایسے شخص کو حدیث شریف میں دین کا مفلس فرمایا گیا ہے لہٰذا دنیا ہی میں اس کی معافی کرا لینی چاہیئے۔

۱۰۔ غیبت کا عملی علاج بھی کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ جب کوئی غیبت کرے اور اور منع کرنے پر قدرت ہو تو منع کر دے ورنہ وہاں سے خود اُٹھ جانا ضروری ہے اور اس کی دل شکنی کا خیال نہ کرے کیونکہ دوسرے کی دل شکنی سے اپنی دین شکنی (دین کو نقصان پہونچانا) زیادہ قابل احتراز ہے یوں اگر نہ اٹھ سکے تو کسی بہانے سے اٹھ جائے۔ یا قصداً کوئی مباح تذکرہ شروع کر دیا جائے۔

۱۱۔ غیبت کا عجیب و غریب ایک عملی علاج یہ ہے کہ جس کی غیبت کرے اس کو اپنی اس حرکت کی اطلاع کر دیا کرے تھوڑے دن اس پر مداومت سے انشاءاللہ تعالیٰ یہ مرض دور ہو جائے گا۔

تنبیہہ نمبر ا۔ غیبت کے معنی یہ ہیں کہ کسی مسلمان کے پیٹھ پیچھے اس کے متعلق کوئی کسی ایسی بات کا ذکر کرنا کہ اگر وہ سُنے تو اس کو ناگوار گذرے مثلاً کسی کو بیوقوف یا کم عقل کہنا یا کسی کے حسب و نسب میں نقص نکالنا یا کسی شخص کی کسی حرکت یا مکان یا مویشی یا لباس غرض جس شے سے بھی اس کو تعلق ہو اس کا کوئی عیب ایسا بیان کرنا جس کا سننا اسے ناگوار گذرے خواہ زبان سے ظاہر کی جائے یا رمز و کنایہ سے یا ہاتھ اور آنکھ کے اشارے یا نقل اتاری جائے۔ یہ سب غیبت میں داخل ہے۔

۱۲۔ نفع کامل کے لئے ان باتوں کے ساتھ ساتھ کسی کامل مصلح سے اصلاحی تعلق بھی ضروری ہے تاکہ اگر ان تدابیر کا اثر ظاہر نہ ہو تو ان سے رجوع کیا جا سکے۔

تنبیہہ نمبر۳۔ بعض صورتوں میں غیبت جائز ہے مثلاً جہاں کسی شخص کی حالت چھپانے سے دین کا یا دوسرے مسلمانوں کا ضرر ہونے کا گمان غالب ہو تو وہاں اس کی حالت ظاہر کر دینا چاہیئے یہ منع نہیں ہے یہ خیر خواہی و نصیحت میں داخل ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ جس کی غیبت کرنا چاہیں پہلے اس کے حالات لکھ کر عالم باعمل سے پوچھ لیں اس کے فتویٰ کے بعد اس پر عمل کریں اگر دینی ضرورت نہیں ہے بلکہ محض نفسانیت ہی نفسانیت ہے تو ایسی صورت میں حالت واقعی بیان کرنا غیبت حرام میں داخل ہے اور بلا تحقیق کسی عیب کا بیان کرنا تو بہتان ہے۔

تنبیہہ نمبر۳ اگر شیخ کی مجلس میں بھی غیبت ہونے لگے تو فوراً اٹھ جانا چاہیئے جیسے بارش عمدہ چیز ہے اس میں نہانا مفید بھی ہے مگر اولے پڑنے لگیں تو بھاگنا ہی چاہیئے۔

احقر ابرار الحق عفا اللہ عنہ، خادم اشرف المدارس ہردوئی

تشاکیہ نمبر۸ غصہ کے وقت اور کسب مال میں حدود پر نہ رہنا۔

"علاج ازافادات حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ"

غصے کے وقت حدود سے بڑھ جانا اور عقل ٹھکانے نہ رہنا اور انجام سوچنے کا ہوش باقی نہ رہنے کا علاج یہ ہے کہ سب سے پہلے جس پر غصہ آیا ہے۔

۱۔ اس کو فوراً اپنے سامنے سے ہٹا دے اگر وہ نہ ہٹے تو خود اس جگہ سے ٹل جائے۔

۲۔ پھر سوچے کہ جس قدر یہ شخص میرا قصوروار ہے اس سے زیادہ میں خدائے تعالیٰ کا قصوروار ہوں اور میں جس طرح یہ پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری خطا معاف کر دیں ایسے ہی مجھ کو بھی چاہیئے کہ

میں اس کا قصور معاف کردوں۔

۳- اور زبان سے کئی بار اعوذ باللہ پڑھے اور پانی پی لے یا وضو کرلے اس سے غصہ جاتا رہے گا پھر جب عقل ٹھکانے ہوجاوے اس وقت بھی اگر اس کو سزا دینی مناسب معلوم ہو اور سزا دینے میں اسکی بھلائی معلوم ہو جیسے اپنی اولاد ہے یا شاگرد ہے یا مرید ہے کہ اس کی اصلاح ضروری ہے یا سزا دینے میں دوسرے کی بھلائی ہے جیسے اس شخص نے کسی پر ظلم کیا تھا اب مظلوم کی مدد کرنا اور اس کے واسطہ بدلہ لینا ضروری ہے اس لئے سزا کی ضرورت ہے تو پہلے خوب سمجھ لے کہ اتنی خطا کی کتنی سزا ہونی چاہیئے جب ہر طرح شریعت کے مطابق اس بات میں تسلی اور اطمینان ہوجائے تو اسی قدر سزا دیدے چند روز اس طرح غصہ روکنے سے پھر خود بخود قابو میں آجائے گا۔ تیزی نہ رہے گی۔

(از بہشتی زیور ۷)

۴- ایک حدیث میں ہے کہ غصہ کے وقت خاموش ہوجائے اور دوسری روایت میں ہے کہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے۔ بیٹھا ہو تو لیٹ جائے اور تیسری روایت میں ہے کہ کئی بار اعوذ باللہ کہے۔

(التشرف فی احادیث التصوف)

کسب مال میں حدود پر نہ رہنے کا علاج

دراصل یہ بیماری دنیا اور مال کی محبت سے پیدا ہوتی ہے ایسے شخص کو حلال اور حرام کا فرق نظر نہیں آتا۔ قلب کی بصیرۃ خراب ہونے سے بصارت بھی صحیح کام نہیں کرتی۔ رشوت۔ انشورنس۔ سٹہ انعامی بونڈ۔ جُوا۔ اور تمام ناجائز سودی ملازمتوں سے بچنے کی فکر زائل ہوجاتی ہے

اس بیماری کے علاج کو مجلس اشاعۃ الحق سے احقر نے طبع کرادیا ہے وہی پرچہ یہاں بھی نقل کیا جاتا ہے۔

دُنیا اور مال کی محبّت کی بُرائی اور اُس کا علاج

از:- افادات حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مال کی محبت ایسی بُری چیز ہے کہ جب یہ دل میں آتی ہے تو حق تعالیٰ کی یاد اور محبت اس میں نہیں سماتی کیونکہ ایسے شخص کو تو ہر وقت یہی اُدھیڑ بن رہے گی کہ روپیہ کس طرح آئے اور کیونکر جمع ہو۔ زیور کپڑا ایسا ہونا چاہیئے اس کا سامان کس طرح کرنا چاہیئے۔ اتنے برتن ہو جائیں۔ اتنی چیزیں ہو جائیں ایسا گھر بنانا چاہیئے۔ باغ لگانا چاہیئے۔ جائیداد خریدنا چاہیئے جب رات دن دل اسی میں رہا پھر خدائے تعالیٰ کو یاد کرنے کی فرصت کہاں ملے گی۔

ایک بُرائی اس میں یہ ہے کہ جب دل میں اس کی محبت جم جاتی ہے تو مر کر خدا کے پاس جانا اس کو بُرا معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ خیال آتا ہے کہ مرتے ہی سارا عیش جاتا رہے گا اور کبھی خاص مرتے وقت دنیا کا چھوڑنا بُرا معلوم ہوتا ہے اور جب اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا سے چھڑایا ہے تو، توبہ توبہ اللہ تعالیٰ سے دشمنی ہو جاتی ہے۔ اور خاتمہ کفر پر ہوتا ہے

ایک اور بُرائی اس میں یہ ہے کہ جب آدمی دنیا سمیٹنے کے پیچھے پڑ جاتا ہے تو پھر اس کو حلال و حرام کا کچھ خیال نہیں رہتا۔ نہ اپنا اور پرایا حق سوجھتا ہے نہ جھوٹ اور دغا کی پرواہ ہوتی ہے۔ بس یہی نیت رہتی ہے کہ کہیں سے آئے لے کر بھر لو۔ اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ دنیا کی محبت سارے گناہوں کی

جڑ ہے۔ جب یہ ایسی بُری چیز ہے تو ہر مسلمان کو کوشش کرنا چاہیئے کہ اس بلا سے بچے اور اپنے دل سے اس دنیا کی محبت باہر کرے۔ سو علاج اس کا ایک تو یہ ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کرے اور ہر وقت سوچے کہ یہ سب سامان ایک دن چھوڑنا ہے پھر اس میں جی لگانا کیا فائدہ۔ بلکہ جس قدر زیادہ جی لگے گا۔ اسی قدر چھوڑتے وقت حسرت ہو گی۔

دوسرے بہت سے علاقے نہ بڑھائیے یعنی بہت سے آدمیوں سے میل جول نہ بڑھائیے۔ ضرورت سے زیادہ سامان چیزیں مکان جائداد جمع نہ کرے۔ کاروبار، روزگار، تجارت حد سے زیادہ نہ پھیلائیے۔ ان چیزوں کو ضرورت اور آرام تک رکھے۔ غرض سب سامان مختصر رکھے۔

تیسرے فضول خرچی نہ کرے کیونکہ فضول خرچی کرنے سے آمدنی کی حرص بڑھتی ہے اور اس کی حرص سے سب خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

چوتھے موٹے کھانے، کپڑے کی عادت رکھے۔

پانچویں غریبوں میں زیادہ بیٹھے امیروں سے بہت کم ملے۔ کیونکہ امیروں سے ملنے میں ہر چیز کی ہوس پیدا ہوتی ہے۔

چھٹے جن بزرگوں نے دنیا چھوڑ دی ہے ان کے قصّے حکایتیں دیکھا کرے۔

ساتویں جس چیز سے دل کو زیادہ لگاؤ ہو اس کو خیرات کر دے یا بیچ ڈالے انشاء اللہ تعالیٰ ان تدبیروں سے دنیا کی محبت دل سے نکل جائے گی اور دل میں جو دور، دور کی امنگیں پیدا ہوتی ہیں کہ یوں جمع کریں، یوں سامان خریدیں یوں اولاد کے لئے مکان اور گاؤں چھوڑ جائیں۔ جب دنیا کی محبت جاتی رہے گی یہ امنگیں خود دفع ہو جائیں گی (بہشتی زیور حصہ ۷)

تشاکیمج نمبر۹ اساتذہ و منتظمین کا ادب و احترام نہ کرنا اور ان کو اپنا محسن نہ سمجھنا۔

آج علم میں بے برکتی کا بڑا سبب اساتذہ کا ادب و احترام نہ کرنا ہے اور تفسیر اور حدیث پاک کی کتابوں کا ادب نہ کرنا ہے عموماً طلبا انگریزی اسکول کے لڑکوں کی طرح دینی کتب کو ہاتھ میں لے کر نیچے لٹکائے ہوئے ہلاتے ہوئے چلتے ہیں جس سے دینی کتابیں کبھی آگے کبھی پیچھے ہو جاتی ہیں اور بعض تو چارپائی کے سرہانے بیٹھے ہوئے اور پائینتی کتابوں کو رکھتے ہیں۔ بعض دینی کتب پر قلم چشمہ۔ اور ٹوپی رکھ دیتے ہیں ان باتوں سے بچنا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل بے ادب کو نہیں ملتا۔ حضرت عارف رومیؒ فرماتے ہیں

اے خدا جوئیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

اے خدا ہم آپ سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں کیونکہ بے ادب آپ کے فضل سے محروم ہو جاتا ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ نے طلبائے کرام و علمائے کرام سے ایک مرتبہ خطاب فرمایا کہ صاحبو جتنا آپ نے پڑھا ہے اتنا ہی درس نظامیہ ہم نے بھی پڑھا ہے مگر آج علم کی جو برکتیں آپ محسوس کر رہے ہیں یہ سب اساتذہ کرام کا ادب و اکرام کا ثمرہ ہے اور حضرت حاجی صاحبؒ کی دعائیں ہیں حدیث پاک میں ہے کہ جس نے کسی کو ایک آیت بھی کلام اللہ کی سکھا دی تو وہ سکھانے والا طالب علم کا آقا بن گیا۔ (طبرانی) یعنی طالب علم غلام اور استاد آقا ہو گیا غرض یہ ہے کہ استاد کا بہت ادب کرنا چاہیئے۔

چند آداب اشرف التفہیم لتکمیل التعلیم

ان ہدایات مندرجہ ذیل کو حضرت حکیم الامت تھانویؒ

نے بہت پسند فرمایا تھا۔

۱۔ طلبائے کرام کو چاہیئے کہ اساتذہ کے ساتھ حسن ظن رکھیں اگر کسی طالب علم کے ساتھ خاص برتاؤ کیا کرے تو یہ سمجھ لے کہ وہ صاحب اسی لائق ہیں اور میں اسی لائق ہوں یا میرے ساتھ یہی برتاؤ مصلحت ہے اور ان کے ساتھ وہی برتاؤ مصلحت ہے یا یوں سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ پر ان کا حساب ہے مجھے بدگمانی سے کیا نفع ہوگا میں ان کے فیوض و برکات سے محروم رہوں گا اور آخرت میں بدگمانی کے وبال میں گرفتار رہوں گا۔ اور مصلحت میں زیادہ غور و خوض نہ کرے۔ بس اپنے دل میں یہ سمجھ لے کہ ہوگی کوئی مصلحت۔ یہ طریقہ سرمایۂ راحتِ دارین ہے۔

۲۔ استاد کی روک ٹوک اگر پڑھنے میں ہو تو اس کو برا نہ سمجھے اور نہ چہرہ پر شکن لائے نہ ملال ظاہر کرے اس لئے کہ اس سے استاد کے قلب میں انقباض پیدا ہو جائے گا اور دروازہ نفع کا بند ہو جائے گا کیونکہ یہ موقوف ہے انشراح دل اور مناسبت پر۔ اور صورت مذکورہ میں دونوں باتیں نہیں (اسی طرح مرید کو اپنے مرشد کے معاملہ میں سمجھنا چاہیئے)

۳۔ بہت بڑا قاعدہ اور جلد نفع کی کنجی یہ ہے کہ جس سے نفع حاصل کرنا ہو اس کے سامنے اپنے کو مٹا دے اور فنا کر دے اپنی رائے و تدبیر کو بالکل دخل نہ دے پھر دیکھے کیسا نفع حاصل ہوتا ہے ؎

تو مباش اصلا کمال ایں ست و بس
رو درو گم شو وصال ایں ست و بس

؎ جب تک فنائے رائے کی ہمت نہ پائے
کیوں آپ اہل عشق کی محفل میں آئے

۴۔ طالب علم کو چاہئے کہ اگر اساتذہ کی بے ادبی یا نافرمانی یا ایذا رسانی ہوجائے فوراً نہایت نیاز و عجز سے معافی چاہے اور ندامت ظاہر کرے۔

۵۔ بچپن کے استاد کو بڑے ہونے پر بھی استاد سمجھنا چاہئے اور ان کا ادب و لحاظ اور بہت خدمت کرنی چاہئے۔

حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ ادب کا حق پہلے والدین کا ہے پھر استاد ظاہری کا پھر پیر کا۔

۶۔ طلبا کو چاہئے کہ اپنے اساتذہ اور بڑوں کے سامنے ادب سے رہیں نہ زیادہ ہنسیں نہ زیادہ بولیں نہ اِدھر اُدھر دیکھیں۔ ایسا رہے جیسے وہ شخص رہتا ہے جس کے سر پر پرندہ بیٹھ جاتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرات صحابہؓ ایسے ہی رہتے تھے۔

۷۔ اگر اساتذہ کرام سے یا کسی بڑے سے کوئی بات خلاف مزاج پیش آجائے تو یہ سمجھ کر کہ ان سے مجھے دینی نفع بہت ہوا ہے معاف کر کے دل صاف رکھے بلکہ ان کے متعلقین سے اگر کوئی بات پیش آجائے تو درگزر کردے۔ حضرت مولانا تھانویؒ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ آپ حضرت حاجی صاحب سے بیعت ہیں تو یہ نامناسب بات بھی نہ کہتا۔ استاد کا درجہ پیر سے زیادہ ہے ان کا تو اور پاس ہونا چاہئے۔

تشاکیہ نمبر ۱۰ اخلاق رذیلہ کی اصلاح کی فکر نہ ہونا اور اخلاق حمیدہ کی تحصیل کا اہتمام نہ ہونا۔

طلبائے کرام کو اصلاح اخلاق کے لئے کسی بزرگ سے تعلق اصلاحی ضروری ہے یہ نعمت صرف کتابوں سے نہیں ملتی۔ پہلے زمانہ میں طلبا کو اکابر بیعت نہ فرماتے تھے اور ان کو تعلیم میں ہمہ تن مصروف رکھتے تھے لیکن اب زمانہ بدل گیا

اب پہلے جیسے صالح طلبا نہ رہے۔

حضرت اقدس پھولپوری نے احقر کو اور ایک دوسرے ساتھی کو طالب علمی ہی میں بیعت فرماکر یہ ارشاد فرمایا کہ اب طالب علموں کو بیعت کرکے انھیں بھی کچھ مختصر سا ذکر بتا دینا چاہئے اور طالب علمی ہی سے ان کی اصلاح اخلاق کی فکر ہونی چاہئے کیونکہ اب وہ زمانہ نہ رہا جب اکابر طلبا کو بیعت نہ کرتے تھے۔ کیونکہ ان کو یہ خوف ہوتا تھا کہ طلب علم سے ان کی توجہ ہٹ کر زیادہ اشغال و ذکر کی طرف ہوکر علم کے حصول میں خلل ہوگا لیکن اُس وقت کے طلبا اکثر اشراق و تہجد اور اوابین کے پابند ہوتے تھے۔ اُن کا ظاہر اور باطن صالح ہوتا تھا اب تو طلبا کا حال ہی کچھ اور ہے الا ماشاء اللہ۔ اس لئے اب اس علمی اور عملی انحطاط و زوال کے دور میں طالب علمی ہی کے زمانے میں عملی اور اخلاقی اصلاح کے لئے انھیں کسی بزرگ سے تعلق اصلاحی قائم کرلینا چاہئے مگر ان چار شرطوں کے ساتھ ہی نفع تام ہوتا ہے جس کو حضرت خواجہ صاحب نے بیان فرمایا ہے ؎

چار شرطیں لازمی ہیں استفادہ کے لئے

اطلاع و اتباع و اعتماد و انقیاد

حضرت اقدس ہردوئی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ عملی کوتاہیاں ضعف ہمت سے ہوتی ہیں اور اللہ والوں کی صحبت سے ہمت کو قوۃ عطا ہوتی ہے۔ دل کی بیٹری چارج ہو جاتی ہے جب موٹر کی بیٹری ڈاؤن ہو جاتی ہے تو پھر چل نہیں سکتی۔ اس لئے کسی ماہر کے پاس اس کی بیٹری چارج کراتے ہیں۔ اسی طرح دل کا حال ہے دل اگر درست ہو جائے تو تمام اعمال ٹھیک ہو جاتے ہیں ؎

گر تو سنگ خارہ و مرمر بوی　　　گر بصاحب دل رسی گوہر شوی

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں اگر تم کتنے ہی پتھر کی طرح سخت دل اور نا اہل ہو اگر کسی اللہ والے کے پاس بیٹھو گے تو موتی بن جاؤ گے۔

چوتھا باب

گذارشات برائے منتظمین حضرات کرام

۱۔ عظمت طلبہ بالخصوص طلبار قرآن شریف کا زیادہ اہتمام کرنا۔

۲۔ ان کے ضیف رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے نیز مجاہد فی سبیل اللہ ہونے کا استحضار رکھ کر معاملات کرنا۔

۳۔ دوسرے معاونین وارکان بالخصوص اساتذہ سے حسن ظن رکھنا۔

۴۔ مشورہ مناسب کے بعد بے فکر ہونا اس پر عمل ہونے نہ ہونے کی فکر نہ کرنا۔

۵۔ فیصلہ اگر مشورہ کے خلاف ہو تو بھی تعاون کرنا۔

۶۔ ایسے اقوال وافعال سے احتیاط رکھنا جس سے طلبہ واساتذہ کی بے وقعتی یا بے عزتی یا شکایت عوام کے سامنے آئے

۷۔ طلبار کو مریض، اساتذہ کو معالج اور خود کو تیمار دار سمجھ کر معاملہ کرنا یا سمجھنا۔

۸۔ طلبہ کی صحت جسمانی کے لئے مناسب ورزش کا انتظام کرنا۔

۹۔ انکے علمی وعملی امتیاز (مثلاً اوسط سے اوپر نمبر لانے اور اہتمام تکبیر اولیٰ، تعدیل ارکان، نماز باجماعت) پر انعامات تجویز کرنا۔

۱۰۔ امتحان وجانچ باہر کے ماہر وتجربہ کار استاد سے کرانا گو صرفہ کتنا ہی ہو اس سے عمدگی تعلیم میں مدد ملی گی۔

۱۱۔ شکایات طلبہ واساتذہ عمومی پر کوئی اثر نہ لینا۔ البتہ شکایات خصوصی پر فریق متعلق سے دریافت وانکشاف حقیقت کے بعد فیصلہ کرنا۔

۱۲۔ بیمار طلبہ کی خاطر، دیکھ بھال و دلجوئی و راحت رسانی کا اہتمام کرنا جس میں ضروری علاج معالجہ بھی شامل ہے۔

۱۳۔ حفاظ کے لئے وظیفہ میں گنجائش رکھنا

۱۴۔ تکمیل حفظ پر انعام خصوصی مقرر کرنا۔

۱۵۔ صفائی ستھرائی مدرسہ و دار الاقامہ کا اہتمام کرنا۔

۱۶۔ صفائی ستھرائی کے سلسلہ میں اکثر بلا اطلاع معائنہ کرنا۔

۱۷۔ جن اساتذہ میں صحت مطلوبہ کی کمی ہو، یعنی قرآن مجید یا تجوید پڑھنے کی ادارہ کے مصارف پر پورا کرنا۔

۱۸۔ اساتذہ کے ذمہ سبق طلباء کا سننا لازم کرنا۔

۱۹۔ ادعیہ اوقات متفرقہ کی نگرانی کا نظم قائم کرنا۔

۲۰۔ نماز سنت کے موافق پڑھانے کا انتظام تجویز کرنا کسی نگراں کی نگرانی میں۔

۲۱۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ اساتذہ کو نگرانی کے لئے مقرر کرنا۔

۲۲۔ وظیفہ نگرانی متفرق خدمات الگ سے تجویز کرنا۔

۲۳۔ جسم مدرسہ کی تعمیر و تزئین کے مقابلہ میں عمدگی تعلیم کو ترجیح دینا۔ جسم مدرسہ میں اولاً صرف ضروری باتوں کو مقدم رکھا جاوے۔ پھر عمدگی تعلیم کے بعد مناسب تزئین کی طرف توجہ فرمائی جاوے۔

۲۴۔ کسی کی فہمائش (خواہ وہ طالب علم ہی کیوں نہ ہو) پر غلطی و کوتاہی ظاہر ہونے پر اس کا ممنون ہونا اور اس غلطی و کوتاہی کی تلافی کرنا اگر کسی کا حق فوت ہوا ہو تو اس سے معذرت کرنا۔

۲۵۔ معلمین قاعدہ و ناظرہ و حفظ کا مشاہرہ معقول مقرر کرنا خواہ علماء کرام سے زیادہ ہو جائے۔ مدار وظیفہ ضرورت ہونا چاہئے۔ نہ کہ علمی لیاقت۔

۲۶- ایسے اساتذہ کو معلمین مقرر کرنا جو نصاب مدرسین کی تکمیل کئے ہوئے ہوں۔

۲۷- تقرر کے وقت نصاب مدرسین کے موافق جانچ کرانا اگرچہ سند تکمیل نصاب مدرسین بھی موجود ہو (بعض اوقات صلاحیت حاصل شدہ بے فکری سے کم ہو جاتی ہے)

۲۸- بہ وقت داخلہ طلباء قرآن پاک میں امتحان کرانا

۲۹- تصحیح مطلوب کی کمی پر تصحیح قرآن مجید کے لئے وقت مقرر کرانا۔

۳۰- اجتماع طلبہ، جلسہ اور وعظ میں تدویراً و حدراً طلبہ سے قرآن شریف پڑھوانا۔

۳۱- قواعد تجوید کے موافق سنانے پر انعام کا دیا جانا۔

۳۲- تصحیح قرآن شریف کی ناکامی پر وظیفہ کا بند کرنا اور درجہ کی ترقی سے محروم کرنا۔

۳۳- حسب ضرورت اساتذہ کو اشرف التفہیم[۶] یا رحمۃ المتعلمین کے مطالعہ کی تاکید کرنا اور تکمیل نصاب کرانا۔

---

[۶] نصائح اساتذہ و طلبہ کے لئے پسند فرمودہ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ۔

اس ناکارہ نے اسکی تبویب کی ہے نام اشرف التفہیم لتکمیل التعلیم ہے (اب یہ رسالہ اصول زرین برائے طلباء و مدرسین کے نام سے مجلس اشاعۃ الحق ۴-جی- ۱/۱۲ ناظم آباد کراچی سے بھی دستیاب ہے

نشانی نمبر اور ۲ عظمت طلبا بالخصوص عظمت طلبائے قرآن شریف کا اہتمام نہ ہونا۔

طالب علم کی توقیر اور تکریم اور تعظیم کی توفیق جب ہی ہو سکتی ہے جب کہ علم دین کی عظمت قلب میں ہو آج ڈاکٹری اور انجینیرنگ کی ڈگری کوئی امریکہ یا لندن سے لیکے آتا ہے اس کی کتنی عزت ہوتی ہے اس کا سبب صرف یہی ہے کہ ابدان واجسام کی راحت کی قدر ہے اسی طرح اگر روح کی سکون کا اہتمام ہو اور وطن آخرت کی فکر ہو تو علم دین پڑھنے والوں کی اور علم دین سکھانے والوں کی اور علم دین کی قدر و منزلت ہو گی اس سلسلے میں کچھ باتیں نقل کی جاتی ہیں۔

علم دین کی عظمت : اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات

ترجمہ : اللہ تعالیٰ بلند کرتا ہے ان لوگوں کے رتبے کو جو تم میں سے ایمان لائے (یعنی ایمان کو کامل کیا نیک اعمال اور شرع کی پابندی کر کے) اور ان کے رتبے بلند کرتا ہے جن کو علم عطا فرمایا گیا۔ اس آیت کریمہ میں پہلے ایمان کامل والوں کا مرتبہ بیان کیا گیا پھر اہل علم حضرات کی بزرگی کو خصوصیت سے بیان فرمایا گیا ورنہ مومنین کاملین میں علمائے کرام تو شامل ہی تھے ان کو علیحدہ بیان فرمانا ان کی خصوصیت اور ان کی بزرگی کا ظاہر فرمانا مقصود ہے۔ اس کو اصطلاحاً تخصیص بعد التعمیم کہا جاتا ہے یعنی ایک حکم عام بیان فرما کر پھر مخصوص حضرات کو الگ بھی بیان کرایا جاتا ہے تاکہ مخاطب کے دل میں ان کی عزت و رفعت شان زیادہ پیدا ہو۔

دوسری جگہ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ جو علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے کیا برابر ہو سکتے ہیں۔ (یہ استفہام انکاری ہے یعنی اہل علم کا رتبہ غیر اہل علم سے بڑا ہے)

حدیث نمبر۱: میں ہے جس کو جامع صغیر میں روایت کیا ہے کہ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ علم کا طلب کرنا فرض ہے ہر مسلمان (مرد عورت) پر اور فرض کا چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے پس فرض عبادت مثلاً نماز، روزہ، حج زکوٰۃ کے مسائل کا سیکھنا بھی فرض ہوگا اور واجب عبادات کا علم واجب اور مستحب عبادات کا علم مستحب ہوگا۔ اسی طرح ملازمت اور تجارت اگر کرنا ہے تو شریعت کے احکام کا سیکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عہد خلافت میں کسی شخص کو بازار میں تجارت کی اجازت نہ دیتے تھے جب تک وہ تجارت کے مسائل کا امتحان پاس نہ کر لیتا تھا۔

حدیث نمبر۲: حضرت ابو درداء روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص علم دین کو طلب کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس کو جنت کے راستوں میں سے کسی راستہ پر چلا دے گا اور طالب علم کے اکرام کے لئے فرشتے اپنے بازو رکھ دیتے ہیں (یعنی بچھا دیتے ہیں شفقت و رحمت اور اکرام و تواضع سے ملائکہ اپنے پروں کو)

(اور جب فرشتوں کے نزدیک طالب علم کی یہ مقبولیت ہے تو حق تعالیٰ کے نزدیک یہ کیا درجہ رکھتے ہیں اور کس قدر مقبول ہیں پھر مدارس کے اساتذہ اور منتظمین کے قلوب میں ان کا کیا اکرام ہونا چاہیئے) اور بے شک عالموں کیلئے آسمانوں اور زمین کے تمام مخلوقات استغفار کرتے ہیں حتیٰ کہ مچھلیاں پانی کے

اندر ان کے لئے استغفار کرتی ہیں اور بے شک عالم کی بزرگی عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی تمام ستاروں پر (کیونکہ نور علم مثل چاند کے تمام زمین والوں کو نفع رسانی کرتا ہے اور عالم سے مراد یہاں وہ ہے جو بقدر ضرورت علم دین رکھتا ہو اور عابد سے مراد وہ ہے جو بقدر ضرورت علم دین نہ رکھتا ہو) اور علماء بلا شبہ انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں الخ

(ترمذی۔ ابن ماجہ۔ احمد)

روایت ۳: روایت ہے کہ علم پڑھنا، پڑھانا، تصنیف و تالیف کرنا وغیرہ گھڑی بھر رات میں تمام رات عبادت کرنے سے افضل ہے۔ (دارمی)

فائدہ: لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ بس نوافل اور ذکر سب چھوڑ کر درس و تدریس ہی میں لگ جاوے مطلب یہ ہے کہ علمی خدمات میں زیادہ وقت صرف کرے کہ یہ سب عبادتوں سے بڑھ کر عبادت ہے۔ لیکن خلوت میں کچھ اللہ اللہ نہ کرے گا تو علم کا فیض بھی جاری نہ ہوگا اور اس کے علم میں نور بھی نہ ہوگا جس طرح حضرت عارف رومیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کنوئیں سے مسلسل پانی نکالو گے تو پھر پانی کے بجائے کیچڑ آنے لگے گی اور جو ماں بچوں کو مسلسل دودھ پلائے گی اس کے دودھ میں خون آنے لگے گا۔ پس جلوت میں افادۂ نور جس طرح ضروری ہے خلوت میں استفادۂ نور ذکر حق سے بھی ضروری ہے یہ مثال مولانا نے اس موقعہ پر بیان فرمائی جب مثنوی کے دفتر ششم کے اشعار کہنا بند فرما دیئے تھے اور حضرت حسام الدینؒ مولانا کے خلیفۂ خاص بار بار فرمائش کرتے رہے۔ تو یہ حکمت خاموشی کی بیان فرمائی۔

مدتے در مثنوی تاخیر شد — مہلتے بایست تا خون شیر شد
اے حسام الدین درچہ بند کن — سخت خاک آلودمی آید سخن

ترجمہ ۱ و ۲، کچھ مدت مثنوی میں تاخیر ہو گئی اور ہونی چاہیئے تاکہ جان کے اندر جو علم کے پستان ہیں ان کے اندر خون کا استحالہ شیر سے ہو جائے یعنی خون کا دودھ بننے کے لئے کچھ وقفہ ضروری ہے اے حسام الدین اب زیادہ فرمائش مثنوی کے لئے مت کرو کیونکہ بدون آمد اور الہام تکلف سے جو کہہ رہا ہوں اس میں وہ نور غیبی عالم قدس کا نہیں محسوس ہو رہا ہے۔
پس کنوئیں کا منہ کچھ دن کے لئے بند کر دو تاکہ چشمۂ باطن سے صاف پانی پھر جمع ہو جاوے کیونکہ مسلسل پانی نکالنے سے خاک آلود پانی آرہا ہے۔

پھر کچھ دن مولانا رومیؒ خاموشی سے خلوت میں حق تعالیٰ کے ساتھ ذکر و فکر میں مشغول رہے اور جب باطن میں خوب انوارِ ذکر جمع ہو گئے تو ارشاد فرمایا ؎

اے حسام الدین ضیاء الدین بسے　　میل می جوشد بہ قسمے سادسے
چوں ز نُم دل کا تشے دل تیز شد　　شیر ہجراں شفتہ و خونریز شد

اے حسام الدین ضیاء الدین اب پھر دفتر ششم کے لئے باطن میں مثنوی کہنے کا جوش اُٹھ رہا ہے آخر کب تک خاموش رہوں گا کہ دل کی آگ عشق الٰہی سے تیز ہو رہی ہے اور جدائی کے غم کا دودھ خونریز ہو رہا ہے۔

جو چپ بیٹھوں تو اک کوہِ گراں معلوم ہوتا ہوں
جو لب کھولوں تو دریائے رواں معلوم ہوتا ہوں

حضرت مولانا الیاس صاحبؒ دہلوی ارشاد فرماتے تھے کہ تبلیغ کرنے والوں کو جلوت میں اختلاط اور میل جول سے جو قلب کے اندر کدورت ہو جاتی ہے اسکو خلوت کے نور سے یعنی تنہائی کے نوافل و ذکر و فکر و تلاوت کے انوار سے اور اکابر کی خدمت میں حاضری سے دھو دینا چاہیئے۔

حضرت اقدس ہردوئی دامت برکاتہم نے اس اختلاط کی عجیب مثال سے توضیح فرمائی کہ مثلاً ۸۰ ڈگری گرم پانی کو ۲۰ ڈگری گرم پانی سے ملا دو تو دونوں پر اس کا اثر پڑتا ہے یکطرفہ اثر سمجھنا غلطی ہے۔ چنانچہ ۸۰ ڈگری گرم پانی کی حرارت میں کچھ کمی ضرور آوے گی اور ۲۰ ڈگری گرم پانی پہلے سے زیادہ گرم ہو جائے گا۔ (لہٰذا اگر ۸۰ ڈگری گرم پانی کو صرف کم گرم پانی کو گرم کرنے کی فکر ہوگی تو آہستہ آہستہ وہ ٹھنڈا ہی ہو جائے گا پس اسے بھی کہیں سے گرمی حاصل کرنا چاہیئے ایک طرف سے لے دوسری طرف دے)

حدیث ۴: ایک روایت میں ہے کہ تم خدائے تعالیٰ کے بندوں کو (اپنے وعظ و مجالس ارشاد سے) خدا کا پیارا بنا دو تو حق تعالیٰ تم کو اپنا پیارا بنالیں گے (کنز العمال)

اس سے علم دین کی فضیلت ظاہر ہے کہ جب علم ہی نہ ہوگا تو وعظ کیا کہے گا۔

حدیث ۵: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ اس شخص کو تر و تازہ (خوش بامراد) کرے جو ہم سے کچھ سنے اور پھر اسی طرح آگے کسی کو پہنچا دے اس لئے کہ بہت سے لوگ جن کو پہنچا دیا جاتا ہے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔ براہ راست سننے والوں سے۔

(ترمذی و ابن ماجہ)

اس حدیث سے علم دین پڑھنے والوں کے لئے اور علم دین سکھانے والوں کے لئے خوشخبری معلوم ہوتی ہے کہ سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے حق میں کیسی خصوصی دعا ہے۔

حدیث ۶: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص

چالیس حدیثیں میری امّت کو پہنچا دے میں قیامت کے دن خاص طور پر اس کی سفارش کروں گا (جامع صغیر)

یہ پہچانا عام ہے خواہ پڑھا دے، خواہ تصنیف کرے، خواہ وعظ کہے اسی لئے علماء نے بہت سی چہل حدیثیں لکھیں ہیں۔

حدیث ۲۷ ایک روایت میں ہے کہ جس روشنائی سے علمائے کرام دین کی کتاب لکھتے ہیں وہ روشنائی شہیدوں کے خون کے برابر وزن کی جاوے گی۔

فائدہ: لیکن یہ سب فضائل اخلاص والے اہل علم کے لئے ہیں ورنہ اگر اس نیت سے علم دین پڑھے کہ لوگ مجھے عالم سمجھیں، لوگ میری عزت کریں۔ ہدیہ۔ نذرانہ دیں۔ بزرگ سمجھیں تو ایسے ریاکار علماء کے لئے سخت وعید ہے مشکوٰۃ کی حدیث ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم ہر روز چار سو بار پناہ مانگتی ہے اس میں ریاکار علماء داخل ہوں گے۔

اور صاحبو! اخلاص بدون اللہ والوں کی صحبت کے ملنا مشکل ہے لہٰذا اہل علم حضرات کو نہایت اہتمام سے اہل اللہ کی صحبت میں اور انکی مجالس میں بار بار حاضری دینی چاہئے۔ اور ان کی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہنا چاہئے اور بار بار اپنے قلب میں اپنی نیت کو ٹٹولتا رہے کہ میں کس لئے علم دین پڑھ رہا ہوں اور میں کس لئے وعظ کہہ رہا ہوں۔ زبان سے بھی کہہ لے اے اللہ میں صرف آپ کی خوشنودی کے لئے علم دین پڑھ، پڑھا رہا ہوں، مخلوق عاجز ہے نفع نقصان جس کے قبضے میں نہیں اس کی خوشنودی ہمارے کس کام آئے گی۔ تحصیل اخلاص کے لئے۔

ایک حکایت: حضرت اقدس پھولپوری اعظم گڈھی رحمۃ اللہ علیہ نے سنائی تھی کہ ایک لڑکی کو محلہ کی سہیلیوں نے رخصتی کے وقت خوب

لباس اور زیورات سے سنوارا اور کہا بہن تم تو اب بڑی اچھی معلوم ہو رہی ہو۔ اس نے کہا کہ تمہاری نگاہ میں اچھے لگنے سے ہمارا کیا بھلا ہو گا جب شوہر دیکھ کر اپنی نگاہ سے مجھے پسند کرلے تو میرا بھلا ہو گا۔

اس حکایت کو سنا کر حضرت اقدس روئے اور ارشاد فرمایا کہ اسی طرح کسی کی تمام لوگ تعریف کریں کچھ نفع نہیں جب میدان محشر میں مالک حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ اپنی خوشنودی اور رضا کا انعام عطا فرما دیں گے تو اصلی کامیابی ہو گی۔ پس ہر وقت بندہ کو اپنے مالک حقیقی کی رضا کا خیال رکھنا ہی اخلاص ہے۔ اس کے باوجود پھر بھی اگر وسوسہ آوے تو یہ ریا کا وسوسہ ہے ریا نہیں جیسے مکھی کبھی آئینہ کے اوپر ہوتی ہے مگر اندر معلوم ہوتی ہے۔ اخلاص کے لئے اور شرک خفی سے بچنے کے لئے حدیث پاک کی یہ دعا بھی کرتا رہے۔

اخلاص کی دعا اَللّٰھم انی اعوذ بکَ اَنْ اُشرِکَ بکَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ

اس دعا کے پڑھنے والے کے لئے حدیث پاک میں بشارت ہے کہ وہ خفی ریا سے بھی محفوظ ہو گا۔

طلبائے کرام کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان سمجھ کر ان کے ساتھ اکرام کا معاملہ کرنا چاہئے۔ اور احادیث مذکورہ کا گاہ گاہ مذاکرہ اس مقصد کے لئے مفید ہو گا یعنی قلب میں طالب علم دین کا اور جملہ اہل علم حضرات کا اکرام پیدا ہو گا۔ اور اس حدیث کو بھی پیش نظر رکھیں کہ جو شخص اہل علم کا اکرام نہیں کرتا اس کے لئے وعید فلیس منّا کی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے قطع تعلق کا اظہار فرمایا ہے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے فتاویٰ عزیزیہ میں اہانت علم اور اہل علم کو کفر

فرمایا ہے۔ یعنی ان کو اس لئے گالیاں دینا کہ وہ حاملین علم دین ہیں کفر ہے ایسے شخص کو دوبارہ مسلمان کر کے تجدید نکاح کرنا ضروری ہے اور سزاءً جلاوطن کرنا چاہیئے اگر دوبارہ مسلمان نہ ہو تو شرعاً اسے قتل کرنے کا حکم ہے۔

قال فی البریقة المحمودیة شرح الطریقة المحمدیة قال فی الاشباہ الاستھزاء بالعلم والعلماء کفر وعن مینة المفتی تخفیف العلم والعلماء کفر وعن الخزانة من اذل العلماء ینفی من البلد بعد تجدید الایمان وعن مجموع النوازل اھانة العلماء کفر وعن المحیط ان شتم عالمًا فقد کفر تطلق امراتہ الخ

بریقہ محمودیہ ج ۳ /

(بحوالہ احسن الفتویٰ کتاب الایمان والعقائد)

مصنفہ۔ حضرت مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

بالخصوص جو طلبائے کرام قرآن پاک پڑھتے ہیں حفظ ہو یا ناظرہ ان کے ساتھ خصوصی اکرام کا معاملہ ہونا چاہیئے۔

حضرت اقدس ہردوئی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ بعض مدارس عربیہ کے معائنے کے لئے جب حاضری ہوئی۔ دیکھا گیا کہ کافیہ اور صرف و نحو کی درسگاہ میں اعلیٰ اور عمدہ دریاں بچھی ہوئی ہیں اور قرآن پاک حفظ کرنے والے بچوں کی درسگاہ میں پرانی اور معمولی ٹوٹی ہوئی چٹائیاں بچھی ہوئی ہیں۔ دل کو سخت صدمہ ہوا۔ مہتمم حضرات سے گذارش کی گئی اور توجہ دلائی گئی انھیں بھی اس کوتاہی کا احساس ہوا۔ یہ عجیب بات ہے کہ مقدمات کے لئے تو اسقدر اہتمام اور مقصود اصلی کے ساتھ یہ بے پروائی صرف و نحو تو

قرآن پاک ہی کے سمجھنے کے لئے پڑھاتے ہیں توالہٰ علوم کو یہ درجہ و رتبہ دیا جاوے اور اصل مقصود قرآن پاک اور اس کے طالب علموں کے ساتھ ایسی بے وقعتی اور ایسی کوتاہی۔ بڑی عبرت کی بات ہے۔ پھر فرمایا کہ الحمدللہ ہمارے یہاں ہردوئی میں بڑھیا اور عمدہ دریاں پہلے حفظ قرآن پاک کی درسگاہوں میں بچھائی جاتی ہیں پھر جب وہاں سے پرانی ہوکر نکلتی ہیں تو ہم ان کو صرف نحو اور کافیہ والوں کی درسگاہ میں بچھاتے ہیں اور صاحبو خوب غور سے سن لو کہ قرآن والوں کو اھل اللہ حدیث پاک میں فرمایا ہے۔

اھل لقرآن اھل اللہ خاصتہٗ (حدیث) ہے

تشکیل نمبر ۳ ارکین و منتظین کو چاہیئے کہ دوسرے معاونین اور بالخصوص اساتذہ کرام کے ساتھ حسن رکھیں۔

بدگمانی سے بڑے فتنے پیدا ہوتے ہیں اسی لئے شریعت نے بدگمانی کو حرام قرار دیا ہے۔ بدگمانی سے بچنے کے لئے اکابر کا یہ ملفوظ یاد رکھے کہ ہر نیک گمان پر بدون دلیل ثواب ملے گا کیونکہ مومنین کے ساتھ نیک گمان کا حکم حدیث میں موجود ہے اور ہر بدگمانی پر قیامت کے دن دلیل پیش کرنا پڑے گا تو خواہ مخواہ کیوں مواخذہ کی آفت خریدے اور حسن ظن سے محبت اور تعلقات میں مضبوطی رہتی ہے جس سے اجتماعی کاموں میں بڑی مدد ملتی ہے اور بدگمانی سے افتراق اور اختلاف پیدا ہوتا ہے جس سے اجتماعی طاقت پاش پاش ہوجاتی ہے اور ناقابل تلافی نقصان بدون کسی حقیقت کے محض بدگمانی سے دین کو پہنچ جاتا ہے اور یہ تمام وبال بدگمانی کرنے والے کی گردن پر ہوگا۔

حضرت اقدس ہردوئی نے اس ناکارہ سے ارشاد فرمایا کہ میں اب بیعت کرتے وقت غیبت اور بدگمانی اور بدنگاہی نہ کرنے کا بھی عہد لیتا ہوں اور فرمایا جو شخص صرف ان تین گناہوں کو چھوڑ دے گا وہ

سب گناہوں سے انشاء اللہ تعالیٰ محفوظ ہو جائے گا۔ سبحان اللہ عجیب حکیمانہ ارشاد ہے۔ عمل کرے اور لطف دو جہاں حاصل کرے۔ اور وہ بھی مفت میں۔ اللہ والوں سے اسی طرح ایک دو منٹ کی صحبت میں ایسے گر کی باتیں مل جاتی ہیں کہ جو سو برس کے ریاضت و مجاہدہ سے بھی نہیں ملتی ہیں اسی لئے عارف رومیؒ فرماتے ہیں۔

یک زمانے صحبتے با اولیاء　　　　بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اولیاء اللہ کی تھوڑی صحبت بھی سو برس کی بے ریا والی عبادت سے افضل ہے شیطان ایک ہزار سال کی طاعت بے ریا رکھتا تھا لیکن کسی کامل کی صحبت نہ پانے سے اپنے ہی نفس کے تکبر سے ہلاک ہو گیا۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ نے فرمایا کہ عام لوگ تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم کو شیطان نے گمراہ کر دیا مگر شیطان کو کس نے گمراہ کیا۔ شیطان سے پہلے تو کوئی شیطان تھا ہی نہیں تو بات یہی ہے کہ شیطان کو اس کے نفس نے گمراہ کیا۔ پس اب وہ حدیث سمجھ میں آجائے گی جس میں نفس کو سب سے بڑا دشمن ارشاد فرمایا گیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ آپس میں بدون شرعی دلیل ہرگز بدگمانی اور غیبت نہ کرنی چاہیئے۔ اس سے نہایت راحت اور پر سکون زندگی عطا ہوتی ہے اور فراغ قلب سے دین کی خدمت کا موقع ملتا ہے۔

تشاکیج نمبر ۵ مشورہ مناسب کے بعد بے فکر ہونا

یعنی مجلس شوریٰ ہو یا انفرادی مشورہ ہو مشورہ دینے کے بعد اپنے مشورہ کو واجب العمل نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ مشورہ صرف ثواب حاصل کرنے کی نیت سے پیش کرے اس نیت کی برکت یہ ہو گی کہ اگر اس کے خلاف عمل ہوا

تو رنج نہ ہوگا اور مدرسہ کی اعانت وخدمت سے محرومی نہ ہوگی ورنہ اکثر یہی ہوتا ہے کہ جس رُکن کے مشورہ کے خلاف عمل مہتمم کرتا ہے وہ رُکن کینہ اور غصہ کے سبب مدرسہ کی اعانت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے حدیث حضرت بریرہؓ کی سامنے رکھئے حضرت بریرہ جب آزاد ہوئیں تو پہلے شوہر حضرت مغیثؓ سے شرعاً انھیں حق خلع حاصل ہوا اور انھوں نے اسے استعمال کرلیا اور اپنے شوہر سے خلاصی کا اظہار کر دیا حضرت مغیثؓ مدینے کی گلیوں میں روتے پھرتے تھے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اطلاع دی گئی کہ مغیث اس طرح رو رہے ہیں کہ ان کے آنسو داڑھی سے ٹپک رہے ہیں تو آپؐ نے بریرہؓ کو بلا کر فرمایا کہ مغیث کو نہ چھوڑو۔ بریرہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کا حکم ہے یا مشورہ آپ نے ارشاد فرمایا مشورہ ہے (کیونکہ شریعت کے قانون سے حضرت بریرہ کو ان سے الگ ہونے کا اختیار تھا) تو عرض کیا کہ میرا ان کے ساتھ نباہ میرے لئے ناقابل تحمل ہے اس حدیث سے حکم اور مشورہ کا فرق صاف ظاہر ہے۔

اب اس روایت سے مشورہ دینے والے اراکین مجلس شوریٰ کو غور سے یہ سبق حاصل کرلینا چاہئے کہ مشورہ کا رُکن ہونا حکومت حاصل ہونے کے مترادف نہیں بلکہ علمائے کرام کے خادم بننے اور مشورہ عرض کرنے کی سعادت کے شرف پر مسرور اور شکر گذار ہونا چاہئے اور اگر مہتمم اراکین کے مشورہ پر عمل نہ کرے تو حسن ظن رکھنا چاہئے کہ وہ عالم دین ہیں ان کے قلب میں خدائے تعالیٰ نے جو بات ڈالی ہے وہ ہمارے مشوروں سے افضل اور بہتر ہے۔ سورۂ آل عمران وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ میں

حق تعالیٰ نے اسی مسئلہ کو بیان فرمایا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے اصحابؓ سے مشورہ تو لے لیں (کہ اس میں ان کی دلجوئی بھی ہے) مگر جب آپ قوت سے ایک جانب کی رائے کو اپنے قلب میں پختہ کر لیں تو پھر خدائے تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔ (خواہ وہ ان کے مشوروں کے خلاف ہو یا موافق ہو)۔ (بیان القرآن)

اس آیت کے متعلق چند ضروری فوائد تفسیر بیان القرآن حضرت حکیم الامت تھانویؒ سے نقل کرتا ہوں۔

۱۔ مشورہ کرنے کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اصحابؓ سے صرف ان امور میں حکم ہوا ہے جن کے متعلق وحی نہیں نازل ہوئی ورنہ بعد وحی کے پھر مشورہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

۲۔ مشورہ کی حکمت ان کی دلجوئی بھی ہے اور دوسری حکمتیں بھی ہیں مثلاً یہ کہ آپ کی امت کے لئے یہ عمل سنت قرار پائے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ و رسول کو تو اس مشورہ کی حاجت نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو میری امت کے لئے ایک رحمت بنائی ہے۔

۳۔ اور آیت مشورہ کی تفسیر میں یہ جو ہے کہ خواہ ان کے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف دلیل اس کی یہ ہے کہ لفظ عزم میں کوئی قید نہیں لگائی گئی۔

۴۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آج کل امور انتظامیہ میں رائے اور مشورہ کو کثرت رائے کے ضابطہ سے منوانا اور مسلط کرنا محض بے اصل ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ ورنہ یہاں عزم میں یہ قید ہوتی کہ بشرطیکہ آپ کا عزم کثرت رائے کے خلاف نہ ہو۔

۵۔ مشورہ اور عزم کے بعد توکل کا جو حکم ہے اس سے ثابت ہوا کہ

تدبیر توکل کے منافی نہیں۔ کیونکہ مشورہ اور عزم کا داخل تدبیر ہونا ظاہر ہے۔

۶۔ اور جاننا چاہیئے کہ تدبیر کے بعد اعتماد و توکل حق تعالیٰ پر رکھنا ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ اور توکل بہ معنیٰ ترک تدبیر اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ تدبیر دینی ہے تو اس کا ترک مذموم ہے اور اگر دنیوی تدبیر ہے مگر وہ یقینی عادۃً ہے (جیسے کھانا کھانے سے بھوک کی تکلیف میں سکون ہونا) اس کا ترک بھی ناجائز اور اگر ظنی ہے (جیسے دواء سے صحت ہونا) تو یہ ترک قوی القلب کے لئے جائز ہے۔ اور اگر تدبیر وہمی محض ہے تو اس کا ترک مامور بہ ہے۔ ماخوذ از بیان القرآن ج ۱ سورہ آل عمران پ ۴

تشکیل نمبر ۱۰ تشریح ۵ میں جو باتیں بیان کی گئیں ان حقائق کے علم ہو جانے کے بعد مشورہ دینے والے اراکین حضرات کو حسب ذیل امور کا اہتمام ان کے لئے موجب اجر و ثواب اور باعث خیر و برکت ہے۔

۱۔ مشورہ دیتے وقت علمائے کرام کا اپنے اوپر احسان تصور کریں کہ انھوں نے ہمیں اس خیر میں حصہ لینے کی سعادت عطا فرمائی۔

۲۔ مشورہ دیتے وقت اپنے کو خادم اور علمائے کرام کو مخدوم سمجھیں۔

۳۔ اگر ان کے مشورہ کے خلاف مہتمم قدم اٹھائے تو اس صورت کو شرعاً اس کا حق سمجھ کر اس کی اعانت سے گریز نہ کریں اور اس وقت اپنے اخلاص کا اور اپنے نفس کا امتحان سمجھیں۔ ورنہ اگر اپنے مشورہ کے خلاف عمل دیکھ کر دل میں کینہ محسوس کیا اور تعاون سے ہاتھ روک لیا تو در اصل اپنے اس عمل سے کار خیر میں مشورہ پیش کرنے اور مشیر بننے کی شرعی صلاحیت سے نا اہلیت کا ثبوت پیش کر دیا۔ جیسا کہ تشریح ۵

میں قرآن وحدیث کی روشنی میں مشورہ کی حیثیت کو تحریر کیا گیا۔ مجلس شوریٰ کے ہر رُکن کو اس کی نقول ضرور رکھنی چاہیئے اور گاہ گاہ اس کا مذاکرہ بھی ہوتا رہے انشاء اللہ تعالیٰ پھر نا واقفیت حدودِ شرعیہ سے جو مہتمم اور اراکین شوریٰ میں جھگڑے جل کھڑے ہوتے ہیں سب کا انسداد ہو جاوے گا۔ البتہ اگر یہ مسئلہ انتظامی امور کا نہ ہو بلکہ علمی اور شرعی مسائل کا اختلاف ہو تو اہل علم اور فتویٰ کے اکابر حضرات سے رجوع کر لیا جائے۔ اور مہتمم کو بھی موضع تہمت سے بچنے کے لیئے فوراً اکابر اہل علم سے استفتار کر کے اراکین کو آگاہ کر دینا چاہیئے۔

تشریح نمبر ۳ ایسے اقوال وافعال سے احتیاط رکھنا جس سے طلبائے کرام اور اساتذہ عظام کی بے وقعتی یا بے عزتی یا شکایت عوام کے سامنے آئے

اس کے متعلق اسی باب کے تشریح ۱ و ۲ کو بغور مطالعہ کیا جاوے تاکہ علم اور اہل علم کی عظمت قلب میں پیدا ہو اور بار بار ان احادیث کا مذاکرہ ہوتا رہے مزید برآن ایک حدیث ہے جس سے علماء کی کوتاہیوں پر سکوت کا حکم ثابت ہوتا ہے (اور غیبت تو جب عوام مسلمین کی شان میں حرام ہے تو علماء کی شان میں تو نہایت ہی احتیاط چاہیئے۔

ارشاد فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کسی عالم کی لغزش دیکھو اس کے توبہ کا انتظار کرو (یعنی اس کی توہین اور غیبت مت کرو اور اس کی اشاعت مت کرو)

(عبارت حدیث مذکور) اذا رأیتم زلۃ العالم فانتظروا فیئتہ

التشرف فی احادیث التصوف حضرت حکیم الامت تھانوی ؒ

اور طلب علم کی حالت میں اگر موت آجائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ شہید ہوتا ہے۔ اذا جاء الموت لطالب العلم وھو علی

ھذہ الحالۃ مات وھو شھیدٌ (عن ابی ذروابی ھریرہ)

(التشرف فی احادیث التصوف) حضرت حکیم الامت تھانوی رح

علمار وطلباء کا اکرام وہی کرتا ہے جس کے قلب میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور آخرت کی عظمت ہوتی ہے اور جو انھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث اور نائب سمجھتا ہے۔ ان کی بے وقعتی کرنے پر صرف ایک ہی حدیث کی وعید کافی ہے کہ ایسے شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سے رشتہ وتعلق منقطع کرنے کا اعلان فرمایا ہے پھر میدان محشر میں معلوم ہوگا جب آپ کی شفاعت سے محرومی ہوگی کہ شفاعت تو تعلق والوں کے لئے ہوگی۔ اگر علمائے کرام یا طلبائے کرام کے حقوق میں کوئی بے ادبی ہو جائے فوراً ان سے معافی مانگ کر ان کو راضی کرلے اور جب عام مومنین کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اذلۃٍ علی المومنین اپنے کو مومنین کے سامنے متواضع کرکے ملتے ہیں تو علمار ومشائخ کے سامنے اس آیت کا کیا تقاضا ہوگا۔ خود فیصلہ کرلیجئے۔

مگر افسوس کہ آج کل دنیا کے حکام کے سامنے اور ایک پولیس افسر کے سامنے جھک کر سلام کریں گے ان کی عارضی عزت کے سبب ان کے سامنے عوام سراپا ادب بن جاتے ہیں اور علمار، اہل اللہ اور مشائخ جو حقیقی عزت رکھنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلعم کے محبوب ہیں وہاں جاکر ان کے نفس کا تکبر اور ساری اکڑفوں ظاہر ہوتی ہے اور اگر ان کا خلاف شرع بات سے ذرا چہرہ متغیر ہوگیا تب تو غصہ ان کا اور تیز ہو جاتا ہے کہ لو بھائی یہ لوگ بے سامان ہی فرعون بنے ہوئے ہیں حالانکہ یہی تیزی اور تغیر جو منکرات کو دیکھ کر ان پر طاری ہوتی ہے یہی ان کے کمال کی علامت ہے۔

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اِنَّ الحِدّۃَ تعتری علی

خِيَارُ اُمَّتِي (حدیث) میری امت کے بھلے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے لئے مزاج میں تیزی بھی آجاتی ہے۔

حضرت رومیؒ نے بھی عوام کی اس حالت ناگفتہ بہ کو بیاں فرمایا ہے

اے تواضع بردہ پیش ابلہاں اے تکبر کردہ تو پیش شہاں

اے لوگو! تم دنیا کے بے وقوفوں کے سامنے بوجہ ان کے ظاہری جاہ و عزت کے خوب تواضع و خاکساری دکھاتے ہو اور حق تعالیٰ کے خاص اور مقبول بندوں کے سامنے بوجہ ان کی ظاہری بے سروسامانی کے تکبر اور اکڑ دکھاتے ہو حالانکہ ان کی شان یہ ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ نے اس شعر میں بیان فرمائی ہے۔

دلے دارم جواہر پارۂ عشقست تحویلش

کہ دارد زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

ترجمہ: میں ایسا دل رکھتا ہوں جس کے اندر عشق حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت کے جواہرات بھرے ہوئے ہیں کون ہے آسمان کے نیچے وہ صاحب دولت جو مجھ سے زیادہ سامان دولت رکھتا ہو۔

خلاصہ یہ کہ علماء و طلباء کا ہمیشہ اکرام ضروری ہے اور باعث سعادت ہے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو لوگ علمائے حق کو برا بھلا کہتے ہیں ان کی قبروں کو دیکھو کہ ان کے منہ قبلہ سے پھیر دیے جاتے ہیں حق تعالیٰ علم اور اہل علم کا ادب و اکرام نصیب فرمادیں۔ آمین۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلویؒ نے اپنے ایک مرید کی اس شکایت پر کہ یہاں کے مقامی علماء ہمارے ساتھ تعاون نہیں کر رہے ہیں۔ سختی سے ہدایت لکھی کہ خبردار علماء کی شکایت آئندہ مت لکھنا کہ اس سے

وبال سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے۔ احقر اختر عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ حضرت مولانا کے اس گرامی نامہ کو احقر نے خود پڑھا ہے اور نقل بھی کر لیا ہے اور مکتوب الیہ احقر کے ایک سن رسیدہ دوست ہیں جو حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے مرید ہیں ؎

اے خدا جوئیم توفیق ادب　　بے ادب محروم ماند از فضل رب (رومیؒ)

ترجمہ: اے خدا ہم آپ سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں کیونکہ بے ادب شخص آپکے فضل سے محروم ہو جاتا ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ کے ارشادات میں احقر نے یہ بھی پڑھا تھا کہ آج کل اسی عالم کا اکرام کیا جاتا ہے جس کی شہرت ہو اور صاحب وجاہت ہو حالانکہ ہر عالم کا اکرام چاہیئے۔ اسی طرح یاد پڑتا ہے کہ عالم کو بھی عالم کا اکرام کرنا چاہیئے۔

تشاکیہ نمبر ۱۰ طلبا کے علمی و عملی امتیاز پر انعامات تجویز کرنا

طلباء کے لئے انعامات کی تجویز کی سب سے بڑی حکمت ظاہر ہے کہ اس سے انھیں مزید ہمت و شوق پیدا ہوگا اور جو طلباء کم نمبر لانے والے ہیں انھیں بھی انعام لینے کا شوق علم و عمل میں آگے بڑھنے کا ذریعہ بن جائے گا اس طرح سے بچوں کی علمی اور عملی ترقیات میں بڑی اعانت ملتی ہے۔

تشاکیہ نمبر ۱۱ امتحان و جانچ باہر کے ماہر و تجربہ کار سے کرانا گو صرفہ کتنا ہی ہو۔

جب امتحان لینے والا اس فن کا ماہر بھی ہو اور باہر سے بلایا جاتا ہے تو اس کا اثر بچوں پر اور ان کے استاد پر یہ پڑتا ہے کہ سب کو فکر ہو جاتی ہے اور عوام پر یہ اثر ہوتا ہے کہ واقعی یہاں معیاری تعلیم ہوتی ہے۔

تب تو باہر کے ماہر و تجربہ کار سے امتحان دلاتے ہیں ورنہ اگر اندرونی طور پر تعلیم کمزور ہوتی تو آپس ہی میں امتحان دے دلا کر عیب چھپا کر کام بنا لیتے لہٰذا اتنی عظیم مصلحت اور نفع کے لئے کہ طالب علم اور استادمیں عملی سرگرمی اور عامۃ المسلمین میں حسن ظن اور نیک نامی حُسن کارکردگی کی حاصل ہو تو اگر ان اہم مقاصد پر صرفہ زیادہ بھی کرنا پڑے ضرور کرنا چاہیئے۔

تشریح نمبر ۱۲۔ شکایات خصوصی پر فریق متعلق سے دریافت وانکشاف حقیقت کے بعد فیصلہ کرنا۔

اس اصول کے اندر بڑی ہی راحت رہتی ہے ہر شخص کو اطمینان رہتا ہے کہ اگر کسی نے شکایت کی تو حقیقت حال ہم سے ضرور معلوم کی جائے گی اور جہاں یک طرفہ شکایت پر عمل کیا جاتا ہے اوّل تو یہ صورت شرعاً جائز نہیں دوسرے یہ کہ اس بے نظمی اور بے اصولی سے ہر مدرس اور ملازم ہر وقت خائف رہتا ہے۔ لہٰذا یہ جو اصول حضرت اقدس دامت برکاتہم نے مدون فرمائے ہیں نہایت ہی مفید اور راحت و عافیت کے ضامن ہیں۔ مختصر مختصر سہی عبارات دریا بکوزہ کے مصداق ہیں اور آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

تشریح نمبر ۱۳۔ بیمار طلباء کی خاطر۔ دیکھ بھال اور دلجوئی وراحت رسانی کا اہتمام کرنا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ حضرات طلبائے کرام مہمان ہیں تو جب عام مسلمین کی عیادت اور تیمار داری کا کتنا اجر و ثواب ہے تو ان کی عیادت اور دیکھ بھال کا کتنا ثواب ہوگا۔

ہردوئی کے ایک طالبعلم نے جواب کراچی میں رہتے ہیں حضرت اقدس ہردوئی کی شفقت کا ایک قصہ بیان کیا کہ میں نے بچپن میں ایک مرتبہ حضرت والا

کے ساتھ ایک سفر میں حضرت والا کی چادر پر پیشاب کر دیا صبح حضرت والا نے فرمایا تم پانی ڈالو اور خود اپنے دست مبارک سے دھو رہے تھے یہ کہہ کر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

احقر ناکارہ عرض کرتا ہے کہ حضرت اقدس ہردوئی نے ایک وعظ میں ارشاد فرمایا کہ آج مدرسین حضرات کو یہ شکایت ہے کہ طلباء ہماری خدمت نہیں کرتے ہمارا اکرام نہیں کرتے تو بات دراصل یہ ہے کہ ہم تو طلباء سے تعلق رکھتے ہیں ضابطہ کا اور ہم ان کی طرف سے امید رکھتے کہ وہ ہمارا رابطہ کا خیال کریں آج حال یہ ہے کہ طالب علم کسی کمرہ میں بیمار پڑا ہے۔ استاد کو دیکھنے کی بھی توفیق نہیں ہوتی۔ الا ماشاء اللہ۔ تو بھائی یک طرفہ محبت کیسے پیدا ہو۔ اور حضرت والا کی برکت سے ابھی ابھی احقر کی سمجھ میں یہ بات بھی آئی کہ حدیث پاک میں مَن لم یَرْحَمْ صغیرنا کو مقدم فرمایا گیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا وَیَعْرِفْ حق کبیرنا فلیس منا (بخاری من ابن الحمرؓ)

جس نے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور بڑوں کا حق نہ پہچانا وہ ہم سے اس کا تعلق نہیں۔ کس قدر سخت وعید ہے۔ حدیث مذکور میں اس تقدم سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑوں کو چھوٹوں پر شفقت و رحمت میں سبقت کرنا چاہئے۔

اساتذہ اور طلباء کے لئے ہدایات اشرف التفہیم لتکمیل التعلیم کا مطالعہ نہایت اہم ہے جو کراچی مجلس اشاعۃ الحق سے بھی دستیاب ہے۔

تشاکیح نمبر ۱۴ اور ۱۵: حفاظ کے لئے وظائف میں گنجائش رکھنا اور تکمیل حفظ پر انعام خصوصی مقرر کرنا۔

اس عمل سے طلباء کو حفظ کرنے اور عوام کو اپنے بچوں کو حفظ کرانے کا شوق بڑھے گا۔ اور ظاہر ہے کہ مقصود کا ذریعہ بھی مقصود ہوتا ہے۔

تشاکیح نمبر ۱۶ و ۱۷ صفائی اور ستھرائی دارالاقامہ کا اہتمام اور اس کے لئے بدون اطلاع معائنہ کرنا۔

چنانچہ حضرت اقدس نے یہاں کے بعض دینی اداروں میں سب سے پہلے اچانک طلباء کی قیام گاہ کا معائنہ فرمایا اور ان کے بستر اور دستر خوان کی صفائی کا معائنہ فرمایا اور جہاں کاغذ کے ٹکڑے پڑے تھے فرمایا کہ یہ آلہ علم ہے اس کو اٹھا کر کہیں رکھدیں ہرگز ہرگز کاغذات کے ٹکڑے اِدھر اُدھر نہ پڑے ہوں اسی طرح فرمایا کہ آج صفائی کا اہتمام نہیں رہا ہم سے دوسری قوموں نے صفائی کا سبق لے لیا اور ہم نے گندگی کو اپنا شعار بنالیا اور فرمایا کہ ایک بار اچانک کوئی صاحب آئے اور ہم نے ان کو اپنے بچوں کا دارالاقامہ دکھایا سب کے بستر قرینے سے لگے ہوئے تھے اور کہیں کوئی کاغذ کا ٹکڑا بھی نہ تھا نہایت اہتمام سے صفائی ستھرائی کا نظم دیکھ کر کہنے لگے کہ کیا آج یہاں کوئی صاحب معائنے کے لئے آنے والے ہیں انھیں بتایا گیا کہ یہاں ہمیشہ ہی ایسی صفائی کا اہتمام رہتا ہے۔ عام ذہن اسی طرح کا بن گیا ہے کہ جب کوئی بڑا معائنے کے لئے آئے تو خوب صفائی ہوگی ورنہ پھر کوئی اہتمام صفائی کا نہیں رہتا۔ اس کا بڑا خیال چاہئے۔ طالب علم دین اور اہل علم اور علما کے وقار کو ان بے اصولیوں سے بہت نقصان پہنچا۔

انتظام اور سلیقے سے رہنا انگریزی داں طبقے نے اپنے لئے خاص سمجھا ہوا ہے اور مولوی اور دیندار طبقے کے لئے بدنظمی، بے اصولی اور گندگی کو لازم سمجھ رکھا ہے۔ ہمارے لئے یہ تازیانۂ عبرت ہے۔

تشاکیح نمبر ۲۰ و ۲۱ ادعیہ اوقات متفرقہ کی نگرانی کا نظم قائم کرنا۔ الخ

یعنی جو مسنون دعائیں مثلاً سوتے وقت اور سوکر اٹھتے وقت کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد اور دستر خوان اٹھتے وقت اور سواری پر

چڑھتے وقت اور مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعائیں طلبہ کو یاد کرائی جاتی ہیں ان کو ان کے وقتوں پر عملی طور پر پڑھنے کی نگرانی بھی کرنی چاہیئے اور اس پر کوئی نگراں مقرر ہو اور اس نگرانی کا وظیفہ بھی مقرر کیا جائے اس طرح پر دینی مدارس کے بچے سنت کی زندگی پر عملی مشق کی تربیت پا جائیں گے اور جہاں بھی رہیں گے ان سنتوں کی عادت بن جائے گی اور زندگی بھر کا یہ صدقۂ جاریہ اساتذہ اور مہتمم اور منتظمین اور معاونین کے نامۂ اعمال میں لکھا جاوے گا۔ سنتوں کا احیا ہوگا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک خوشی سے باغ باغ ہو گی۔ اسی طرح طلباء کو نمازیں سنت کے مطابق پڑھنے کی مشق کرانے کے لئے نگراں مقرر کیا جائے اور بہتر یہی ہے کہ ان کاموں کے لئے اساتذہ ہی کو منتخب کیا جائے اور ان کی اس نگرانی کا وظیفہ علاوہ تنخواہ الگ سے دیا جائے۔ اور مدرسہ کی آمدنی کو انھیں ضروری امور میں یعنی علم اور عمل کی اصلاح میں زیادہ خرچ کیا جائے۔ خواہ تعمیر معمولی ہو جسم مدرسہ میں اولاً ضروری باتوں کو مقدم رکھا جائے پھر عمدگی تعلیم کے بعد مناسب تزئین کی طرف توجہ فرمائی جائے۔

تشریح نمبر ۲۶ معلمین قاعدہ وناظرہ وحفظ کا مشاہرہ معقول کرنا الخ

آج کل اس باب میں بڑی کوتاہی ہے دین کی عظمت کا تقاضا یہی ہے کہ ان حضرات کو اتنی تنخواہ دی جائے کہ جس سے وہ راحت اور سکون سے زندگی گذار سکیں۔ معقول تنخواہ سے پھر کام اچھا ہوتا ہے اور اچھے اساتذہ بھی ملتے ہیں ورنہ سستا اُستاد کا کام بھی ویسا ہی ہوتا ہے۔

حضرت اقدس ہردوئی نے فرمایا کہ الحمد للہ ہمارے یہاں قاعدہ اور حفظ و ناظرہ کے بعض اساتذہ کی تنخواہ بعض علماء سے بھی زیادہ ہے کیونکہ ہمارے یہاں

تنخواہ کا مدار ضرورت پر ہے نہ کہ قابلیت پر۔ مثلاً ایک قاعدہ پڑھانے والے اہل وعیال کا، ۷ افراد کا خرچ ہے اور عالم کا خرچ مختصر ہے ابھی صرف بیوی ہے اولاد نہیں تو آپ ہی فیصلہ کرلیں کہ ضرورت کس کو زیادہ تنخواہ دینے کی ہے۔

تشاکیجہ نمبر ۲۸ تقرر کے وقت نصاب مدرسین کے مطابق جانچ کرانا اگرچہ سند تکمیل کی ہو کیونکہ بعض وقت صلاحیت حاصل شدہ بے فکری سے کم ہو جاتی ہے۔

حضرت اقدس ہردوئی نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے یہاں عالموں کی تقرری پران کا قاعدہ کا امتحان ضرور ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک عالم صاحب کچھ خفا ہوئے اور کہنے لگے ہماری سند میں تمام کتابوں کے اندر ہمارے اعلیٰ نمبر آئے ہیں۔ ان سے گذارش کی گئی مگر آپ کی سند میں قاعدہ کے امتحان کا ذکر نہیں ہے۔ پھر ایک قاعدہ پڑھنے والے بچے کو بلایا گیا اور اس سے ان کو قاعدہ کا سبق سنایا گیا پھر خود ہی کہنے لگے کہ یہ بچہ تو مجھ سے اچھا پڑھتا ہے پھر ان سے عرض کیا گیا کہ اگر آپ کو اس بچے کا امام بنا دیا جائے تو اس بچے کے قلب میں آپ کی کیا وقعت ہوگی بات سمجھ میں آگئی آج کل اس طرف بڑی کوتاہی ہو رہی ہے علماء کو سند دیدی جاتی ہے اور وہ قرآن کو قواعد تجوید سے نہیں پڑھ سکتے۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی کے یہاں اس کا بڑا اہتمام تھا بعض وقت تھانہ بھون میں بعض شیخ الحدیث اور بعض شیخ التفسیر کو قاعدہ پڑھنا پڑا۔

تشاکیجہ نمبر ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ اجتماع طلبہ وجلسہ اور وعظ میں تدویراً اور حدراً طلبہ سے قرآن پڑھوانا اور قواعد تجوید کے موافق سنانے پر انعام کا دیا جانا۔ ناکامی پر وظیفہ کا بند کرنا اور درجہ ترقی سے محروم کرنا۔

اس عمل کا اثر یہ ہوگا کہ طلبہ اور اساتذہ تدویراً اور حدراً پڑھنے پڑھانے میں نہایت سرگرم عمل رہیں گے کہ نہ معلوم کس سے پڑھنے کو کہا جاوے گا ہر طالب علم بھی مستعد رہے گا اور استاد کو بھی خاصی فکر اور توجہ رہے گی اور جلسہ میں شریک ہونے والے حضرات پر اس کا یہ اثر پڑے گا کہ وہ بھی اپنے بچوں کو اسی طرز سے تعلیم دلانے کا شوق محسوس کریں گے اور دوسرے درسگاہوں کے اساتذہ اور منتظمین جو جلسہ میں مدعو ہوں گے انھیں بھی اسی طرح پڑھنے پڑھانے کی توفیق ہوگی۔ اس طرح قرآن پاک کی معیاری تعلیم عام ہونے میں مدد ملے گی۔ نیز قواعد تجوید کے موافق جو بچہ سنائے اسے انعام بھی دیا جاوے کہ اس سے دوسرے بچوں میں بھی شوق اسی طرح پڑھنے کا پیدا ہوگا اسی طرح جو قواعد تجوید میں ناکام ہوں اُن کا وظیفہ بند کردیا جائے اور ان کی ترقی روک دی جائے تاکہ سب کو فکر رہے اور تعلیم میں محنت کا اہتمام رہے امید اور خوف کے یہ دونوں طریقے منزل مقصود تک طلبا کو پہنچانے میں نہایت مفید ہوں گے مَنْ شاءَ فلیجرب جو چاہے تجربہ کرکے نفع اٹھاوے۔

تشاکیہ نمبر ۳۴ حسب ضرورت اساتذہ کو اشرف التفہیم لتکمیل التعلیم یا رحمۃ المتعلمین کے مطالعہ کی تاکید کرنا اور تکمیل نصاب کرانا۔

اشرف التفہیم لتکمیل التعلیم حضرت حکیم الامت تھانوی کا پسند فرمودہ مجموعہ نصائح برائے طلباء و مدرسین کو حضرت اقدس ہردوئی دامت برکاتہم نے تبویب فرماکر اس کو طبع کرایا ہے احقر کی مجلس اشاعۃ الحق کراچی میں بھی دستیاب ہے اس رسالہ کا نام یہاں اصول زرین برائے طلباء و مدرسین رکھا گیا ہے اور سرورق پر اشرف التفہیم لتکمیل التعلیم بھی تحریر ہے۔

اس رسالہ کا مطالعہ ہر دینی مدارس میں اساتذہ کے لئے اور طلباء کیلئے

بھی لازم کردیا جانا چاہئے۔ بلکہ مناسب یہ ہوگا کہ طلبائے کرام اور اساتذہ کرام کا اجتماع کرکے اس رسالہ کو من وعن ابتداء تا انتہاء بار بار سنایا جاوے اس رسالہ پر اگر عمل کی توفیق ہوجائے تو انشاء اللہ تعالیٰ تمام طلبا اولیاء اللہ بن کر مدارس سے نکلیں اور ان کی برکتیں امت کی اصلاح کے لئے انقلاب پیدا کردیں۔ قابل دید اور نہایت نافع رسالہ ہے جو اخلاقی۔ علمی۔ عملی۔ اصلاحات کے لئے زرین اصول کا مجموعہ ہے۔ ہر استاد اور ہر طالب علم کے نصاب میں اسے لازم کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔

احقر نے جو کچھ لکھا ہے ناظرین کرام اس رسالہ کے مطالعہ کے بعد اس سے کہیں زیادہ اس کی نافعیت اور ضرورت محسوس کریں گے۔

حضرت اقدس ہردوئی دامت برکاتہم نے اساتذہ کے لئے ایک نصاب دعوۃ الحق کی طرف سے تجویز فرمایا ہے اہل علم اور غیر اہل علم دونوں قسم کے اساتذہ کے لئے اس میں حسب ضرورت ترمیم کی جاسکتی ہے اسکے لئے دعوۃ الحق ہردوئی سے رجوع کیا جائے۔

پانچواں باب

مشورے ومعروضات برائے اساتذہ عظام

۱۔ تعلیمی خدمت کو اپنا فرض منصبی خیال کرنا اور وظیفہ کو انعام خداوندی سمجھنا۔

۲۔ انتظام وظیفہ وانتظام تعلیم کرنے والوں کو اپنا محسن سمجھنا اوران کے لئے دعائے خیر کرتے رہنا۔ نیز عامۃ المسلمین کے لئے بھی دعا کا اہتمام کرنا۔

۳۔ طلباء کو بھی اپنا محسن خیال کرنا کہ ان کی وجہ سے علمی اور عملی ترقی کا موقع ملتا ہے۔ نیز انکو اللہ تعالیٰ نے سبب روزی بنایا ہے کہ خدمت دین کے ساتھ روزی کا نظم بھی ہے۔ ہم خرما و ہم ثواب کا سلسلہ بھی ہے۔

۴۔ طلباء کی عظمت بوجہ مجاہد فی سبیل اللہ و ضیف رسول اللہ علیہ وسلم ہونے کے کرنا۔

۵۔ مثل اولاد کے طلباء سے شفقت و محبت کا معاملہ کرنا۔

۶۔ ایسے معاملات سے احتیاط فرمانا کہ طلباء یا منتظمین یا معاونین کی تحقیر ظاہر ہو یا عامۃ المسلمین کے سامنے شکایت و بے وقعتی ہو۔

۷۔ غصہ کی حالت میں تادیب سے احتیاط کرنا۔

۸۔ تادیب ضربی سے حتی الوسع احتیاط فرمانا اور بشرط ضرورت تادیب حدود کے اندر کرنا۔

۹۔ نماز با جماعت بلکہ تکبیر اولیٰ، تعدیل ارکان، ادعیہ ماثورہ اور اوقات مقررہ کی پابندی کی تلقین فرماتے رہنا۔ گاہ بگاہ نگرانی از خود کرنا۔ (یہ حق اسلام بھی ہے۔)

۱۰۔ طلباء کی غلطی و بے ادبی پر اولاً فہمائش پھر تادیب حسب مصلحہ و موقعہ کرنا۔

۱۱۔ امارد کو خلوت میں آنے سے سختی سے روکنا۔

۱۲۔ بڑے طلبائے سے خدمت بعد اجازت منتظم لینا۔ امارد سے سخت احتیاط اس بارے میں رکھی جائے۔

۱۳۔ طلباء کی عیادت اور ضروری اعانت کا خاص خیال رکھنا۔

۱۴۔ ناغہ سبق کی مضرات گاہ بگاہ بیان کرنا۔

۱۵۔ مطالعہ کی تاکید فرمانا۔ اسی طرح تاکید مطالعہ سبق کی بھی

۱۶- قرآن شریف میں ہر ایک کا سبق خود سننا، دیگر جماعتوں میں باری باری سبق پڑھانا۔ یا ایک دن میں کئی طلبار سے۔

۱۷- طالب علم کے سبق کا مدار اپنی تجویز پر رکھنا کہ آج کون پہلے سنائے۔ تاکہ سب تیاری کر کے لاویں۔

۱۸- طلبار کی شرارت اور بے ادبی پر صبر و تحمل کا اہتمام چاہئے اور اس وقت کفار مکہ کے حالات کو سامنے رکھ کر اسوۂ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سوچا جاوے بعد شفا غیظ مناسب طریقہ اصلاح کا تجویز کیا جائے۔ فہمائش یا تادیب۔

۱۹- کسی کے توجہ دلانے پر اپنی غلطی علمی یا عملی ظاہر ہو تو اس کا ممنون ہونا چاہئے۔

۲۰- ظہور غلطی پر اس غلطی کی تلافی کی فکر کرنا چاہئے۔ اس سے عظمت بڑھتی ہے۔

۲۱- تعلیم المتعلم یا رحمۃ المتعلمین یا اشرف التفہیم کا مطالعہ میں رکھنا۔

پانچواں باب

تشاریح نمبر ۱ - تعلیمی خدمات کو اپنا فرض منصبی سمجھنا

یعنی یہ نیت کرنا کہ یہ کام ہم رضائے حق کے لئے کر رہے ہیں اگر خوشحالی اور فارغ البالی ہوتی تو تنخواہ کے بغیر ہی دین حق کے لئے اُسی طرح ہم سرگرمی سے کام کرتے۔ اس نیت سے انشاء اللہ تعالیٰ ہم خرما ہم ثواب کا انعام لیجئے یعنی وظیفہ بھی انعام خداوندی اور ثواب بھی انعام خداوندی۔

دین کی محنت اور خدمت کا اصل طریقہ نبوت کا بدون اُجرت کرنا تھا جیسا کہ سورۂ یٰسین میں ارشاد ہے اتبعوا من لا یسئلکم اَجرا وھم مھتدون دوسرے مقام پر ارشاد ہے اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہ اَجر کا سوال نہ کرنا اور ہدایت یافتہ ہونا اس قید کی ضرورت اور اہمیت ظاہر ہے ورنہ عیسائی مشنری

بھی آج کل بدون اُجرت بلکہ دودھ اور مکھن کے ڈبے بھی پیش کرکے اپنے مذہب کا پروپگنڈا کر رہی ہے لیکن وہ ہدایت یافتہ نہیں ہے۔ اور حق تعالیٰ شانہ سے اجر کا اُمیدوار ہونا یہ تین باتیں دعوت اور خدمت دین کا علیٰ منہاج النبوۃ طرز ہے لہٰذا نائبین انبیاء علیہم السلام کو نیابتہً اسی طرز کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے کام کرنا چاہیئے یعنی قلب میں یہی جذبہ اور نیت کارفرما ہو کہ یا اللہ یہ تنخواہ اپنی مجبوری سے لے رہا ہوں ورنہ متبادل آمدنی کے لئے کوئی جائیداد وغیرہ ہوتی تو اے اللہ آپ کے دین پاک کی خدمت بدون کسی معاوضہ اور وظیفہ کے کرتا اور ہماری یہ بڑی ہی سعادت ہے کہ آپ کے کرم نے ہم کو دین کے کاموں کے لئے قبول فرمایا ہوا ہے ؎

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنیم

منت شناس زو کہ بخدمت بداشتند

ترجمہ : یہ احسان مت رکھ کہ میں سلطان کی خدمت کر رہا ہوں بلکہ تو اپنے اپنے اوپر احسان سمجھ کہ اس سلطان حقیقی نے اپنے کرم سے تجھے اپنی خدمت میں قبول کر رکھا ہے۔

حکایت : ایک بزرگ کے شاگرد پاؤں دبا رہے تھے اسی درمیان اُن بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ جو خدمت کرتا ہے اسے بھی ثواب ملتا ہے اور جو پاؤں دبوا رہا ہے اسے بھی ثواب ملتا ہے اس شاگرد نے کہا حضرت ہم تو محنت کر رہے ہیں ہمیں تو ثواب ملنا سمجھ میں آتا ہے لیکن آپ کو دبوانے کا ثواب کیوں ملے گا آپ کو تو کوئی مشقت ہو نہیں رہی ہے۔

ان بزرگ نے اپنے پاؤں سمیٹ لئے اور بیٹھ گئے اور فرمایا اب آپ پاؤں دبانے کا ثواب حاصل کیجئے۔ ہم نے جو آپ کو ثواب کا موقع دیا یعنی خدمت

کی اجازت دی اس کا ثواب ہم کو ملے گا یہ حکایت احقر نے حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتابگڈھی دامت برکاتہم سے سُنی تھی۔

خلاصہ یہ کہ دینی خدّام کو وظیفہ اور تنخواہ کو اپنا معاوضہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ تعلیمی یا وعظ وغیرہ کی خدمات کو اپنی سعادت اور اپنا فرض منصبی سمجھنا چاہیئے اور وظیفہ کو حق تعالیٰ کا انعام سمجھنا چاہیئے۔

صاحبو! دین ایسی قیمتی چیز ہے کہ اس کے لئے انبیاء علیہم السلام کے خون بہتے ہیں کتنے انبیاء علیہم السلام شہید کر دیئے گئے اور جہاد میں سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہؓ کے خون خدا کی راہ میں کس طرح قربان ہوئے۔ سوچیئے تو سہی کہ سیدالانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا خون جو تمام کائنات سے افضل اور قیمتی ہے لیکن دین کی خدمت کے لئے حق تعالیٰ نے اسے بھی گوارا فرمایا پھر ہم کو اور آپ کو اپنے خون اور پسینے اور جان اور مال اور آبرو خدا کی راہ میں دے کر کتنا خوش ہونا چاہیئے ؎

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت

سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

ترجمہ: دشمنوں کو اے خدا نصیب بھی نہ ہو کہ وہ آپ کے تیغ محبت سے قتل ہوں ہم دوستوں کا سر سلامت رہے کہ آپ کی محبت کی راہ میں وہ قبول ہو جاوے۔

اقتلونی اے ثقات — اِنّ فی قتلی حیاۃً فی حیاۃ

گر مرا صد بار تو گردن زنی — ہمچو شمع بر فروزم روشنی

ہمچو اسماعیل صبّا رجید — پیش تیغ عشق حق حلقے کشید (رومیؒ)

ترجمہ: حضرت رومیؒ فرماتے ہیں کہ ہاں ہاں مجھے قتل کر دو شوق سے راہ حق میں

کیونکہ میرے قتل ہی میں میری حیات ہے (جیسا کہ شہداء کو حیات جاودانی کی بشارت ہے) اور اے لوگو! خدا کی راہ میں اگر میری گردن کو تم سو بار قتل کرو گے تو ہر بار میرا نورِ عشق اور نورِ ایمان اور روشن ہو جائے گا جس طرح چراغ کی بتی کی گردن کو جب قینچی سے کاٹ دیتے ہیں تو روشنی اور تیز ہو جاتی ہے (یعنی جو حصہ بتّی کا جل کر خراب ہو جاتا ہے تو اس کو کاٹ دینے سے روشنی پہلے سے بہت ہی تیز ہو جاتی ہے) اور مثل حضرت اسماعیل السلام صبّار مجید کے اللہ تعالیٰ کی محبت کے تلوار کے نیچے خوشی خوشی اپنی گردن رکھ دینی چاہئے۔

صاحبو! اب تو دین کے خدام کی دعوتیں ہوتی ہیں اور کیا کیا راحتیں اور نعمتیں ملتی ہیں یہ حق تعالیٰ کا ہم ضعفاء پر احسان و کرم ہے ورنہ سلف کی تاریخ دیکھئے کہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کیا کیا مصائب جھیلنے پڑے ہیں کہ ان کے قلوب حلق تک پہنچے اور سخت زلزلہ روح پر طاری ہوا ؎

سر کے کٹنے کا مزہ یحییٰ سے پوچھ　　لطف تن چرنے کا ذکریا سے پوچھ
سر کو رکھ دینے کا نیچے تیغ کے　　پوچھ اسماعیل سے کیا لطف ہے

عاشقوں کا امتحان بلاؤں سے ہوتا ہے حلوا کھلا کر نہیں ہوتا ہے حضرت مولانا محمد احمد صاحب دامت برکاتہم نے خوب فرمایا ہے ؎

آتے ہیں ہر سمت سے تیر و سناں　　ہو رہا ہے عشق کا اب امتحاں
حق پرستی کی سزا جور عیاں　　ہے یقیناً سنت پیغمبراں
میں نہ کھولوں گا خلاف حق زباں　　انکی مرضی پر مری قرباں جاں

سراپا داستاں ہو کر کے بھی بے داستاں رہنا
زباں رکھ کر ترے عاشق کا پھر بھی بے زباں رہنا

صاحبو! دین کی خدمت کے لئے قبول ہونا اور دین کی خدمت میں لگ جانا اتنا بڑا انعام ہے کہ تمام کائنات بھی اس کے برابر قیمت نہیں رکھتی۔ اس نعمت کا بیان تو حق تعالیٰ شانہ نے انبیاء علیہم السلام کے متعلق سورۂ ص پ ۲۳ میں ارشاد فرمایا ہے اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّار اور ہم نے ذکر دار آخرت کے لئے ان کو مخصوص کر لیا تھا۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ بیان القرآن میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں یہ صفت سب سے زیادہ تام اور کامل ہوتی ہے خالصۃ اسم فاعل بہ معنیٰ خصلۃ خالصۃ جلیلۃ الشان لاشوب فیھا (اللغات از بیان القرآن)

پھر حق تعالیٰ جس امتی کو اس حصۂ نبوت سے جس قدر بھی عطا فرما دیں نہایت ہی احسان و کرم عظیم ہے پس خدام دین کو جو آخرت ہی کے کاموں میں لگے ہوئے ہیں نہایت شکر گذاری کرنی چاہیئے۔ تاکہ شکر نعمت پر مزید ترقی حسب وعدہ لئن شکرتم لازیدنکم حاصل ہو۔

حق تعالیٰ نے آیت مذکورۃ الصدر کے بعد ہی وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَار فرمایا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اور وہ حضرات جو ذکر آخرت کے لئے مخصوص کئے گئے تھے وہ حضرات ہمارے یہاں منتخب اور سب سے اچھے لوگوں میں سے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں معیار خیر اور اچھائی ذکر آخرت اور فکر آخرت پر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت سے آخرت کے کاموں میں شغف کی توفیق بخشیں اور اخلاص عطا فرما دیں آمین۔

اللّٰھم اَخْلِصْنَا بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّار اے اللہ ہم سب کو بھی

ذکر آخرت کے لئے مخصوص فرمائیں آمین بحق رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

از کرم از عشق معزولم مکن　　　جز بذکر خویش مشغولم مکن

منصبے کانم ز رویت محجب است　　　عین معزولیست نامش منصب است

ترجمہ: اے خدا اپنے عشق سے ہم کو معزول نہ فرمائیے اپنے کرم سے اپنے ذکر کے سوا (دینی خدمات بھی ذکر میں شامل ہیں) کسی دوسرے کاموں میں مشغول نہ فرمائیے۔

اور وہ منصب اور عہدہ جو اگرچہ دنیا کا بڑے سے بڑا ہو لیکن اگر آپ سے دوری اور حجاب کا باعث ہے تو وہ میرے نزدیک عین معزولی ہے صرف نام ہی منصب ہے۔

حکایت: حضرت مرشدی پھولپوریؒ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا سخاوت علی صاحبؒ اور حضرت مولانا کرامت علی صاحبؒ یہ دونوں حضرات سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ حضرت مولانا سخاوت علی صاحب کو پڑھانے کا حکم دیا اور مولانا کرامت علی صاحب کو تبلیغی اسفار کا۔ چنانچہ مولانا کرامت علی صاحبؒ بنگال میں زندگی بھر ایک جگہ نہ بیٹھے۔ ہمیشہ تبلیغی سفر کرتے رہے۔ اور حضرت مولانا سخاوت علی صاحبؒ جونپور میں پڑھانے میں مشغول ہوئے اگر کوئی بخاری شریف پڑھنے آیا اسے بھی پڑھا دیا اور اگر قاعدہ پڑھنے آیا اسے بھی پڑھایا کسی سے انکار نہ کیا اور فرمایا کرتے تھے ہمارے پیر نے ہم کو پڑھانے کو حکم دیا تھا یہ حکم نہیں دیا تھا کہ صرف بخاری پڑھانا۔

تشاکیح نمبر ۷۰ ۸: غصہ کی حالت میں تادیب سے احتیاط کرنا اس کی مختصر تشریح دوسرے باب کے نمبر ۸ میں بھی گذر چکی ہے۔ غصہ کی حالت میں مارتے وقت عقل ٹھکانے نہ ہونے سے بعض وقت اس قدر زیادہ مار دیا کہ استاد کی

پٹائی کے لئے اس کے ورثا پہنچ گئے اور بڑی مشکل سے استاد کی عزت بچائی گئی۔ نیز زیادہ مارنے سے بچوں کو دینی تعلیم ہی سے وحشت ہو جاتی ہے اور فی زمانہ جبکہ انگریزی تعلیم کی طرف عوام کا رجحان زیادہ ہے اور بہت کم لوگ اپنے بچوں کو دینی تعلیم میں لگاتے ہیں۔ نیز انگریزی اسکولوں میں بچوں پر مار پیٹ سخت ممنوع ہے اور نہایت شفقت کا اظہار کیا جاتا ہے بلکہ اب تو بچوں کو بعض اسکولوں میں چاء اور ٹافیاں بھی کھلائی جاتی ہیں۔ حالانکہ شفقت اور محبت طلباء پر کرنا یہ دینی حضرات کا حصہ تھا۔

غصہ میں مغلوب ہو کر جب تادیب ہوتی ہے تو خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی جانب سے تھانہ بھون میں اساتذہ کو سخت ہدایت تھی کہ بچوں کو مارنے میں نہایت احتیاط سے کام لیں ایک استاد تھے وہ بہت مارتے تھے اور بار بار ہدایت سے بھی باز نہ آئے پھر حضرت اقدس تھانویؒ نے ان تمام طلباء کے سامنے مرغا بنوا دیا۔ حالانکہ حضرت تھانوی رح اساتذہ کا بڑا اکرام فرماتے تھے اس عمل سے انتہائی آپ کا قلبی الم اور صدمہ اس فعل سے ظاہر ہوتا ہے۔ غصہ کی حالت کو اعتدال میں لانے کا طریقہ تشریح ۲ باب دوم بہشتی زیور حصہ ۷ سے نقل کیا گیا ہے اسے اساتذۂ کرام گاہ بہ گاہ پڑھ لیا کریں۔ کہ بار بار مذاکرہ سے وقت پر استحضار ہو جاتا ہے ورنہ مطلق علم تو شدت غضب میں کالعدم ہو جاتا ہے اگر استاد کی مار پیٹ کی بے اعتدالی سے امت مسلمہ کا ایک بچہ بھی متوحش اور ہراساں اور خوفزدہ ہو کر علم دین کا تارک ہوا تو اس کی اس محرومی کا وبال استاد پر اور منتظمین پر بھی ہوگا۔

حاصل یہ کہ جس طرح اپنی اولاد پر شفقت ہوتی ہے اسی طرح ہر طالب علم پر ہونی چاہئے۔ حضرت اقدس ہردوئی کا ارشاد ہے وزیر کا بچہ، پیر کا بچہ

اور فقیر کا بچہ استاد کی نظر میں توجہ، مہربانی اور شفقت کے لحاظ سے برابر ہوں۔ بچوں کے مارنے سے جہاں تک ہو سکے احتیاط کریں البتہ سخت ضرورت پر حدود اور بچے کے تحمل کا لحاظ رکھتے ہوئے معمولی تادیب کر دیں۔

چنانچہ حضرت اقدس ہردوئی نے فرمایا کہ بعض بچے جوتے داخل ہوئے بعض وقت استاد کو بُری بُری گالیاں تک دیدیں اس وقت استاد کو تحمل اور صبر کی تلقین کی جاتی ہے اور ان کی صرف یہ سزا ہوتی ہے کہ استاد کا جوتا الٹی طرف سے (یعنی تلا والا نہیں) ان کے سر پر رکھا جاتا ہے۔ دماغ کو سینک دینا اس کا نام ہے کسی کے سر پر ایک ایک گھنٹہ رکھا جاتا ہے جب تک وہ معافی نہیں مانگ لیتے یہ سینک جاری رکھا جاتا ہے۔ یہ بھی سرسام ہے اس کو سینکنا مفید ہے

اسی طرح بعض بچے بعض کو ایک چپت مار دیتے ہیں اس کا علاج یہ تجویز کیا ہے کہ ۱۱ بچے ایک قطار سے یکے بعد دیگرے اس مارنے والے کو ایک ایک چپت لگائیں اس علاج کا نام دوائے کوکبی رکھا گیا ہے احد عشر کوکبا کی طرف اشارہ ہے اور فرمایا کہ ان دونوں صورتوں میں استاد کے مارپیٹ سے بچے محفوظ رہتے ہیں اور فرمایا کہ ہمارے یہاں استاد کو مارپیٹ کی اجازت ہی نہیں اگر ضرورت ہو تو مہتمم سے مشورہ کر کے تادیب کریں اور اس قانون کا علم بچوں کو بھی ہے۔ چنانچہ اگر استاد قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو بچہ فوراً آکر مجھے مطلع کرتا ہے۔ اس معاملہ میں بچوں کو آزادی دی گئی ہے وہ قانون کے خلاف ورزی کی مجھے فوراً اطلاع کریں۔

تشاکریہ نمبر ۱۲ امارد سے سخت احتیاط کی جاوے۔

امارد جمع اَمرد کی ہے آج کل بعض لوگ اَمرد کے معنیٰ ہی نہیں جانتے ایک بی۔اے پاس دوست اس ناکارہ کی اتوار کی ہفتہ واری مجلس میں آیا

کرتے تھے کسی ملفوظ یا وعظ میں لفظ اَمرَد پڑھا گیا احقر نے ان سے دریافت کیا اس کا مطلب کیا ہے کہنے لگے امرد کا مطلب میں نے دو سمجھے ہیں یا امرود یا امرت دھارا۔ سب ہنسنے لگے۔

امرد کہتے ہیں اس لڑکے کو جس کے داڑھی مونچھ نہ نکلی ہو اور اس کا چہرہ اس وقت چونکہ عورت کے مشابہہ ہوتا ہے اس لئے نفس کو میلان اور بُری خواہش پیدا ہوتی ہے اسی سبب سے ایسے لڑکوں کو دیکھنا اسی طرح حرام ہے۔ جس طرح عورت اجنبیہ کو دیکھنا حرام ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھاتے تھے اُن کو جب تک داڑھی نہیں نکلی بجائے سامنے بٹھانے کے پیچھے بٹھاتے تھے۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ کے تصنیف والے حجرہ میں ایک طالب علم کو کسی کام سے مولوی شبیر علی صاحبؒ نے بھیجا۔ حضرت فوراً بالا خانے سے نیچے اُتر آئے اور مولوی شبیر علی صاحبؒ کو تنبیہ فرمائی کہ خبردار میرے تنہائی کے کمرہ میں کسی امرد کو مت بھیجا کرو خلوت کسی امرد کے ساتھ جائز نہیں اور فرمایا کہ اب ہمارے معتقدین کو سبق مل جائے گا کہ جس کو ہم اپنا مقتدا اور بڑا سمجھتے ہیں وہ کتنا اپنے نفس سے بدگمان ہو کر امردوں سے احتیاط کرتا ہے۔ حضرت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ امرد کا فتنہ عورت سے زیادہ سخت ہے کیونکہ نامحرم عورت سے کوئی دیندار بات چیت میل جول کا راستہ نہیں پاتا اور مخلوق کے خوف سے اسکی ہمت نہیں پاتا برعکس امرد سے بات چیت میل جول میں وہ لوگوں کو دھوکہ دے سکتا ہے کہ یہ ہمارا شاگرد ہے یا ہمارا بھائی ہے۔ اس لئے دیندار حضرات کو شیطان اس خبیث عمل میں بآسانی پھنسا کر خدا تعالیٰ کی رحمت اور قرب سے دور کر دیتا ہے اور اسی طرح نو عمری میں طلبا اس خبیث کو

عمل میں بآسانی پھنسا کر خدا تعالیٰ کی رحمت اور قرب سے دور کر دیتا ہے اور اسی طرح نوعمری میں طلبا اس خبیث فعل میں مبتلا ہو کر اپنی صحت کو خراب اور قوت حافظہ کو برباد کر لیتے ہیں اور علم اور تقویٰ سے محروم ہو کر دنیا و آخرت دونوں ہی تباہ کر لیتے ہیں۔

حضرت اقدس ہردوئی دامت برکاتہم نے بار بار یہاں دینی مدارس میں یہ ہدایت فرمائی ہے کہ دارالاقامۃ جہاں طلباء کی قیام گاہ ہو وہاں ایک استاد اور نگراں مقرر ہو جو رات کو دو ایک مرتبہ اچانک معائنہ کرے کہ طلبہ کس حالت میں ہیں اس سے طلبہ پر خوف ہوگا اور آپس میں غلط میل جول سے محتاط رہیں گے تعمیر دارالاقامۃ میں بھی اس کا خیال رہے کہ طلبہ کی قیام گاہ کا استاد معائنہ کر سکے۔ اور چھوٹے بچوں کی رہائش کا الگ انتظام ہو بڑے طلباء کا ان سے الگ انتظام ہو نیز طلباء کے کمروں کی ایک ایک کنجی مہتمم کے پاس بھی ہو تاکہ جب ضرورت ہو اچانک ان کے کمروں کا معائنہ کیا جا سکے اس سے ان کی صفائی اور آداب معاشرۃ کا امتحان کیا جا سکتا ہے نیز کسی مہمان کو دکھانا ہے تو طلباء سے کنجی مانگنے کی زحمت نہ ہو گی اور مناسب یہ ہے کہ چھوٹے بچوں کے لئے بڑے بڑے کمرے تعمیر ہوں اور ان کی اخلاقی نگرانی کا نہایت اہتمام کیا جائے اور کوئی استاد ہرگز ہرگز کسی امرد کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے خلوت مع الامارد سے سخت احتیاط رکھے کیونکہ یہ مرض بہت آہستہ آہستہ اپنا اثر کرتا ہے اور جب پورا اثر ہو جاتا ہے پھر اس سے نجات بڑی مشکل سے ہوتی ہے۔

حضرت تھانویؒ فرماتے تھے کہ عشق مجازی عذاب الٰہی ہے تمام زندگی دوزخیوں کی سی گذرتی ہے چند سطور "جزاء الاعمال" مصنفہ حضرت حکیم الامت

تھانویؒ نقل کرتا ہوں۔

فصل دوسری معاصی کے بیان میں کا ۵: غیر محرم عورت یا مرد سے کسی قسم کا علاقہ رکھنا خواہ اس کو دیکھنا یا اس سے دل خوش کرنے کے لئے گفتگو کرنا یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا یا اس کے پسند طبع کے موافق اُسکے خوش کرنے کو اپنی وضع یا کلام کو آراستہ اور نرم کرنا۔ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس تعلق سے جو جو مصائب پیش آتے ہیں احاطۂ تحریر سے خارج ہیں انشاء اللہ تعالیٰ کسی رسالہ میں ضمناً اس کو کسی قدر زیادہ لکھنے کا ارادہ ہے۔[1]

(جزاء الاعمال)

تشکیح نمبر ۱۵ طلبہ کو مطالعہ کی تاکید کرنا اور اسی طرح سبق کے مطالعہ کی تاکید کا اہتمام رکھنا۔

بدون مطالعہ استعداد نہیں پیدا ہوتی خصوصاً عربی کے طلبائے کرام کو اس کا بڑا اہتمام چاہیئے کہ کل پڑھنے کے سبق کو رات ہی میں اس قدر گہری فکر سے مطالعہ کریں کہ تمام سبق پڑھا سکیں اس کے لئے لغت اور حاشیہ سے بھی مدد لیں اس طرح مطالعہ سے مدرس بننے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور استاد کے سامنے اس کی تقریر خوب سمجھ میں آتی ہے۔ مطالعہ سے اگر پورا سبق سمجھ میں نہ آئے تو بھی گھبرا کر ترک نہ کریں۔ نصف یا تہائی سمجھ میں آوے تو بھی مطالعہ کا اہتمام جاری رکھیں انشاء اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے کچھ ہی دن میں ترقی محسوس ہوگی اور پھر زیادہ حصہ سمجھ میں آنے لگے گا کل کے

---

[1] احقر ناکارہ اختر حضرت اقدس تھانویؒ کا یہ ارادہ پڑھ کر ایک کتاب (روحانی امراض کے خطرناک نتائج اور اس کا علاج) میں اس بیماری کو تفصیل سے لکھ رہا ہے حق تعالیٰ اپنی رحمت سے تکمیل وطباعت وقبولیت کا شرف بخشیں۔ آمین۔

سبق میں مشکل الفاظ کو حاشیہ میں دیکھیں ورنہ لغت ضرور رکھیں۔ کتب خانے میں منتظمین حضرات لغات کی کتب کافی تعداد میں فراہم کریں تاکہ دقت نہ ہو۔ بعض ادارہ میں کمی کے سبب آج کل صرف اساتذہ لغت کی کتاب رکھتے ہیں اور طلبار کو یکی یکائی بدون محنت کے معنیٰ بتادیتے ہیں اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ ہرکہ آوارزاں خرد ارزاں دہد بہت جلد بھول جاتے ہیں اور استعداد خود سمجھنے کی پیدا نہیں ہوتی اور دماغ مفلوج اور ناکارہ ہوجاتا ہے سند بھی مل جاتی ہے مگر کسی مدرسہ میں درس وتدریس کے فرائض انجام دینے کے قابل نہیں ہوتے مجبوراً کوئی کسی مدرسہ کا سفیر بن جاتا ہے یا کوئی اور معاش کے دھندے میں لگ جاتا ہے۔ مزید نصائح مفیدہ کے لئے طلبا اور اساتذہ حضرات رسالہ اشرف التفہیم لتکمیل التعلیم کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ احقر نے یہاں بھی طبع کرادیا ہے یہاں اس کا نام اصول زرین برائے طلبار و مدرسین ہے۔

چھٹا باب

تجویزات بسلسلہ اصلاح مساجد و مدارس

نیز معروضات برائے حضرات دردمندانِ ملت اسلامیہ

۱۔ ایسے مراکز قائم کئے جانا جہاں نصب خدام مسجد و مدارس کا نظم ہو اس کے لئے حدود کے اندر مساعی شعبہ مالیات کے لئے کیا جانا۔

۲۔ بشرط ضرورت نصاب کی تکمیل کرنے والوں کو بقدر خوراک وظیفہ دیا جانا۔

۳۔ مزید ضرورت پر مزید وظیفہ کا بھی تجویز کیا جانا۔

اس کے لئے معروضات ذیل بطور طریق کار پیش کی جاتی ہیں۔

۱- اہل اصلاح کے اجتماعاتِ خصوصی و عمومی کے موقع پر اہمیت انتظام صحیح مدارس و مساجد کو واضح کرنا اور ان کو مالی معاونت کی ترغیب دینا۔
۲- اہل خیر حضرات کو اجتماعاً و انفراداً اس طرف متوجہ کرنا۔
۳- بدعملی اور اخلاق رذیلہ کے مضرات اور اخلاق حمیدہ کی ضرورت و اہمیت سے وقتاً فوقتاً لوگوں کو آگاہ کرتے رہنا۔
۴- اصلاحی جذبہ رکھنے والے حضرات سے تعاون کی گذارش کرنا۔
۵- منتظمین مدارس و مساجد کو ان امور کی طرف توجہ دلانا حسب ضرورت
۶- اکابر کرام سے وقتاً فوقتاً دعا کی درخواست کرنا۔
۷- اشتہارات ورسائل واخبارات مناسب کے ذریعہ مراکز کے تعین کی اطلاع کرنا۔
۸- اُمّتِ مسلمہ بالخصوص طلبہ کو عظمت قرآن پاک سے اور احترام و احکام مساجد سے گاہ بگاہ آگاہ کرنا۔
۹- طلباءِ دین بالخصوص قرآن کریم کے ساتھ احترام و عظمت کا معاملہ کرنا
۱۰- اساتذہ و منتظمین کی عظمت اپنے اور دوسروں کے قلوب میں بٹھانا۔

چھٹا باب

تشاکیح نمبر ۱ و ۲ و ۳ مساجد اور مدارس کی خدمت کے لئے موذن۔ امام مدرس حضرات کو اصلاحی اور تربیتی نصاب کی تکمیل اور عمل مشق کرانے کے لئے جگہ جگہ مرکز قائم کئے جائیں اور ان حضرات کی تربیت و اصلاح میں زیادہ سے زیادہ تین ماہ کی مدت درکار ہو گی۔ اس کے لئے مناسب وظیفہ اور خوراک کا انتظام کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ عموماً یہ طبقہ نادار اور مفلس

ہوتا ہے جو خود کفیل ہو کر تربیت مجوزہ نہیں حاصل کر سکتے۔ حضرت اقدس ہردوئی نے فرمایا کہ الحمد للہ ہمارے یہاں اس کا مرکز قائم کر دیا گیا ہے اور ہم موذن اور امام اور مدرس کی عملی تربیت (ٹریننگ) پر ان حضرات کو معقول وظیفہ اور خوراک کا انتظام کرتے ہیں اور اس کی برکت ہے کہ ہماری مجلس دعوۃ الحق کی طرف سے ۶۸ مدارس میں ۱۶۰ اساتذہ تربیت یافتہ کام کر رہے ہیں۔ احقر عرض کرتا ہے کہ ناظرین حضرات اس ناکارہ کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ یہاں مجلس اشاعۃ الحق میں بھی اس نوع کا تربیتی مرکز قائم ہو جائے حق تعالیٰ توفیق بخشیں آمین۔ اَللّٰھُمَّ لَا سَھْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَہٗ سَھْلًا وَّاَنْتَ تَجْعَلُ الْحُزْنَ سَھْلًا اِذَا شِئْتَ

تشاریح نمبر ۸ عظمت قرآن کا مفصل بیان تیسرے باب نمبر ۵ میں ملاحظہ فرمائیں

تشاریح نمبر ۹ و ۱۰ - اس کا بیان مفصل طور پر چوتھے باب کے نمبر ۱ و ۲ میں اور نمبر ۷ میں ملاحظہ فرمائیں۔

ساتواں باب

برائے ائمہ موذنین و خدام مساجد

۱۔ نصاب ائمہ

۱۔ نصاب موذنین کی تکمیل کرنا۔

۲۔ قرآن مجید کی منزل ہفتم کا یاد ہونا یا کم از کم اکثر سورت قصار و اوساط وطوال مفصل یاد ہونا۔

۳- اہل علم ہونا ورنہ کتب فضائل ومسائل سنانے کی لیاقت ہونا۔

۴- نماز جنازہ، صلوٰۃ التسبیح، صلوٰۃ استخارہ، نماز جمعہ وعیدین تراویح ونماز کسوف کی مشق عملی خطبہ واحکام جمعہ وعیدین کی مشق کرانا۔

خطبۂ نکاح وجمعہ یاد ہونا۔ طریق نکاح سے واقف ہونا۔

۵- قرآن پاک تدویراً صحیح پڑھنا۔ حافظ ہونے پر حدراً صحیح پڑھنا۔

۶- احکام وآداب تبلیغ سے واقف ہونا۔

۷- اکابرین سے کسی سے اصلاحی تعلق ہونا۔

ساتواں باب

تشاریح نمبر ۱ ؍ نصاب موذنین کا آگے آٹھواں باب آرہا ہے۔

تشاریح نمبر ۲ ؍ اس کی تشریح باب اوّل کے نمبر ۵ میں ملاحظہ فرمائیں۔

تشاریح نمبر ۴ ؍ ان امور کے لئے بہشتی زیور کے حصہ ۲ اور حصہ ۱۱ کو ملاحظہ فرمائیں۔

تشاریح نمبر ۵ ؍ آگے آٹھویں باب کے نمبر ۹ میں ملاحظہ فرمائیں۔

تشاریح نمبر ۶ ؍ اس کے لئے حضرت اقدس ہردوئی دامت برکاتہم کی تصنیف تبلیغ کے احکام (اشرف الهدایات لاصلاح المنکرات) کا مطالعہ فرمائیں۔ کراچی میں بھی کتب خانہ مظہری ۴-جی- $\frac{1}{2}$ ناظم آباد سے دستیاب ہے۔

تشاریح نمبر ۷ ؍ اکابرین سے کسی سے اصلاحی تعلق ہونا اس کی تشریح کے سلسلہ میں حضرت اقدس ہردوئی نے فرمایا کہ جب کسی بزرگ سے اصلاحی تعلق نہیں ہوتا تو اس کی مثال اس موٹر کی ہے جس پر ڈرائیور

نہ ہو ایسی موٹر خود بھی تباہ ہوتی ہے اور اس پر بیٹھنے والوں کو بھی ہلاک کرتی ہے دنیا میں جتنے گمراہ فتنے پیدا ہوئے ہیں ان کا بانی جاہل نہیں ہوتا پڑھا لکھا ہی ہوتا ہے۔ مگر اس کا کسی بزرگ سے اصلاحی تعلق نہیں ہوتا لہٰذا کچھ دن تو صحیح کام کرتا ہے پھر جیسے موٹر بدون ڈرائیور سیدھی سڑک پر کچھ دیر صحیح چلے گی مگر جب موڑ یا چوراہہ آوے گا تو ٹکر کھا جائے گی یا غلط راہ پر لگ جائے گی اسی طرح وہ شخص بھی دین کے کسی موڑ اور چوراہہ پر ٹکر کھا کر خود بھی گمراہ ہو جاتا ہے اور دوسروں کی گمراہی کا سبب بھی بنتا ہے۔ لہٰذا موذن اور امام اور مدرس کے لئے بوقت تقرر ہمارے یہاں یہ شرط ہے کہ اس کا تعلق اکابر میں سے کسی سے ضرور ہو اور اس کے حسب ذیل فوائد ہیں۔

۱۔ بزرگوں کی صحبت اور تعلق والا عموماً متواضع اور باادب اور فرمانبردار ہوتا ہے۔

۲۔ اگر ایسے شخص سے کام صحیح نہ ہو رہا ہو یا خدانخواستہ نامناسب رویّہ اختیار کرنے پر مہتمم کو مجبوراً اُن کو الگ کرنا پڑے تو جس بزرگ سے ان کا تعلق ہوتا ہے اُن کے مشورہ سے باآسانی اخراج ممکن ہوتا ہے مزاحمت اور عوامی انتشار اور بغاوت مخالفانہ کا خطرہ نہیں ہوتا۔

۳۔ اکثر ایسے حضرات صالح ہوتے ہیں جن کا کسی بزرگ سے تعلق ہوتا ہے اور پھر ان کی صحبت میں طلبا رہ کر صالح بن جاتے ہیں ؎

صحبت صالح ترا صالح کند   صحبت طالح ترا طالح کند

ترجمہ: نیک لوگوں کی صحبت تجھے نیک بنا دے گی اور برے لوگوں کی صحبت تجھے بُرا بنا دے گی۔

۴۔ ایسے لوگوں کو چونکہ خود بھی اصلاح کی فکر ہوتی ہے اس لئے صالح ماحول

بنانے میں ان سے مدد ملتی ہے ورنہ مناسب ماحول نہ ہونیکے سبب صالح فضا مدرسہ میں قائم کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔

آٹھواں باب

ب۔ نصاب مؤذنین

۱۔ تصحیح حروف وحروف مدولین کی معرفت ومشق۔ بالخصوص اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَلصَّلوٰۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہتے ہیں "لام" کے مد کو حد طبعی سے طویل کرنے سے بچنا۔

۲۔ مسائل اذان واقامت کا محفوظ کرنا۔

۳۔ نماز کی مسنون سورتیں یاد کرنا۔

۴۔ نواقض وضو وواجبات وضو وغسل اور فرائض غسل کا یاد ہونا۔

۵۔ مسنون طریقہ نماز سے واقف ہونا

۶۔ مسائل سہو ومفسدات نماز ومکروہات صلوٰۃ سے واقف ہونا۔

۷۔ موجبات فسق سے احتیاط کرنا

۸۔ اکابرین سے کسی سے تعلق ہونا

۹۔ تدویراً صحیح قرآن مجید پڑھنا۔ حافظ ہونے پر حدراً بھی صحیح پڑھنا۔

۱۰۔ لحن جلی سے بچنا۔ یہ اس لیئے ہے کہ امام کی قائم مقامی کرسکیں۔

۱۱۔ مسائل غسل میت:۔

تجہیز وتکفین وتدفین سے واقف ہونا۔

آٹھواں باب

تشاکیح نمبر ا و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ - نمبر ایک کی تشریح باب اول ۱ میں گذر چکی ہے۔ تشریح ۲ یہ ہے کہ مسائل اذان اور اقامت کو بہشتی زیور کے گیارہویں حصے میں مطالعہ کرکے یاد کرلیں۔ تشریح ۳ نماز کی مسنون سورتیں اس کا بیان باب اوّل کے نمبر ۸ کی تشریح میں ملاحظہ کریں۔ تشریح ۴ بہشتی زیور کے حصہ اوّل میں اور ۵ و ۶ کو حصہ دوم سے ملاحظہ کریں۔

تشاکیح نمبر ۷ موجبات فسق سے بچنا۔

گناہ کبیرہ کا مرتکب فاسق ہوتا ہے اور گناہ کبیرہ کی فہرست بہشتی زیور حصہ اول اور جزاء الاعمال کے مطالعہ سے یاد کرلیں تاہم چندان گناہوں کا ذکر کیا جاتا ہے جس کا عام ابتلاء ہے۔

(۱) جھوٹ بولنا (۲) غیبت کرنا (۳) بدگمانی کرنا (۴) بدنگاہی کرنا۔ (۵) لنگی یا پائجامے کو اتنا نیچا پہننا جس سے ٹخنے ڈھک جائیں (۶) داڑھی منڈانا یا ایک مشت سے کم کترا دینا خواہ سامنے سے ہو یا دونوں........ جانب سے ہو۔ (۷) ناجائز آمدنی مثلاً رشوت اور سودی کاروبار کے ملازمین کے یہاں کھانے پینے سے احتیاط نہ کرنا۔

تشاکیح نمبر ۹ و ۱۰ و ۱۱ قرآن پاک کی تلاوت تدویراً کرنا اور حفظ کے بعد حدراً پڑھنا اور لحن جلی سے بچنا تاکہ نائب امام بھی بنایا جاسکے۔

تدویراً ۹ آہستہ آہستہ پڑھنا۔ حدراً تیز پڑھنا جیسے تراویح میں پڑھتے ہیں مگر ہر دونوں صورتوں میں قواعد تجوید کی رعایت ضروری ہے۔

لحن جلی ۱ ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا جیسے الف کو ہمزہ پڑھ دیا

یا ث کی جگہ س، یا ح کی جگہ ہ، ذ کی جگہ ز، ص کی جگہ س، ض کی جگہ ظ یا ع کی جگہ ہمزہ پڑھ دیا یا الحمدُ کی جگہ الحمد دیا یا للہ کی جگہ للھی یا زیر۔ زبر پیش۔ جزم میں ایک کو دوسری جگہ پڑھ دینا ان غلطیوں کو لحن جلی کہتے ہیں اور یہ حرام ہے اور بعض جگہ اس سے معنی بگڑ کر نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے اور حروف کے حسین ہونے کے جو قاعدے مقرر کئے گئے ہیں ان کے خلاف کرنے کو لحن خفی کہتے ہیں یہ مکروہ ہے بچنا اس سے بھی ضروری ہے۔ تفصیل کے لئے جمال القرآن اور فوائد مکیہ کا مطالعہ کریں۔ نمبر ۱۱ مسائل جنازہ و غسل میت بہشتی زیور حصہ ۲ اور حصہ ۱۱ سے یاد کریں۔

نواں باب

ج۔ نصابِ خدّام

۱۔ تصحیح اذان و اقامت کہ قائم مقامی مؤذّن کر سکیں

۲۔ خدّام مسجد کی عظمت دل میں ہونا اور ان کے ادا کرنے کا تحمل ہونا۔

۳۔ موجباتِ فسق سے بچنا۔

۴۔ نماز با جماعت کا پابند ہونا

ناکارہ خادم

ابرار الحق

مجلس دعوۃ الحق ہردوئی

(یو۔پی) انڈیا

۹ محرم ۱۳۹۵ھ۔ ۲۱ جنوری ۱۹۷۵ء

نواں باب

تشاکیح نمبر۱ اس کی تشریح دوسرے باب کے ۵ میں مفصل موجود ہے۔
تشاکیح نمبر۲ اس کا بیان باب اوّل کے ۲ میں ملاحظہ فرمائیں۔
تشاکیح نمبر۳ اس کی تشریح آٹھویں باب کے ۷ میں ملاحظہ فرمائیں۔
تشاکیح نمبر۴ اس کی تشریح تیسرے باب کے ۲ میں ملاحظہ فرمائیں

احقر محمد اختر عفی عنہ اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہے کہ رسالہ ہذا (امت کا انحطاط اور اس کا علاج) کی تشریح کا سلسلہ ۱۶ صفر ۹۶ھ کو شروع ہوا تھا اور حضرت اقدس ہردوئی دامت برکاتہم کی دعاؤں کی برکت سے آج ۲۳ صفر ۹۶ھ کو تمام ہوا۔ احقر حضرت اقدس سے خصوصاً اور جملہ ناظرین کرام سے عموماً درخواست دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے احقر کی جملہ خدمات دینیہ کو قبول اور نافع فرمائیں آمین۔ اور حسن خاتمہ اور مغفرت بے حساب مقدر فرما کر جنت الفردوس میں اپنے عباد صالحین و ابرار کی معیت و رفاقت عطا فرمائیں اور احقر کے گھر والوں کے لئے اور جملہ متعلقین و احباب خصوصی و عمومی اور پوری امت مسلمہ کے لئے بھی یہی درخواست ہے۔

العارض احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ
۴۔جی ۱/۱۲ ناظم آباد کراچی ۱۸
۲۳ صفر المظفر ۹۶ھ
مطابق ۲۴ فروری ۱۹۷۶ء

رائے عالی برائے تصانیف حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب

تقریظ

از حضرت اقدس شیخ الحدیث

مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم

باسمہٖ سبحانہٗ

عنایت فرمائے مولانا محمد اختر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون

آپکی دو کتابیں معارف مثنوی اور دنیا کی حقیقت پہنچکر موجب منت ہوئیں اس سے بہت مسرت ہوئی کہ آپ کا تعلق اولاً مولانا پھولپوری رح سے اور آخراً مولانا ابرار الحق صاحب سے ہے اللہ تعالیٰ دونوں کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے اللہ تعالیٰ آپ کو اس ہدیہ سنیہ کا دونوں جہاں میں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ یہ دونوں کتابیں سن بھی لیں، مضامین ماشاء اللہ بہت اچھے ہیں دل پر اثر کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ آپکی مساعی کو قبول فرمائے صدقہ جاریہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ معارف شمس تبریز کی طباعت کا بھی جلد از جلد انتظام فرمائے اور لوگوں کو ان معارف سے زیادہ سے زیادہ متمتع فرمائے۔ آپکی دیگر تالیفات کی قبولیت کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ ذخیرہ آخرت بنائے اور اپنے وقت پر حسن خاتمہ کی دولت سے نوازے۔

فقط والسلام

(حضرت شیخ الحدیث) محمد زکریا

مدینہ طیبہ ۔ ۱۱/۵/۷۶ء

(اشرف التفہیم لتکمیل التعلیم)

یعنی

اُصُولِ زرّیں

برائے

طلباء و مدرّسین

پسند فرمودہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب
تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

مؤلفہٗ

(مولانا عبد الرحمٰن صاحب بجھراوی اعظمی رحمہ اللہ)

تبویب کردہ

حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ

حضرت اقدس حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

کتب خانہ مظہری گلشنِ اقبال ۲، کراچی

فون:

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مقدمہ

از حضرت مولانا حافظ قاری شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

امابعد. اس ناکارہ نے کتاب رحمۃ المتعلمین مؤلفہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب بکھراوی اعظم گڈھی کو دیکھا جس میں چار باب مقرر کئے ہیں۔ پہلے باب میں مدرسین کے لئے دوسرے میں متعلمین کے لئے اور تیسرے باب میں کاتبین اور چوتھے باب میں عامۃ مومنین کے لئے کچھ نصیحتیں مذکور ہیں۔ ان کے فائدہ مند ہونے کے بارے میں صرف مرشدی حضرت اقدس حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کا ارشاد گرامی کافی ہے۔ جو اس کتاب میں مسطور ہے جس کو بعینہٖ نقل کیا جاتا ہے۔ حامداً و مصلیاً احقر اشرف علی عرض رسا ہے کہ میں نے اس مجموعہ رحمۃ المتعلمین کو جو چند ابواب پر مشتمل ہے نہایت شوق سے حرفاً حرفاً دیکھا جوں جوں پڑھتا جاتا تھا اس کے مضامین سے جو کہ عوام اور خواص سب کی ضرورت کے ہیں۔ بجید دل خوش ہوا۔ گو یہ کہنے کی بات تو نہیں مگر سادگی سے کہتا ہوں کہ بالکل خانقاہ امدادیہ کا چربہ مؤلف (جزاہ اللہ تعالیٰ) نے اوتار دیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس کو نافع اور مقبول فرما دیں۔

والسّلام

یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

مقام تھانہ بھون

اس کتاب کے مضامین سب کے سب ہی حرزِ جان بنانے کے قابل ہیں مگر اول کے دو باب کے جو مضامین ہیں ان کی لاعلمی اور ان پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے مدرسین کے افادہ اور طلبہ کے استفادہ میں بہت بڑی کمی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس ناکارہ کا بے اختیار جی چاہا کہ ان مضامین کو الگ باب وار شائع کر دیا جاوے۔ تاکہ بصورت ضرورت مزید اضافہ میں سہولت رہے چنانچہ توکلاً علی اللہ تعالیٰ اس ناکارہ نے ان کی اجمالی تبویب کر دی ہے۔ اور سہولت کیلئے اس حصہ کا نام اشرف التفہیم لتکمیل التعلیم رکھا ہے۔ دونوں ابواب کے ایک

ساتھ شائع کرنے کی ایک مصلحت یہ ہے کہ اساتذہ کے ذریعہ طلبار کو ان کے متعلق ضروری ہدایات پہونچتے رہنے سے زیادہ نفع کی توقع ہے۔ اور طلبار کو اساتذہ کی قدر ہوگی کہ ہماری خاطر یہ کتنی مشقتیں برداشت کرتے ہیں نیز بعض دفعہ طلبار کو اساتذہ کے معاملہ سے زیادتی کا شبہ ہوتا ہے۔ تو اساتذہ کے منصب کے علم ہونے پر اس شبہ وشکایت کا حل ظاہر ہوجاوے گا۔ اس رسالہ کو بار بار مطالعہ کرنا خصوصاً جمعہ کی چھٹی میں اس کو ایک دفعہ پڑھ لینا انشاء اللہ تعالیٰ بہت مفید ہوگا۔

حضرات اہل علم سے گذارش ہے کہ اس سلسلہ میں جو بات قابل اضافہ محسوس فرمائیں اس سے مطلع فرمادیں۔ تاکہ آئندہ اشاعت میں ان کا اضافہ کیا جاسکے۔

والسلام۔ ناکارہ
ابرار الحق

خادم مدرسہ اشرف المدارس (ہردوئی)
۱۲ ر رمضان ۱۳۷۹ھ

حامداً و مصلیاً و مسلماً

اما بعد

باب اوّل

مدرسین کے نصائح میں

منصبِ مدرس

۱ اس کی کوشش کرے کہ استاد جب بنے کہ اپنی اصلاح کسی شیخ کامل سے کرا چکا ہو اور ماتحتوں کو ایک نظر سے دیکھے اور طلبہ کے اخلاق کی نگرانی اور انکی اصلاح کو مدنظر رکھے۔

۲ طلباء سے خدمت نہ لے اگر ضرورت پڑے تو کام میں آسانی کا خیال رکھے خود مدد کرے یا کسی اور سے مدد کروائے۔

۳ شاگردوں کا ممنون رہے کہ ان لوگوں نے اپنے کو تمہارے سپرد کیا ہے۔ کہ تم اپنے دین کی کھیتی باڑی میں خوب شوق سے کام کرو۔

۴ متعلمین کو ایک نظر سے دیکھے اور یکساں برتاؤ رکھے تاکہ کسی متعلم کے دل میں حسد یا رنج پیدا ہو اور بدگمان نہ ہو کسی کے ساتھ کچھ خاص معاملہ کرنا ہو تو اس کو مع اس کی وجہ کے اوروں پر صراحۃً یا اشارۃً ظاہر کر دے۔

۵ تعلیم میں دنیا پیش نظر نہ ہو بلکہ دین مدنظر ہو۔

۶ حیا اور وقار سے رہے تاکہ یہ اخلاق متعلمین میں پیدا ہوں کیونکہ حیا ایمان کے درخت کی بڑی شاخ ہے۔ اگر یہ پیدا ہو جائے گی تو دین کے بہت کاموں کی پابندی کر لیں گے۔ مگر وقار سے مراد کبر نہ سمجھے۔

۷ کچھ دیر تک خلوت میں فراغت کے وقت رہے اور اس میں اپنے نفس سے محاسبہ

کرے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے اوامر میں سے کیا کیا پورا کیا اور نواہی میں سے کس کس کو چھوڑا اور تعلیم میں اور تربیت میں کیا کیا کوتاہیاں ہوئیں اور کیا کیا سرانجام ہوئیں۔ مرضیات خداوندی کے بجالانے پر تہ دل سے شکریہ ادا کرے تاکہ موافق وعدہ خداوندی لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ اور ترقی ہو۔ اور ارتکاب معاصی پر دل سے توبہ و استغفار کرے تاکہ بشارت یعنی طُوْبٰی لِمَنْ وَّجَدَ فِیْ صَحِیْفَتِہٖ اِسْتِغْفَارًا کَثِیْرًا میں داخل ہو اور کوتاہیوں کے دفع کرنے کی دل و جان سے کوشش کرے اور اور اللہ تعالیٰ سے بصد عاجزی والحاح التجا کرے کہ مرضیات بجالانے کی توفیق عنایت فرمائیں اور نامرضیات سے اجتناب نصیب فرمائیں۔ اور اسی پر عمر بھر رکھیں اور اسی پر خاتمہ فرمائیں وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ خلاصہ یہ ہے کہ کچھ دیر تک ضرور خلوت اختیار کرے اور مذکورہ بالا کاموں کو بجالائے تاکہ نور باطن نصیب ہو اور بہت سی آفتوں سے نجات ہو۔ ع

ہیچ آفت نرسد گوشہ تنہائی را

ے قعر چہ بگزید ہر کو عاقل ست — زانکہ در خلوت صفاہائی دل ست

اور جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا خلوت اختیار کرنے کا حالانکہ آپ معصوم تھے۔ ہم لوگ تو سر سے پیر تک گناہ ہی گناہ میں بھرے ہوئے ہیں۔ ہم لوگوں کے لئے تو خلوت اور ضروری ہوگی۔ چنانچہ ارشاد خداوندی فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ۝ سے ظاہر ہے جیسے ربڑ وغیرہ میں پھونک مار کر ہوا بھرتے ہیں اسی طرح ذوق و شوق، وجد، شکر، ہمت سے پر کر دیتی ہے۔ کر کے دیکھو ے

اے تو نارستہ زمانے از رباط — تو چہ دانی صحو وسکر وانبساط

اے کہ اندر چشمۂ شور ست جات — تو چہ دانی شط جیحون وفرات

۸ خلوت باامرد سے بہت اجتناب کرے اور امرد خوبصورت سے بہت ہی سخت اجتناب کرے ہرگز ان کے ساتھ خلوت نہ کرے اور جلوت میں بھی ضرورت سے زیادہ بات چیت نہ کرے۔ نہ ان کی طرف قصداً دیکھے۔ اور نہ ان کی بات نفس کے تقاضہ سے سنے کیونکہ امرد پرستی کا مرض اسی طرح پیدا ہوتا ہے کہ پہلے بالکل پتہ نہیں چلتا اور جب

جڑ مضبوط ہو جاتی ہے تب پتہ چلتا ہے کہ اس وقت کنارہ کشی امرد سے بہت دشوار ہوتی ہے. کیونکہ یہ مثل مشہور ہے ؎

سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل　　چو پر شد نہ شاید گذشتن زپیل

اپنی پاکدامنی پر ناز نہ کرے کہ میں بھلا اس مرض میں کہاں مبتلا ہو سکتا ہوں حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ نے امام محمدؒ کے رخ پر جب تک وہ امرد تھے نظر نہ ڈالی. حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں دنیا میں سوائے نفس کے کسی سے نہیں ڈرتا. تو ہم تم اپنے پاک ہونے پر کیا ناز کر سکتے ہیں! اگر ایسا خیال میں آوے تو سمجھیں شیطان دھوکا دے رہا ہے! اور یہ مرض ان میں اسی طرح پیدا کرنا چاہتا ہے کہ اسے خبر نہ ہو اور جب خبر ہو گی تب اسے قدرت مقابلہ نفس پر نہ ہو گی یا بہت ہی مشکل ہو گی. یہ شیطان کا ہی مقولہ ہے کہ اگر جنید بغدادیؒ ایسا مرد اور رابعہ بصریؒ ایسی عورت خلوت میں ہو جاویں تو ہم دونوں کے اندر خیالات برے پیدا کر کے دونوں کا منہ کالا کر دیں تو صاحبو ایسے اولیاؒ کو بہکانے کا دعویٰ کرتا ہے تو ہم اور آپ کب اس پھندے سے بچ سکتے ہیں. رَبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ہ شعر

طفل جاں از شیر شیطاں باز کن　　بعد از انش بالملک انباز کن

تا تو تاریک وملول وتیرۂ　　واں کہ با دیو لعین وہمشیرۂ

جان با با گویدت ابلیس ہیں　　تا بدم بہ فریبدت دیو لعین

اور نفس اس سے بھی بڑھ کر دشمن ہے. اللھم انی اعوذ بک من شر نفسی ؎

نفس کشی باز رستی زراعت زار　　کس ترا دشمن نماند در دیار

از ےِ ایں دنیائے دوں بر تست تنگ　　از پئے او با حق و با خلق جنگ

ان دونوں دشمنوں سے بہت ہوشیار رہنا چاہیئے ورنہ دنیا اور آخرت دونوں چوپٹ ہو جاویں گے. اور خسر الدنیا والآخرۃ نصیب ہو گا ؎

بگاڑا دین کو اپنے کہیں دنیا ہی بن جائے　　نہ کچھ دین ہی بچا باقی نہ دنیا کے مزے پائے

بڑی دولت ملے اسکو جو ہو اللہ کا عاشق — امید اجر عقبیٰ پر یہ دنیا اس سے چھٹ جائے

نفس اور شیطان سے ہر گھڑی ہر آن مقابلہ کرنے کو تیار رہے جو کام کرنے کو یہ کہیں ہرگز ہرگز نہ کرے مثلاً یہ کہے امرد کی باتیں سنو یا اس کی طرف دیکھو یا اس کے پاس چلو تو ہرگز ان کا کہنا نہ کرے اور دو تین دفعہ مخالفت کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ ان کا تقاضا جاتا رہے گا

؎ النفس کالطفل ان تہملہ شب علی — حب الرضاع وان تفطمہ ینفطم

اور اپنے نفس کی ہر وقت نگرانی کرتا رہے اور اپنے ہر کام میں یہ سوچتا رہے کہ یہ تقاضا نفس یا وسوسہ شیطانی سے تو نہیں ہے اگر ہے تو فوراً مخالفت کرے ڈھیلا و سست نہ پڑے اور اللہ تعالیٰ سے بعد زاری والحاح عرض کرے کہ یا اللہ ان اعداء سے تو پناہ دے اگر تو پناہ نہ دیگا تو ہم کو کوئی دوسرا پناہ دینے والا کوئی نہیں ہے۔ اور ہم سخت گھاٹے میں پڑیں گے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ اور یہ سوچ لے کہ اگر امرد پرستی کروں گا تو یہ بات ضرور ظاہر ہوگی کیونکہ عشق و مشک را نتواں نہفتن مشہور ہے اور حرکات و سکنات اٹھنا بیٹھنا بات چیت کرنا وغیرہ کہہ ہی دے گی کہ امرد پرست ہے۔ مولانا رومی صاحبؒ فرماتے ہیں۔

عشق معشوقاں نہاں ست و ستیر — عشق عاشق با دو صد طبل و نفیر

اور جب ظاہری ہوگی تو ساری عزت خاک میں ملجاوے گی کیونکہ عزت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی میں ہے۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ؎ شعر

عزیزیکہ از درگہش سر بتافت — بہر درکہ شد ہیچ عزت نیافت

بس خدمت دین کرے اور اللہ تعالیٰ سے دل لگائے رہے اور ساری خرافات سے دل کو پاک و صاف رکھے اور جہاں تک ہو سکے اور جس طرح ہو سکے قلب کو فارغ رکھے یہ بڑی دولت ہے (رَزَقَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ) اور بہار دل دیکھتا رہے بقول ایک شوریدہ کے ؎

سوئے جناں بھی آنکھ اٹھاتا ہے بار دل — گردن جھکائے دیکھ رہا ہوں بہار دل

ع ہر شب شب برات ہے ہر روز روز عید۔

۹ طلبہ کی صحت کے لئے اور ان کی فراغت کے لئے برابر دعا کیا کرے تاکہ اپنے دین کی کھیتی کر سکے۔

۱۰ اگر متعلمین سے کوئی بات خلافِ طبیعت پیش آئے اور باعث ملول ہو تو یہ خیال کرکے کہ ان سے دین کا نفع مجھ کو بہت ہو رہا ہے۔ معاف کردے اور معاف کردینے سے اور بھی اللہ میاں کے یہاں قرب بڑھے گا۔ اللہ والے تو اور الیوں کا احسان مانتے ہیں۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت آپ کی بیوی صاحبہ بڑی بدزبان ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ایسا مت کہئے ان کا مجھ پر بڑا احسان ہے کہنے والے نے کہا کہ یہ بیوی صاحبہ کیا احسان کریں گی یہ تو نہایت ہی بدزبان ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ بھئی یہی تو احسان ہے کہ وہ برا بھلا کہتی ہیں اور میں صبر کرتا ہوں جس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مرزا کا ڈنکا بجا دیا۔

حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کو ایک شخص نے مجمع میں کہا تم حرامی ہو۔ حضرت نے فرمایا کہ بھئی تم غلط کہتے ہو۔ میرے بابا کے نکاح کے گواہ ابھی تک موجود ہیں۔ ایک بزرگ کو لوگوں نے مکار کہا مریدوں نے ان کو مارنا چاہا بزرگ صاحب نے فرمایا نہیں جانے دو۔ میرے ساتھ آؤ۔ گھر پر چلو اور گھر پہ لے گئے جتنے خطوط ان کے آئے تھے اور لمبے چوڑے القاب غوث وقطب لکھے سب سامنے رکھ دیئے اور فرمایا کہ مکار کہنے والے پر آپ لوگوں کو کیوں غصہ آیا۔ اسی وجہ سے نا کہ اس نے غلط بات کہی تو ان صاحبوں نے بھی غلط لکھا ہے انہیں بھی مارنا چاہیئے۔ نہیں تو دونوں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ ورنہ یہ نفس کا کام ہوگا کہ خلافِ واقعہ بھلائی پر تو خوش ہو گیا اور کچھ نہ کہا نہ برا معلوم ہوا اور خلاف واقعہ برائی پر برہم ہو گیا حضرت علیؓ نے ایک شخص کو قتل کرنے کے لئے گرایا اور سینہ پر سوار ہوئے اس نے منھ پر تھوک دیا حضرتؓ نے چھوڑ دیا۔ لوگوں نے پوچھا آپ نے چھوڑ دیا۔ فرمایا کہ میں ڈرا کہ کہیں میرا قتل کرنا نفس کے تقاضہ سے نہ ہو۔ واقعی یہ حضرات نفس کے مکر سے واقف ہیں اور اس کے مکر پہچانتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو شیطان پر ہزار عابد سے بڑھ کر اشد ہیں۔ غرضکہ معلم اپنے دل کو پاک وصاف رکھیں کسی طالب علم کے قصور پر ناخوش ہو کر کینہ نہ رکھیں اس سے دل کا ستیاناس ہو جائے گا۔ بس دل میں اللہ میاں کو جگہ دینا چاہیئے۔ اور اشعار ذیل کو پیش نظر رکھنا چاہیئے ؎

آئین ماست سینہ چوں آئینہ داشتن — کفرست در طریقت ما کینہ داشتن

بنشیں در دل ویرانہ ام اے گنج مراد — کہ من ایں خانہ بسودائے تو ویراں کردم

ہاں طالب علم کی اصلاح کی غرض سے کچھ تنبیہ یا کوئی سزا یا کوئی ترکیب کر دے جس میں اپنے نفس کا شائبہ نہ ہو اگر ہو گا تو اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا

۱۱ اگر کوئی طالب علم مدرسے سے چلا جاوے بد دل نہ ہو پریشان نہ ہو۔ گھبرائے نہیں ہائے ہائے نہ کرے کہ میری آمدنی یا ناموری گئی اب میری کیسے کٹے گی۔ اور اس طالب علم کی یا اس کے سرپرستوں کی ہرگز ہرگز خوشامد نہ کرے خدا پر توکل رکھے اور اللہ والا بنکر رہے۔ اللہ میاں اس کے ہو کر رہیں گے! اخبار میں آیا ہے مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ ع دیوانہ باش تا غم تو دیگراں خورند ے

خدا گر بحکمت بہ بندد درے — کشاید بفضل و کرم دیگرے

اور یہ شعر اپنا معمول رکھے ے

ہر کہ خواہد گو بیا و ہر کہ خواہد گو برو — دار و گیر و حاجب و درباں دریں درگاہ نیست

اور یہ سمجھے کہ ایک کی ذمہ داری سے چھٹی ہوئی اگر اس کی تعلیم و تربیت میں کوتاہی ہوتی تو قیامت میں گت بنتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے نجات دی اور یہ سمجھے کہ قطع اسباب میں امتحان ہے توکل کا۔ اسباب کے ساتھ متوکل بننے کا دم بھرتے تھے اب اسباب کو اللہ نے منقطع کر دیا تاکہ تمہارے توکل کی قلعی کھلے۔ اگر اب بھی اس طرح خنداں و شاداں رہو اور خدا پر ویسا ہی بھروسہ رہے جیسا کسی آدمی کے کہہ دینے سے کہ میں تمہارا ذمہ دار ہوں بھروسہ ہو جاتا ہے۔ اور دل کو اطمینان ہو جاتا ہے۔ اور خوراک پوری کھائی جاتی ہے۔ اور نیند اچھی طرح آتی ہے اگر تمہاری حالت ایسی ہی رہے تو تم بے شک متوکل ورنہ جھوٹے ہو۔ تمہارا توکل اسباب پر ہے۔ ع

ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنی ست

خلاصہ یہ کہ مدرس خادم دین بن کر رہے۔ اگر طالب آئیں خدمت کرے ورنہ خدا کا نام لے آزاد رہے ے

زیر بار اند درختاں کہ ثمرہا دارند — اے خوشا سرو کہ از بند غم آزاد آمد

ہر کہ انسش شد بشاہ و فرد خویش — یافت در ما نہائے جملہ در دخویش

تربیت

۱ خود پاک و صاف رہے تاکہ ان میں نظافت صفائی پیدا ہو مگر اس سے تکلف و تصنع مراد نہیں۔

۲ جس بات کا اثر ڈالنا چاہے پہلے خود اس کا عامل بن جاوے۔

۳ ہمیشہ دعا کیا کرے کہ اللہ تعالےٰ مجھے تعلیم و تربیت و اصلاح کا طریقہ تعلیم فرما دیں اور اس میں برکت نصیب فرما دیں اور قبول فرما دیں اور متعلقین کو علم و عمل نصیب فرما دیں اور ان کے ظاہر و باطن کی اصلاح فرما دیں۔

۴ دین کی پابندی کی سخت تاکید رکھے۔

۵ ان میں یہ بات پیدا کرے کہ حق بات مان لیں۔ ہٹ دھرمی نہ کریں۔

۶ خلاف حیا کام طلبہ کے سامنے نہ کرے اور نہ کلام خلاف حیا زبان سے ان کے سامنے نکالے کیونکہ اس بیحیائی کا اثر ان پر پڑے گا۔ اور ان کا دین چوپٹ ہو جائے گا۔ کیونکہ حیا دین کے درخت کی بہت بڑی شاخ ہے۔

تادیب

۱. اگر شاگرد کو کچھ سزا کسی جرم پر دے تو دوسرے وقت اس کی دلجوئی بھی کر دے تاکہ غم رفع ہو جائے۔

۲ اگر کسی شاگرد کو کسی حرکت ناشائستہ پر نصیحت کرنا ہو اور وہ حرکت ایسی ہو کہ اگر سب کے سامنے ظاہر کی جاوے تو اسے شرم ہوگی بوجہ خلاف حیا وغیرہ ہونے کے تو اسے اکیلے میں نصیحت کرے اور بعد کو وہ نصیحت سب کو سنا دے اور اس کا نام ظاہر نہ کرے۔

طریق تعلیم

۱. جہاں نہ سمجھ میں آوے تو باتیں نہ بنا دے بلکہ صاف کہدے کہ اس وقت میری سمجھ میں

نہیں آتا ہے دوسرے وقت کتاب دیکھ کر یا کسی سے پوچھ کر بتاؤں گا جب معلوم ہو بتلادے

۲ اگر شاگرد کوئی بات بیان کرے اور وہ حق ہو تو بلا تکلف فوراً مان لے ٹال مٹول نہ کرے۔

۳ آموختہ کی بہت نگرانی کرے۔

۴ پڑھانے کے وقت نہ اوروں سے باتیں کر کے ان کا نقصان کرے اور نہ ان کو فضول باتیں جو کتاب سے متعلق نہوں بتلا بتلا کر ان کا حرج کرے۔

۵ ہر کتاب پڑھنے کا جو نفع ہو اتنی لیاقت پیدا کرا کر تب اگلی کتاب شروع کراوے۔

۶ ان کے ہر فضول سوال کا جواب نہ دے بلکہ اگر فضول سوال ہو ان کو ڈانٹے اور سزا دے۔

۷ اس کا خیال رکھے کہ سوال سے زیادہ جواب نہ دیں۔ جتنی باتوں کا سوال ہو اتنا ہی جواب دیا کریں۔

۸ نیچے کی کتابوں میں اوپر کی باتیں نہ بتادے اس سے طالب علم پریشان ہو گا۔ اور جو ضروری باتیں کتاب زیر سبق کی ہوں گی انہیں بھی نہ یاد کر سکے گا۔

۹ پڑھاتے وقت ہر طالب علم کی طرف توجہ کرے تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو۔

۱۰ ہر کتاب کا خلاصہ بیان کر دے خصوصاً جو سبق ہو اور آموختہ کا اختصار بیان کر دیا کرے تاکہ طالب علموں کو خلاصہ کتاب سے آگاہی ہو جایا کرے! اور یاد داشت سہولت و آسانی ہو جاوے اور روزانہ سبق میں یہ بیان کر دیا جاوے کہ آج کے سبق میں یہ فلاں فلاں باتیں یاد کرنے کو ہیں اور خلاصہ ان کا یہ ہے کہ طالب علم کثرتِ مضامین سے گھبراوے نہیں اور مضامین ذہن میں محفوظ رہیں اور ہر کتاب اور ہر سبق کے نئے مضامین پر انہیں مطلع کر دے اور ہدایت کر دے کہ نئے مضامین کو الگ نوٹ کر کے یاد کریں۔

۱۱ کتابوں میں جو مسائل کی مثالیں ہیں انہیں پر کفایت نہ کرے بلکہ اور بہت سی مثالیں صحیح و غلط بنا کر انہیں دکھاوے اور صحیح و غلط کی ان سے تمیز کراوے مثلاً دخلت فی المسجد بن اعراب ان سے دلواوے یا خود اعراب دیکر ان سے تصحیح کراوے تاکہ مسائل خوب مشق ہو جاویں۔

۱۲ طالب علموں کو مطالعہ کرنے کا سبق یاد کرنے کا آموختہ کی نگرانی کا طریقہ سکھلاوے

اگر اس کی پابندی نہ کریں تنبیہ کرے اور بغیر طریقہ بتلائے ہوئے مارنا ظلم ہے۔

۱۳ جس فن سے مناسبت نہ ہو وہ طلبہ کو نہ پڑھائیں اگرچہ ان کے سرپرستوں کی تاکید ہو کیونکہ وہ فن پڑھانا ان کا وقت ضائع کرنا ہے۔

۱۴ اخلاق رذیلہ وحمیدہ کے امثال قرآن وحدیث سے چھوٹے چھوٹے جملے نکال کر معرب مبنی اعراب عامل معمول وغیرہ کی مشق کرادیں تاکہ قواعد بھی مشق ہو جاویں اور ادب بھی آجائے اور حدیث کا علم بھی ہو جائے اور حدیثیں ذہن میں اچھی طرح بیٹھ جائیں اور اخلاق کے متعلق اشعار ذیل مع معنیٰ انہیں یاد کرائے جائیں ؎

خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم	نہ چیز بہ نفس خویش فرما تعلیم
صبر[1] و شکر[2] و قناعت[3] و علم[4] و یقین[5]	تفویض[6] و توکل[7] و رضا[8] و تسلیم[9]
خواہی کہ شود دل تو چوں آئینہ	دہ چیز برون کن از درون سینہ
حرص[1] و امل[2] و غضب[3] و دروغ[4] و غیبت[5]	بخل[6] و حسد[7] و کبر[8] و ریا[9] و کینہ[10]

۱۵ مسائل وقواعد کی تقریر طلبہ سے کرادے تاکہ ان کی زبان کھلے۔

۱۶ بغیر مطالعہ سبق نہ پڑھاویں مگر مطالعہ کرنے کا امتحان کرلیں اس طرح پر کہاں تک پڑھو گے اگر ایسی جگہ بتادے جہاں پر بات تمام ہونے کو ایک جملہ باقی ہو یا سوال کرلے کسی مسئلہ کی علت کا جو بعد میں بیان ہوا گر وہ کچھ نہ بولے تو سمجھو کہ اس نے مطالعہ نہیں دیکھا۔ یا دیکھا ہے مگر بغیر غور کے۔

۱۷ تھوڑا پڑھاویں مگر مطالعہ خوب کرادیں یہ نہ خیال کریں کہ زیادہ زیادہ پڑھاویں کتاب جلد ختم ہو جاوے کیونکہ کتاب ہی ختم [illegible] کیا کریں گے جب سمجھیں گے نہیں یا یاد نہ رکھیں گے اور یہ بھی نہ خیال کریں کہ دوسری کتاب سمجھا لیں گے کیونکہ شاید دوسری کتاب پڑھنے کا موقع نہ ملے اور یہ مثل پیش نظر رکھیں کہ جو تھوڑا پڑھتا ہے وہ تھوڑے دن میں پڑھتا ہے۔ اور جو زیادہ پڑھتا ہے وہ زیادہ دن میں پڑھتا ہے۔ وجہ ظاہر ہے کہ جو زیادہ پڑھے گا وہ مطالعہ ٹھیک طور کرے گا۔ اور نہ آموختہ کی نگرانی کر سکے گا۔ نہ اچھی طرح سمجھے گا اور آموختہ کا اختیار ان سے بیان کر دے گا۔ اور اس کا اکثر ان سے سوال کر لیا کرے یہاں تک کہ

آموختہ برق ہو جائے۔

۱۸ استاد کو چاہیئے کہ صرف میں جو افعال کہ باعتبار صحیح و مہموز و معتل وغیرہ کے گیارہ قسم پر ہیں۔ ہر ایک کی ایک ایک گردان صرف صغیر کی ایک ایک گردان صرف کبیر کی خوب یاد کرادیں اور ان کی تعلیلیں خوب مشق کرادیں اور اشعار عربیہ دعائیہ وصلواتیہ یاد کرادیں تاکہ ادب بھی آجاوے اور دعا و درود جو مغز عبادت ہے یہ بھی حاصل ہو جائے اور انہیں جب ذوق وشوق ہو تب ان اشعار کو پڑھا کر دعا بھی مانگ لیں اور علم نحو میں عامل معمول کی خوب مشق کرادیں۔ کیونکہ اس کی مشق کی بہت ضرورت ہے۔

متفرق

۱ کسی طالب علم کے متعلق ایسے طالب علم کا سبق متعلق نہ کرے کہ ان دونوں میں یارانہ اور دوستانہ تعلق ہونے کا احتمال ہو اگر غلطی خیال میں ہو گئی کہ سمجھا تھا کہ نہ ہو گی مگر ہو گئی تو تو بعد علم فوراً ان کا تعلق سبق وغیرہ کا چھڑا دے اور ان کو آپس میں بات چیت سلام و کلام سے منع کر دے اگر یہ علاج کام نہ کرے ایک کو نکال دے اگر گندہ تعلق معلوم ہو جاوے تو دونوں کو نکال دے۔ ۲ اگر شاگرد مغموم ہو اور استاد کو معلوم ہو کہ یہ اس خیال سے غمگین ہے کہ میں ناخوش ہوں یا اس کی طرف سے میرا کچھ گمان برا ہے! اور واقع میں استاد جی کے دل میں کچھ نہ ہو تو شاگرد پر اظہار کر دے کہ میرے دل میں کچھ نہیں ہے۔ تاکہ اس کا غم جاتا رہے۔

۳ خود آزاد رہے اور انہیں بھی آزاد رکھے یعنی تعلیم و تربیت و اصلاح کا تعلق تو رہے اور خوب دل سے رہے! اس کے علاوہ اپنے کسی کام کی وجہ سے ان کی آزادی میں خلل نہ ڈالے اور نہ ان کے کام کی وجہ سے اپنی آزادی میں خلل ڈالے اپنے کام کے واسطے ان کو مجبور نہ کرے اور نہ ان کے کام کے واسطے خود مجبور ہو اپنی مصلحت کے خلاف نہ ہو اور ان کا بھلا ہو تو کر دے اور اپنا بھلا ہو اور ان کی مصلحت کے خلاف نہ ہو تو کرالے جیسے بہشت میں لوگ رہیں گے۔ ویسے ہی رہے ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

باب دوم

طالبین کے نصائح میں

منصب طالب علم

۱ پڑھنے کے زمانہ میں وقت وصحت وفراغت کو غنیمت سمجھے کیونکہ یہ چیزیں نہایت بے اعتبار ہیں۔ اگر یہ موقع کھیل کود میں صرف کر دیا تو بعد کو موقع نہ ملے گا۔ اور کفِ افسوس ملنا پڑے گا۔

۲ جس سے نفع دینی یا دنیوی حاصل کرنا چاہے اس کے سامنے اپنے کو مٹا دے۔ یعنی اپنی شان وشیخی وبڑھائی طاق پر رکھ دے۔ اور ادب اور اطاعت اور خدمت اپنا شعار بنالے۔ اشتیاق سے پڑھے اور پڑھا ہوا خوب یاد رکھے۔ ان باتوں سے انشاء اللہ تعالیٰ استاد ایسا مہربان وخوش ہوگا کہ پچاس روپے کے دینے سے بھی اتنا مہربان وخوش نہوتا۔

۳ غلطی اگر کلام یا کام میں ہو جائے فوراً اپنی غلطی کا اقرار کرے باتیں نہ بنا وے کیونکہ یہ تکبر کی بات ہے۔

۴ جس سے پڑھے اس کی محبت اطاعت اور ادب کا بہت پاس رکھے اس سے بڑا نفع ہوگا۔

۵ ساتھ یاد کرنے میں ہمت اور شوق میں ترقی ہوتی ہے۔

۶ علم پر ناز نہ کرے بلکہ نعمت سمجھ کر شکر یہ ادا کرتا رہے۔ ورنہ نعمت چھن جائے گی۔ اور عالم کا دماغ فالج سے خراب ہو گیا اور کل علم بھول گیا۔

۷ طلبہ کو چاہیئے کہ اللہ والے بن کر رہیں۔ تمام چیزیں اس کی بن کر رہیں گی۔ اگر اللہ تعالیٰ سے پھر گیا تو سب چیزیں پھر جائیں گی۔ ع

چوں از وگشتی ہمہ چیز از تو گشت

۸ طالب علم کو عموماً اور طالب دین کو خصوصاً سب گناہوں سے عموماً اور شہوت کے گناہوں سے خصوصاً سخت پرہیز کرنا چاہیئے۔ کیوں کہ گناہوں سے تمام اعضاء عموماً دل و دماغ خصوصاً بہت ضعیف ہو جاتے ہیں۔ اور حسن بھی جاتا رہتا ہے۔ اور چہرہ بدنما پیلا ہو جاتا ہے۔ دیکھنے میں خراب معلوم ہوتا ہے۔ دل بوجہ تردد اور خوف کے اور دماغ بوجہ مادہ منی کے نکل جانے کے کیونکہ سرمایہ راحت وصحت وقوت منی ہی ہے۔ اور طالب علم کو زیادہ ضرورت انہیں اعضاء کے درست رہنے کی ہے۔ کیونکہ اگر یہ اعضاء ضعیف ہو گئے تو نہ پڑھ سکے گا اور نہ پڑھا ہوا یاد رکھ سکے گا۔ کیونکہ قوت حافظہ بھی جاتی رہتی ہے۔ حضرت امام شافعیؒ نے اپنے استاد (حضرت وکیعؒ) سے سوء حفظ کی شکایت کی انہوں نے فرمایا گناہوں سے پرہیز کرو کیونکہ علم فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اور فضل اللہ تعالیٰ کا عاصی کو عطا نہیں ؎

شَكَوْتُ إِلَىٰ وَكِيعٍ سُوْءَ حِفْظِي ۔۔۔ فَاَوْصَانِيْ إِلَىٰ تَرْكِ الْمَعَاصِيْ

فَإِنَّ الْعِلْمَ فَضْلٌ مِّنْ إِلٰـهٍ ۔۔۔ وَفَضْلُ اللّٰهِ لَا يُعْطٰى لِعَاصِيْ

اور گناہوں کے ترک کے متعلق یوں سمجھ لے کہ اگر میں نے گناہ کیا تو علم سے محروم رہوں گا اور صحت وعافیت سے محروم ہو جاؤں گا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے پردہ دری کر دی (نعوذ باللہ من ذالک) تو مدرسہ سے خارج کر دیا جاؤں گا۔ لوگوں میں ذلت و رسوائی ہو گی منہ دکھانے کے قابل نہ رہوں گا۔ اور یوں سمجھ لے کہ آدمی کی موت وبیماری کا کوئی وقت نہیں جب ہی مر جاوے یا بیمار ہو جاتے۔ اور بیمار ہو کر اور مر کر تو (گناہ) چھوڑنا ہی پڑے گا۔ تو جو چیز مر کر یا بیمار پڑ کر چھوٹنے والی ہو اسے صحت وحیات ہی میں چھوڑ دینا چاہیئے۔ تاکہ تارک المعصیت ہو متروک المعصیت نہ ہو۔ اور قابل اجر ومدح تارک ہے نہ متروک اور یہ ٹھان لے کہ میں شہوت کے کہنے پر عمل نہ کروں گا۔ نہ دیکھوں گا نہ بات کروں گا۔ اور نہ بات سنوں گا۔ اور لڑکوں اور عورتوں کی صحبت سے بہت سخت پرہیز کرے۔ اگر کسی لڑکے کے ساتھ پڑھنے میں یا سبق کی تکرار

میں یا دور میں ہو تو قدر ضرورت پر اکتفا کرے اور اگر اپنی طبیعت میں بڑا اسیلان پاوے تو فوراً بہت جلد اس کا ساتھ چھوڑ دے اور تکرار وغیرہ سب بند کر دے علیحدہ پڑھے اور جلد سے جلد دو رکعت نماز توبہ پڑھ کر توبہ کرے کیونکہ اگر علیحدہ ہونے میں تاخیر کرے گا تعلق کی جڑ مضبوط ہو جاوے گی اور علیحدہ ہونے کی ہمت کمزور ہو جاوے گی۔ اور پھر گناہ سے بچنا مشکل ہو جاوے گا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے بعد مدت کے کبھی دستگیری بھی کی اور توبہ نصیب بھی ہوئی تب بھی برسوں اس کے خیالات اور وساوس نماز و کتاب کو خراب کریں گے۔ اور سخت الجھن ہو جاوے گی۔ دل پریشان و متردد و مغموم، متفکر رہے گا۔ اور جلدی تدارک کرنے سے ان سب باتوں سے نجات رہے گی۔ اور دل میں فرحت و انبساط خوشی کا ایک بڑا عالم رہے گا ؎

دل آرامے کہ داری دل درو بند — دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

(بیت) ولی کز غیر او اندیشہ دارد — مگس جائے پری در شیشہ دارد

اور لڑکوں اور عورتوں کو دل میں جگہ دینا اور اللہ کو نکالنا کیا خراب بات ہے۔

؎ کعبہ سے بت نکال دیے تھے رسول نے
اللہ کو نکال رہے ہیں دلوں سے آپ

اور خدا عزوجل کے جمال بے مثال کو چھوڑ ان مردہ ناپائیدار اشکال پر عاشق ہونا کیا بے سمجھی کی بات ہے۔ کہاں وہ نور آفتاب اور کہاں یہ چراغ مردہ ؎

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا — ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

؎ ما نصیحت بجائے خود کردیم — روزگارے دریں بسر بردیم

گر نیاید بگوش رغبت کس — بر رسولاں بلاغ باشد و بس

۹ طلبہ کو چاہیئے کہ استاد کے ساتھ حسن ظن رکھیں اگر کسی طالب علم کے ساتھ کوئی خاص برتاؤ کرے تو یہ سمجھے کہ وہ صاحب اسی لائق ہیں۔ اور میں اسی لائق ہوں یا ان کے ساتھ وہی برتاؤ مصلحت ہے۔ اور میرے ساتھ یہی برتاؤ مصلحت ہے۔ یا یوں سمجھ لے کہ اگر خدانخواستہ وہ خلاف ہی کرتے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کا

حساب ہے مجھے بدگمانی سے کیا نفع ہو گا۔ دنیا میں ان کے فیوض و برکات سے محروم رہوں گا۔ اور آخرت میں بدگمانی کے وبال میں گرفتار رہوں گا اور یہ خیال کرے کہ دوسرے کے کام کی فکر میں کیوں پڑوں۔ یکساں برتاؤ کرنا استاد کا کام ہے وہ اپنا کام کریں یا نہ کریں۔ وہ اپنے کام کے ذمہ دار ہیں۔ اور میرا کام ہے حسن ظن اور اطاعت اور خدمت۔ بس اپنا کام کروں اور بدگمانی کا یہ بھی نقصان ہے کہ تم کو استاد اور طالب علم محسود علیہ سے دشمنی ہو جائے گی! اور دشمنی میں جانبین کا جان و مال عزت و آبرو معرض خطر میں ہو جاتا ہے، قصۂ حضرت یعقوبؑ اور یوسفؑ اور اخوتہ علی نبینا و علیہم السلام کا پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ ہر چھوٹے بڑے کو یہ برتاؤ یاد رکھنا چاہیئے۔ مثلاً پیر، استاد، باپ کے ساتھ ان کے چھوٹوں کو جتنا حسن ظن رکھنا ضروری ہے۔ استاد پر تساوی فی المعاملات وغیرہ اس سے زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ ان کا فعل انہیں تک نہ رہے گا بلکہ ہر شاگرد کے رگ و ریشہ میں سرایت کرے گا اور ان کا اثر دوسروں میں پہونچے گا ؎

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد

بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

خلاصہ یہ ہے کہ بدگمانی سے بہت پرہیز اور مصلحت میں بھی زیادہ غور و خوض نہ کرے بلکہ اپنے دل میں یہ سمجھ لے کہ ہو گی کوئی مصلحت۔ یہ طریقہ سرمایہ راحت دارین ہے۔

۱۰ استاد کی روک ٹوک اگر پڑھنے میں ہو تو اس کو برا نہ سمجھے اور نہ چہرہ پر شکن پڑے نہ ملال ظاہر کرے اس لئے کہ اس سے استاد کے دل میں انقباض پیدا ہو جائے گا۔ اور دروازہ نفع کا بند ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ موقوف ہے انشراح دل اور مناسبت پر اور صورت مذکورہ میں دونوں باتیں نہیں ہیں۔ بہت بڑا قاعدہ اور جلد منفعت کی کنجی یہ ہے کہ جس سے نفع حاصل کرنا ہو خواہ خالق یا مخلوق سے اس کے سامنے اپنے کو مٹا دے اور فنا کر دے اور نہ اپنی رائے و تدبیر کو بالکل دخل نہ دے پھر دیکھے کیسا نفع حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ بڑا کمال ہے ؎

تو در دگم شو وصال این ست و بس

تو مباش اصلا کمال این ست و بس

۱۱ طالب علم کو بڑی ضرورت فراغت قلب کی ہے یعنی قلب کا کسی چیز سے یا کسی شخص سے متعلق نہ ہونا یعنی حقہ یا پان تمباکو وغیرہ کا عادی نہ بنے اور نہ کسی امرد لڑکے یا عورت سے ناجائز تعلق پیدا کرے ورنہ علم سے بوجہ آفات دینی و دنیوی کے محروم رہے گا۔ اور رسوائی و ذلت ہوگی۔ مدرسہ سے خارج کر دیا جاوے گا ۔

ما ہیچ نداریم غم ہیچ نداریم

دستار نداریم غم پیچ نداریم

ہے وہ عاقل جو کہ آغاز میں سوچے انجام

ورنہ نادان بھی سمجھ جاتا ہے کھوتے کھوتے

اور نہ کسی طالب علم سے دوستی پیدا کرے کہ جس سے کسی کو موقع بدگمانی کا ہو اور نہ دشمنی پیدا کرے کہ اس سے لڑنے جھگڑنے میں وقت خراب ہو ۔

آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

کفر ست در طریقت ما کینہ داشتن

۱۲ طالب علم کو چاہیئے کہ بعد فارغ ہونے کے کسی اللہ والے کی خدمت میں رہ کر کچھ دنوں اصلاح ظاہر و باطن کی کرے ۔

ہیچ نکشد نفس را جز ظل پیر

دامن آں نفس کش را سخت گیر

تب معلمی کرے تاکہ خود گناہ ظاہر و باطن سے اجتناب کرے اور اس کا اثر متعلمین میں یعنی شاگردوں پر پڑے ۔

قال را بگذار مرد حال شو

پیش مرد کاملے پامال شو

۱۳ پڑھنے میں نیت خدمت دین اور رضائے خداوندی کی رکھے ، عزت و جاہ دنیوی

کی نیت ہرگز نہ کرے۔ اچھی نیت سے اگر پڑھے گا تو زمانۂ طالب علمی میں اگر مر جائے گا تو شہید ہو گا۔ اور قیامت میں علماء کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ اور دن رات جو محنت کی دماغ وغیرہ خرچ کیا ہے اور پڑھا ہے۔ سب انشاء اللہ تعالیٰ نامۂ اعمال میں دیکھے گا۔ اور دوسری نیت سے ان سب باتوں سے محروم رہے گا۔ اور مستحق اور مورد عتاب خداوندی ہو گا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

۱۴ طلبہ کو چاہیئے کہ اپنا شوق اور طلب اور محنت استاد کو دکھائیں استاد خود مہربان ہو جائے گا۔ اور انشاء اللہ پوری توجہ کرے گا ؎

چوں شمع پئے علم باید گداخت — کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

بقدر الکد تکتسب المعالی — ومن طلب العلیٰ سہر اللیالی

ترجمہ:۔ بقدر محنت علو مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔

جو علو مرتبہ کا طالب ہوتا ہے راتوں کو جاگتا ہے۔

تروم العز ثم تنام لیلاً — یغوص البحر من طلب اللالی

ترجمہ:۔ تم عزت چاہتے ہو اور راتوں کو سوتے ہو۔

موتی کا طالب دریا میں غوطے لگا رہا ہے۔

جیسا طالب ہوتا ہے اور جیسی طلب ہوتی ہے استاد کی جانب سے ویسا ہی فیض ہوتا ہے۔ عادۃ اللہ یونہی جاری ہے ؎

فہم سخن تا نکند مستمع — قوت طبع از متکلم مجوئے

فسحت میدانِ ارادت بیار — تا بزند مرد سخن گوئے گوئے

۱۵ طالب علم کو چاہیئے کہ حق پسندی اپنا شعار رکھے اور ہٹ دھرمی سے بہت اجتناب کرے۔ سرمایۂ راحت دنیا و دین میں یہی خصلت ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

۱۶ طالب علموں کو چاہیئے کہ جس مدرسہ میں جس مدرس سے پڑھنا چاہیں پہلے وہاں

کے مدرسہ اور مدرس کے قوانین دریافت کر کے اپنے ذہن میں خوب غور کرلیں کہ ان قوانین کی پابندی مجھ سے ہوسکے گی یا نہیں اگر نہیں ہوسکتی تو پھر کوئی بات ہی نہیں اپنے گھر بیٹھے رہیں اگر ہوسکتی ہے تو خوب پختہ ہوکر داخل ہوں اور ان قوانین کی پابندی کریں اور علم حاصل کریں پھر وہاں سے کہیں دوسری جگہ نہ جاویں یک در گیر محکم گیر پر عمل کریں اور شم خیراً کا مرض نہ ہونے دیں یعنی یہاں سے وہاں اور وہاں سے وہاں نہ جاویں۔ اس میں بہت سی خرابیاں ہیں ایک یہ کہ ہر استاد کی نظر سے اتر جائے گا۔ اور سب کہیں گے کہ یہ ہرجائی ہے۔ یہاں سے کہیں اور جگہ چلا جاوے گا اور جہاں سے جائے گا پھر وہاں داخل نہ ہوسکے گا دوسرے یہ کہ ہر مدرسہ کے قوانین جدا ہوتے ہیں اس سے یہ خرابی ہوگی کہ پہلی پڑھائی بیکار ہوجائے گی۔ مثلاً کسی مدرسہ میں یہ قانون ہے کہ تجوید ضرور پڑھائی جائے اور کہیں کا قانون یہ ہے کہ تجوید کا نام نہ ہے اور تم تجوید والے مدرسہ سے کچھ تھوڑا ہی سا پڑھ کر چلے گئے تو یہ پڑھا ہوا کچھ کام نہ دے گا۔ اور وہ بھی بھول بھال جائے گا غرض کہ تین خرابیاں ہیں۔ استاد کے دل میں وقعت نہ ہونا۔ اس کا مہربان نہ ہونا۔ پہلے مدرسہ میں پھر داخل ہونے کے قابل نہ رہنا۔ پہلی پڑھائی کا بے کار ہوجانا اور ایک خرابی یہ ہوتی ہے کہ دوسری جگہ انتظام سکونت وخوراک وغیرہ میں وقت کا پیش آنا اور دل کا متردد رہنا اور تحصیل علم میں فراغتِ قلب اور جمعیتِ قلب اور نشاط قلب کی بہت ضرورت ہے اور اس شم خیراً میں یہ سب باتیں کافور ہوجاتی ہیں اور متعدد شیوخ کے ہاتھوں پر بیعت ہونے میں بھی یہی خرابیاں ہیں شیخ بھی جانچ کر رہنا چاہیے تاکہ پھر کسی دوسرے کے یہاں نہ جانا پڑے اور اختلاف قوانین سے پریشانی نہ ہو اور دونوں کے یہاں سے محروم نہ ہو کیونکہ کسی شیخ کے دل میں تمہاری وقعت اور محبت نہ رہیگی۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

۱۷ طالب علم سے اگر استاد کی بے ادبی یا نافرمانی یا ایذا رسانی ہوجائے فوراً نہایت نیاز و عجز سے معافی چاہے اور الفاظ معافی کے ساتھ اعضا سے بھی عاجزی و انکساری و ندامت ٹپکے یہ نہیں کہ لٹھ مار دیا کہ اجی معاف کر دو اگر دل میں ندامت ہوگی تو اعضاء سے بھی ندامت ٹپکے گی اگر نہ بھی ہو تو بناوٹ ہی کردے اصل نہیں تو نقل ہی سہی مگر تاخیر نہ کرے کیونکہ اگر استاد

دنیادار ہوگا۔ تو تاخیر کرنے سے اس کی کدورت بڑھ جائے گی اور تمہارا نقصان ہوگا اور اگر دیندار ہوگا تو گو وہ کدورت وغیرہ خرافات کو اپنے دل میں جگہ نہ دے گا۔ کیونکہ اس کا مشرب یہ ہوتا ہے ؎

آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

کفرست در طریقت ما کینہ داشتن

بنشیں در دل ویرانہ ام اے گنج مراد

کہ من ایں خانہ بسودائے تو ویراں کردم

مگر رنج طبعی ہوگا اور یہ بھی طالب کے لئے مضر ہوگا کیونکہ اس حالت میں انشراح قلب نہ رہے گا اور بغیر انشراح قلب نفع نہ ہوگا۔ اور تاخیر کرنے میں یہ بھی خرابی ہے کہ جتنی تاخیر ہوگی اتنا ہی حجاب بڑھتا جائے گا۔

۱۸ طالب علم دین کی اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی عزت ہے اور بڑا مرتبہ ہے اسے گناہ پر جرأت نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ خلاف حیا اور خلاف مروت ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ان کے لئے فرشتوں سے پر بچھوائیں اور وہ اللہ میاں کی نافرمانی کر کے انہیں ناخوش کریں۔ اور اللہ میاں ان کے عیوب کو چھپائیں اور یہ گناہوں کی کثرت کریں۔

اور یہ بھی واضح رہے کہ جن کے رتبے زیادہ ہوتے ہیں ان کو زیادہ مشکل ہوتی ہے۔

؏ جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے۔

؏ نزدیکاں را بیش بود حیرانی۔

پس طلبہ کو چاہیئے کہ اپنے رتبے پر رہیں ؎

تو بر سر قدر خویش باش و وقار　　　　بازی و ظرافت بہ ندیماں بگذار

۱۹ چھوٹے پن کے استاد کو بعد اپنے بڑے ہو جانے کے بھی استاد سمجھنا چاہیئے۔ اور ان کا ادب لحاظ خدمت بہت کرنی چاہیئے۔ بڑے استاد سے بھی ان کا زیادہ ادب کرنا چاہیئے کیونکہ چھوٹے نے تمہارے ساتھ زیادہ محنت کی اور بہت مغز مارا ہے۔ حضرت مولانا تھانوی دامت برکاتہم اپنے شروع کے اساتذہ کا نام وعظ میں بیان فرماتے ہیں

تواضع ولیاقت اسی میں ہے۔ اس کے خلاف میں تکبر اور ناشکری ہے۔ اور وعید مَنۡ لَّمۡ یَشۡکُرِ النَّاسَ لَمۡ یَشۡکُرِ اللّٰہَ میں داخل ہونا ہے۔ اور حضرت مولانا تھانوی ترتیب رتبہ والدین استاد وپیر میں یوں فرماتے ہیں۔ سب سے زیادہ رتبہ باپ کا ہے بعد کو استاد ظاہری کا پھر پیر کا۔ باپ موجد مادہ ہے۔ استاد مادہ کا ترتیب دینے والا اور پیر مادہ مرتب پر نقشہ پھیرنے والا اور آراستہ کرنے والا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ موجد مادہ کا مرتبہ زیادہ ہونا چاہیے۔

۲۰ کسی طالب علم کی سمجھ اور حافظ وغیرہ پر حسد نہ کرے کیونکہ اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ ہاں دنیا وآخرت کا نقصان ہوگا۔ دنیا کا نقصان یہ ہے کہ ہر وقت غم اور فکر میں رہے گا۔ اور دل منتشر رہے گا۔ اور انتشار قلب کے ساتھ نہ بات سمجھ میں آوے گی اور نہ پڑھی ہوئی یاد رہے گی۔ اس کے لئے فراغتِ قلب کی ضرورت ہے۔ جس کو اس رسالہ میں بارہا لکھ چکا ہوں اور دین کا نقصان یہ ہے کہ حسد نیکیوں کو ایسا کھاجاتا ہے۔ جیسے آگ لکڑی کو اور حسد کرنا گویا کہ اللہ میاں کے کام میں عیب نکالنا ہے کہ فلانا اس قابل نہ تھا آپ نے غلطی کی۔ (نعوذ باللہ منہ) صاحبو دنیا کا دوست اپنے دوست کے غلط کام کو تاویل کرکے صحیح کرتا ہے۔ تم کیسے دوست اللہ میاں کے ہو کہ اللہ میاں کے کام میں غلطی نکالتے ہو۔ تو یہ کرو اور اس خلقِ بد کا علاج کرو۔ اور علاج یہ ہے کہ سوچو کہ یہ کام فضول ہے۔ میرے حسد سے اس کی سمجھ اور حافظہ کم تو نہ ہوگا۔ بجز تکلیف کے دوسرے علاج یہ ہے کہ جس چیز میں حسد ہو اس کے لئے اس میں ترقی کی دعا کرو کہ یا اللہ اس میں اس کو دن دونی رات چوگنی ترقی نصیب ہو اس سے انشاء اللہ تعالیٰ یہ مرض جاتا رہے گا۔ اگر نہ جائے۔ کسی اللہ والے سے رجوع کرکے دوسرا علاج کرو۔ اور اس کو نکالو اور اپنے اوپر رحم کرو۔

آداب استاد و حقوق

۱ استاد اور بڑوں کے سامنے ادب سے رہے نہ ہنسے نہ زیادہ بولے نہ ادھر ادھر تاکے۔ ایسا رہے جیسے وہ شخص رہتا ہے۔ جس کے سر پر پرندہ بیٹھ جاتا ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہؓ ایسے ہی رہتے تھے اگر اس سے یا بڑوں سے کوئی بات خلاف مزاج پیش آجاوے تو یہ سمجھ کر کہ ان سے مجھے دینی نفع بہت ہوا ہے معاف کر کے دل صاف رکھے بلکہ ان کے متعلقین سے اگر کوئی بات پیش آجائے در گزر کردے حضرت مولانا تھانوی صاحب نے ایک شخص سے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ آپ حضرت حاجیؒ صاحب سے بیعت ہیں تو یہ نامناسب بات کبھی نہ کہتا۔ استاد کا درجہ پیر سے زیادہ ہے۔ ان کا تو اور پاس کرنا چاہیئے۔

۲ اپنا استاد یا پیر کوئی بات بتلادے تو اس کے مقابلے میں دوسرے کی بات بطور تردید کے نہ کہے کہ فلاں یہ کہتے ہیں اس سے اعتقاد و اعتماد کی سستی معلوم ہوتی ہے۔

آداب علم

۱ اگر کوئی آوے تو تم السلام علیکم نہ کہو اور اگر آنے والا کہے تو تم جواب مت دو اپنے پڑھنے میں مشغول رہو کیونکہ ذکر اللہ کے وقت سلام اور جواب سلام دونوں نہ ہونے چاہیئے۔

۲ قاعدہ وغیرہ جب بیٹھے ہاتھ میں لے کر بیٹھے اوپر سے نہ پھینکے اوپر سے پھینکنے میں بے ادبی ہے۔

۳ کتاب کو یاد کرنا اس بھروسہ پر نہ چھوڑ دے کہ آگے اور کتابیں آدیں گی اس میں بھی یہی مسائل ہوں گے۔ اُسے یاد کرلوں گا۔ شاید موقع نہ ملے اور اگر اس کتاب کو یاد رکھے گا اور آگے موقع نہ ملا تو یہ کتاب تو یاد رہے گی۔ اور کام دیگی۔ اور اگر موقع مل گیا تو آگے کی کتابیں بجائے ایک صفحے کے چار صفحے پڑھے گا کیونکہ اس کتاب سے مدد ملے گی۔

۴ اگر کوئی مسئلہ دیکھنا ہو تو اس فصل میں دیکھنا چاہیئے۔ اگر حوض میں نہ ملے تو حاشیہ میں دیکھنا چاہیئے۔ اگر حاشیہ میں نہ ملے تو دوسری کتاب میں بھی بیان دیکھے

۵ کتاب قاعدہ وغیرہ تعظیم سے رکھے اور اٹھائے۔ پیر سے نہ چھو جائے۔ اسمیں بے ادبی ہے۔

۶ اگر کوئی بطور تعلیم کے کوئی بات کہے تو اس کی بات کو سن کر تب اٹھے ورنہ بات کی بے قدری اور بات کرنے والے کی دلشکنی ہوگی۔

۷ دل لگا کر پڑھے گا تو جلدی پڑھ لے گا ورنہ برسوں میں بھی نہ آ دے گا۔

۸ ہر کتاب کے مضامین کو خوب اچھی طرح محفوظ رکھے دوسری کتاب میں جو نئے مضامین آئیں انہیں کو پڑھ لے یا ساری کتاب پڑھے مگر نئے مضامین کو الگ نوٹ کر کے یاد کرے علیٰ ہذا القیاس تیسری اور چوتھی کو اس سے انشاء اللہ تعالےٰ زیادہ لیاقت اور بہت جلد (لیاقت) ہوگی۔

آداب رفقاء

۱ اگر کوئی ساتھی یا دوسرا طالب علم غلط الفاظ پڑھے تو ہنسنا نہ چاہیئے۔ کیونکہ اس نے غلط غلطی اور ناواقفی کی وجہ سے پڑھا جس کی وجہ سے اس پر کوئی الزام نہیں اور تمہاری ہنسی پر دو الزام۔ تکبر کا اور ایذائے مسلم کا یہ دونوں بڑے جرم ہیں۔

آداب درس

۱ اگر دوسرے سے سوال ہو رہا ہو تو خود کچھ نہ بولے۔

۲ پڑھنے میں کتاب کی عبارت کا صحیح مطلب کے سمجھنے کا خیال رکھے۔ فضول سوال وجواب کے پیچھے نہ پڑے۔

۳ سبق تھوڑا پڑھے مگر یاد خوب کرے۔ اور آموختہ کی بہت نگرانی کرے۔ تاکہ حوصلہ بڑھے اور ہمت میں قوت ہو۔

۴ قرآن مجید جلد جلد اس غرض سے نہ پڑھے کہ میری غلطی وغیرہ پر سننے والا مطلع نہ ہو کیونکہ ایسی قرأت کرنے والے پر قرآن خود لعنت کرتا ہے۔ اور اس میں تکبر کا شعبہ ہے اور قرآن پڑھنے میں ۶ باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ نہ منھ چوڑا ہو۔ نہ منھ بند ہو۔ نہ منھ بگڑے نہ مخارج میں سختی ہو۔ نہ ہر حرف پر سکتہ سا ہو۔ نہ آواز میں لرزہ ہو۔

۵ اگر استاد یا کوئی بزرگ یا اور کوئی کچھ بیان کرے اور وہ بیان صحیح ہو خاموش ہو کر سنے بدن اور قلب سے متکلم کی طرف متوجہ رہے! اپنی معلومات نہ بیان کرے اس میں تکبر و بے ادبی و دل شکنی ہے اور یہ تینوں بری خصلتیں ہیں۔

۶ اگر استاد کچھ سناوے یا استاد کچھ تقریر کرے یا کوئی دوسرا کچھ کلام کر رہا ہو تو توجہ متکلم کی طرف ہونا چاہیئے۔ کیونکہ بے توجہی میں بے قدری کلام و متکلم دونوں کی ہے۔

۷ عبارت پورے جملے کی ایک سانس میں پڑھے اور ترجمہ بھی ایک سانس میں کرے۔ کاٹ کاٹ نہ پڑھے اور نہ ترجمہ کاٹ کاٹ کر کرے۔ یہ عیب کی بات ہے۔ لیکن مجبوری میں رکاوٹ ہو جاوے تو اور بات ہے۔

۸ سبق پر نشان رکھے تاکہ جلدی سے کھول لے۔ ایسا نہ ہو کہ تمام کتاب الٹنا پڑے کیونکہ اس میں کتاب کی بے ترتیبی اور بے انتظامی ہے۔

۹ سبق آگے جھک کر سناوے۔ پیچھے تن کر نہ سناوے اس میں بے پروائی و بے ادبی ہے۔

۱۰ جب کہیں جائے کسی سے کچھ بات کرے یا سبق سنائے تو ایک کام طے کر کے دوسرا شروع کرے۔ مثلاً جب سبق پڑھ لے تب کوئی بات یا پیغام کہے۔

۱۱ سبق محض ذہن پر چڑھا کر استاد کو نہ سناوے کیونکہ ایسا یاد کرنا بالکل نہیں ٹھہرتا۔ سبق خوب رٹ کر یاد کرنا چاہیئے تاکہ دل پر نقش ہو جائے اور ہمیشہ یاد رہے

۱۲ سوال سمجھ کر جواب دے بے سمجھے جواب نہ اڑانا شروع کر دے۔

۱۳ اگر استاد بہت سی باتیں تعلیم کرے یا بہت سے الفاظ پر قرأۃ میں روک ٹوک کرے تو چند باتیں اپنے ذہن میں نوٹ کرتے .... اگر نوٹ شدہ زیادہ ہو جائیں تو ان میں سے بھی نوٹ کرے اور یہ بھی خیال رکھے کہ اگر کسی بزرگ کی خدمت میں جاوے یا کسی عالم کے وعظ میں شریک ہو تو وہاں بھی ان کے مضامین کا انتخاب کرے۔

۱۴ جن الفاظ کا ترجمہ بوجہ حیا کے نہ کر سکے ترجمہ میں وہ لفظ ہی کہہ لے اور نہ کسی سے ایسے الفاظ کا ترجمہ کراوے۔

۱۵ سبق ناغہ نہ کرے اس میں بے برکتی ہوتی ہے۔ دل اکھڑ جاتا ہے۔ پڑھا ہوا بھول جاتا ہے۔ شوق میں کمی ہو جاتی ہے۔

۱۶ قرآن مجید بنا کر باقاعدہ پڑھے اس سے قلب میں بہت نور اور صفائی ہوتی ہے۔ گڑ بڑ پڑھنے سے قرآن مجید لعنت کرتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ بھی خوش نہیں ہوتے کیونکہ قرآن مجید پڑھنا اللہ تعالےٰ سے باتیں کرنا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اگر کسی سے کوئی باتیں کرے اور بے تمیزی سے باتیں کرے تو مخاطب کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اور تمیز سے اگر باتیں کرے تو جی بہت خوش ہو جاتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ اس باتمیز کو کیا انعام دیدوں اور باقاعدہ پڑھنے سے خود بھی عمر بھر لطف اٹھاتا ہے۔ اور دوسرے بھی۔ اور بے قاعدہ پڑھنے سے نہ خود مزہ پاتا ہے اور نہ دوسرا۔ بلکہ مصداق سے

گر تو قرآں بدیں نمط خوانی بہ بری رونق مسلمانی

کا ہوتا ہے۔

۱۷ استاد اگر علم کے متعلق باتیں کرے یا اور کوئی بات عمدہ بیان کرے تو اسے خوب توجہ سے سنے اور کسی کاغذ میں نوٹ کرے اور اسے خوب یاد کرے۔ اس بھروسہ پر نہ رہے کہ وہ تو میرے پاس رکھی ہوئی موجود ہے۔ کیونکہ نہ معلوم تمہیں کب اور کہاں اس بات کی ضرورت پڑے تو اس کاغذ کو کہاں لئے پھرو گے۔ اور اگر گم گیا تو تمہارا علم ہی گیا۔ اسی لئے کہا ہے کہ علم سینہ چاہئے علم سفینہ نہیں۔ علم کی شان تو یہ ہے کہ نہ

چور چرا سکے اور نہ وراثت میں تقسیم ہو سکے۔

۱۸ سبق پڑھنے کے لئے جب جگہ خالی ہو تب جائے تاکہ اژدحام سے تکلیف وانتشار نہ ہو۔

۱۹ طالب علم بغیر مطالعہ سبق نہ پڑھے کیونکہ بغیر مطالعہ پڑھنے سے پڑھتے وقت جب استاد کچھ تقریر کرتا ہے تو سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر سمجھ بھی لے تو جلدی یاد نہیں ہوتی۔ اگر یاد بھی ہو جاتی ہے ٹھیرتی نہیں اگر مطالعہ کر کے پڑھے گا تو ان آفتوں سے محفوظ رہے گا۔

۲۰ پڑھتے وقت ادھر ادھر نہ دیکھے۔

۲۱ اگر سبق میں بہت سے شریک ہوں تو ناغہ نہ کرو بہت کوشش کرو ساتھ میں پڑھنے کی کیونکہ اگر بعد کو طلبہ سے تکرار کر لو گے تو استاد کی ساری تقریر کو طالب علم نہیں دہرا سکتا۔ اگر استاد ہی سے پڑھو گے تو بھی مجمع میں جو مضامین استاد کے قلب میں آئے تھے وہ نہ آئیں گے اگرچہ استاد کوشش بھی کرے خلاصہ یہ کہ بہت سی باتوں سے اگر ناغہ کرو گے محروم ہو جاؤ گے۔

۲۲ طالب علم کو چاہیے کہ پڑھتا جائے۔ اور مشق کرتا جائے تاکہ پڑھا ہوا خوب محفوظ رہے۔ اگر عربی پڑھتا ہے تو قرآن مجید میں غور کیا کرے۔ اگر کہیں قرآن مجید میں پڑھے ہوئے کے خلاف ملے تو قرآن مجید کی اصلاح نہ کرے بلکہ اس پڑھی ہوئی کتاب کو قرآن کے موافق کرے۔ یعنی جو قرآن شریف میں ہے اسی کو صحیح جانے۔

۲۳ طالب علم کو چاہیے کہ استاد کی تعلیم کے وقت مسکرائے نہیں۔ اگرچہ مسکرانا اس وجہ سے ہو کہ وہ اسے اچھی معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ صورت بے ادبی اور بے قدری کی ہے۔

۲۴ استاد کی تقریر میں اگر کوئی لفظ فارسی یا عربی کا ہے اور اس کے معنیٰ نہ معلوم ہوں یا کتاب میں کوئی لفظ آیا جو مشہور ہو اور اس کا ترجمہ نہیں کرایا گیا تو استاد سے اس کے معنیٰ پوچھ لے غفلت اور شرم نہ کرے کہ سب ہنسیں گے۔ کہ ایسے مشہور لفظ کے معنیٰ نہیں جانتا کیونکہ اگر نہ پوچھے گا تو ہمیشہ جاہل ہی رہے گا۔ مثل مشہور ہے۔ شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ

یعنی جہل کی شفاء سوال ہے۔

۲۵ اگر کسی مسئلہ میں استاد کی تقریر ذہن میں نہ بیٹھے تو کچھ دیر تک استفادہ کے لہجہ میں خندہ پیشانی کے ساتھ اپنی تقریر کرے اگر پھر بھی سمجھ میں نہ آوے تو خاموش ہو جاوے اور دل میں یہ رکھ لے کہ اس کی تحقیق کروں گا۔ بعد کو کتابوں سے علماء سے تحقیق کرے اور اگر اپنی رائے صحیح ہو اور استاد حق پسند ہو تو اس کتاب اور بڑے عالم کی تحقیق کو ان کے سامنے پیش کر دے۔ اگر استاد کی تقریر صحیح ہو تو معذرت کرے کہ آپ صحیح فرماتے تھے میں غلطی پر تھا۔ استاد کے مقابلے میں مکابرہ مناظرہ مجادلہ کی صورت ہرگز نہ بنائے۔ یعنی آنکھیں نہ چڑھیں گفتگو میں تیزی نہ ہو۔ پیشانی پر بل نہ ہوں۔ بڑوں کے مقابلے میں یہ بے ادبی ہے اور اوروں کے مقابلے میں گو مناظرہ نامناسب نہیں مگر بعض وجہوں سے وہ بھی ناجائز ہو جاتا ہے۔ مثلاً فریق مخالف نے حق بات کہی اس نے ہٹ دھرمی سے رد کر دیا یا مجمع کی شرم سے فی الحال نہیں مانا۔ یہ دونوں امر ناجائز ہیں۔ لہٰذا وہ امر جائز بھی ناجائز ہو جائے گا۔

۲۶ اگر استاد کو تقریر کے وقت اپنی طرف زیادہ متوجہ کرنا چاہے شوق وطلب زیادہ پیدا کرے کیونکہ طالب ہی کی طرف مطلوب پہونچتا ہے ؎

ہر کجا پستی ست آب آنجا رود ہر کجا دردے شفا آنجا رود

۲۷ قاعدوں کی اور مسئلوں کی تقریر آپس میں اور استاد کے سامنے کر لیا کریں۔ تاکہ قواعد محفوظ ہوں اور زبان میں گویائی آوے ورنہ زبان سے مطلب کو ادا نہ کر سکے گا۔

متفرق

۱ سوال وجواب میں مطابقت ہونا چاہیئے۔ نہ جواب بڑھے نہ سائل کا سوال دہراوے۔ نہ جواب میں سوال کے الفاظ آویں بجز ان الفاظ کے جن سے تعرض ضروری ہے۔

۲ جب نماز اکیلا پڑھے یا وہ نماز پڑھے جس میں آہستہ پڑھا جاتا ہے تو قرآن مجید

کو بنا کر پڑھے اور جیسی سورتیں پڑھنی مسنون ہیں ویسی سورتیں پڑھے کیونکہ اس کے خلاف میں تلاوت خدا کے لئے نہیں ہوتی بلکہ آدمیوں کے لئے ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جب زور سے پڑھتا ہے تو بنا کر پڑھتا ہے اور آہستہ پڑھتا ہے تو بگاڑ کر پڑھتا ہے۔ تو مدنظر آدمیوں کو سنانا ہوا۔

۳ الفاظ انگریزی ہرگز استعمال نہ کرے اس میں بو حب دنیا کی پائی جاتی ہے۔ کہ دنیا نہ ملی تو دنیاداروں کے الفاظ ہی سے جی خوش کر لیں اور لباس و پوشاک میں بھی یہی بات ہے اگر الفاظ بوجہ پسند ہونے کے کہتا ہے تو مسلمان آدمی کو الفاظ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے کیوں نہ پسند ہوئے جب سب زبانوں سے اچھی زبان ہے۔ بڑی غیرت کی بات ہے کہ جس کو ہم پیشوا مانیں ان کا نام نماز میں التحیات میں درود میں لیں۔ اپنے کو ان کا جاں نثار کہیں اور لباس پوشاک اور بول چال ان کی نہ پسند کریں۔ ہاں اگر مجبوری ہو کر کوئی انگریزی داں عربی اردو الفاظ نہ سمجھے تو خیر اس کے سمجھانے کے لئے ڈکٹیشن وغیرہ بول دے تو مضائقہ نہیں۔

۴ اگر اپنا کہنا بیان کرنا ہو تو یوں کہے کہ میں نے عرض کیا تھا اور اگر بڑے کا کہنا بیان کرنا ہو تو یوں کہے آپ نے فرمایا تھا۔

۵ سوال کے جواب میں تاخیر نہ کرے۔ جلدی سے جو دل میں ہو کہدے اور نہ جواب دینے میں باتیں بنادے۔

۶ جس سے کچھ نفع دینی یا دنیوی حاصل کرنا چاہتا ہو اس کا مطیع بنے ورنہ ہرگز نفع نہ ہوگا۔

۷ اگر کوئی شخص کچھ سوال کرے تو اس کے جواب میں ہر پہلو پہ نظر کرے اور ہر مصالح پر بھی۔ اگر تمہارا کام ہو تو خود سوچکر جواب دے دو یوں نہ کہو کہ جیسا آپ کہیں مثلاً استاد کسی سے سوال کرے کہ کتنے دن میں آموختہ سناؤ گے یا امتحان دو گے یا کتنے دن قیام کرو گے تو اس میں اپنی مہلت و قوت حافظہ وغیرہ کو تم خود سوچکر جواب دو سائل کیا جانے (یعنی تمہارے حافظہ وغیرہ کو۔)

۸ طلبہ جس فن کو پڑھیں اس میں کسی کا لحاظ نہ کریں۔ نہ کسی سے دبیں بلکہ بے دھڑک پڑھیں۔ مثلاً عربی پڑھیں تو انگریزی خوانوں سے نہ دبیں اور اگر تجوید پڑھیں تو غیر تجوید والوں سے نہ دبیں حق پر رہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی مرضی کے موافق کام کریں۔ ساری دنیا ناخوش ہو یا حقیر سمجھے یا برا سمجھے کچھ پرواہ نہ کریں۔ مگر اس سے بہت پرہیز کریں کہ کسی سے لڑیں جھگڑیں نہیں بس اپنی دھن میں رہیں۔ جو ناحق پر ہے وہ نہیں دبتا تو تم حق پر ہو کر کیوں دبو۔ اگر وہ اپنا ہم خیال بنانا چاہیں تو ان سے صاف کہدو کہ میں تمہارا ہم خیال ہرگز نہ ہوں گا۔ معاف کرو۔ تکلیف نہ کرو۔ پھر وہ انشاءاللہ تعالیٰ کبھی نہ بولیں گے۔

۹ بہت سی نعمتوں کو لوگ نعمت ہی نہیں جانتے دن رات پڑھنے میں مشغول رہنا بڑی نعمت ہے اور بڑی عبادت ہے۔ بہت سے بندے دن و رات فتنہ فساد میں مشغول رہتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک ہر نماز کے بعد اور رات کو بعد نماز دس پانچ منٹ اس کے شکریہ میں خدا کی تعریف اور اس کی قبولیت اور اس کے نافع دنیا و دین ہونے کیلئے تہ دل سے دعا کریں اس سے انشاءاللہ بہت ترقی ہو گی۔ اللہ میاں کا وعدہ ہے۔ (لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ) اور اپنے قلب اور آنکھ کی حفاظت کریں دل میں برے خیالات نہ لائیں۔ اور آنکھ سے نظر بد نہ کریں۔ پھر انشاءاللہ بہت بڑے ولی ہوں گے اگر کوئی نہ معتقد ہو تو نہ ہو مگر میں تو ایسے طلبہ کی ولایت کا بڑا معتقد ہوں۔

۱۰ ہر دن ہر ہفتہ میں یہ خیال کر لیا کرے کہ میں نے کیا ترقی کی۔ اس سے پہلے دن اور پہلے ہفتہ میں مجھے کتنا علم تھا۔ اور اب کتنا ہے۔ اور کیا کیا باتیں زیادہ معلوم ہوئیں۔ اور جو زیادہ معلوم ہوئی ہوں انہیں ذہن میں اچھی طرح بٹھا لے اور اسی کے مطابق عمل کرے کیونکہ مقصود علم سے صرف عمل ہی ہے۔ ورنہ علم بغیر عمل کے کسی کام کا نہیں بلکہ علم ہو اور عمل نہ کرے تو زیادہ گنہگار ہو گا۔

۱۱ شعر ذیل کو عربی خواں طلبا یاد کرلیں اور ہر ایک کی گردان صغیر و کبیر

خوب یاد کرلیں اور تعلیلین بھی خوب مشق کرلیں۔ اور گردان میں اس کا بھی خیال رکھیں۔ ثلاثی مجرد مزید دونوں کی گردانیں اور تیسیر المبتدی کے مصادر یاد کرکے ان کی گردانیں بھی مشق کرلیں۔ وہ شعر یہ ہے ؎

صحیح ست ومثال ست ومضاعف

لفیف وناقص ومہموز واجوف

اور ادب کے لئے جہاں تک ہوسکے عربی اشعار یاد کرلیں خصوصاً اشعار دعائیہ وصلواتیہ تاکہ ادب بھی آجائے اور مغز عبادت جو دعا ہے۔ وہ بھی حاصل ہوجائے"۔

اشرف الہدایات لاصلاح المنکرات

احکام تبلیغ

کیا ہیں؟

جس میں تبلیغ کی اہمیت و فرضیت اور اس کے احکام
کے حدود اور تبلیغ کے فضائل و آداب کو اختصار کے
ساتھ جمع کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بہت سے
دینی فوائد اور اصلاح کے نسخوں کو بھی جمع کیا گیا ہے

تالیف

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ

حضرت اقدس حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی
رحمۃ اللہ علیہ

شعبۂ اشاعت

کتب خانہ مظہری گلشن اقبال ۲ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد۔ یہ ناکارہ ابرار الحق عرض کرتا ہے کہ ہم لوگوں میں آج کل ایک مرض بہت عام اور روز بروز بڑھتا جاتا ہے وہ مرض تعدّی حدود یعنی دینی حدود کی رعایت نہ کرنا ہے جس کی وجہ سے دو قسم کی کوتاہیاں ظاہر ہوتی ہیں کہیں افراط یعنی حد سے بڑھ جانا کہیں تفریط یعنی حد سے کمی کر دینا۔ افراد کی کوتاہی غلو فی الدین اور بدعت میں مبتلا کر دیتی ہے جو نہایت ہی مضرت رساں اور بڑی گمراہی ہے جس میں آج کل بہت زیادہ ابتلاء ہے اور تفریط کی کوتاہی سے اس عمل کے پورے برکات اور فوائد سے محرومی ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ بالکل ہی محرومی کا باعث ہوتی ہے جبکہ اس عمل کی شرط یا رکن کا ترک ہو جاوے یہ دونوں کوتاہیاں دین کے ہر شعبہ میں ہم سے ہو رہی ہیں جن کو حضرت مجدد اعظم حکیم الامۃ مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے "اصلاح انقلاب" میں نہایت بسط سے مع اصلاح کے بیان فرمایا ہے جو قابل دید کتاب ہے جس سے حضرتِ اقدس نور اللہ مرقدہٗ کی وسعت علم اور دقت نظر کالشمس فی نصف النہار نمایاں نظر آتی ہے اس کا خلاصہ حضرت مولانا عبد الباری ندوی مدظلہٗ العالی نے "جامع المجددین" میں ذکر کیا ہے یہ کتاب بھی بے نظیر کتاب ہے اسکی افادیت مطالعہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔ یہ دونوں کوتاہیاں افراط و تفریط کی امر بالمعروف و نہی عن المنکر یعنی وعظ و نصیحت عام و خاص میں بھی دیکھی گئیں تفریط (کی کوتاہی)، تو بہت عام ہے جس کی وجہ سے نصیحت کا باب قریب قریب مسدود (بند) ہو گیا ہے جو ہماری ہلاکی اور بربادی کا ایک بڑا سبب ہے۔

افراط (کی کوتاہی) کا بھی بہت سے مواقع میں مشاہدہ ہوا کہ بعض وہ صاحبان جن کو کچھ توفیق دینی جدوجہد کی عطا ہوئی وہ حضرات علمائے کاملین پر یہ اعتراض کرنے لگے کہ دین مٹ رہا ہے اور یہ حضرات تبلیغ نہیں کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ حضرات بڑی دینی خدمات میں ہمہ تن مشغول رہتے ہیں۔

ایسے لوگوں کے اعتراض سے ظاہر ہوا کہ تبلیغ کی ضروری حدود بلکہ اس کی حقیقت سے ناواقفیت کے ساتھ ساتھ یہ لوگ اس نظام خاص کو (جس کے موافق دینی مساعی کرتے ہیں) مقصود سمجھتے ہیں جو افراط کا مصداق ہے حالانکہ نظام سنت کے علاوہ کوئی اور نظام مقصود نہیں اور کسی دوسرے نظام کو یہ درجہ دینا صریح تعدّی اور بدعت ہے جس کی قباحت ظاہر ہے اس نوع کی کوتاہیوں کے مشاہدے سے دل کڑھتا تھا اور جی چاہتا تھا کہ تبلیغ کے آداب کے متعلق اور اس کے احکام و حدود کے متعلق ضروری امور اختصار کے ساتھ جمع کر دیئے جائیں تاکہ جو لوگ صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے غلطی میں مبتلا ہیں ان کی غلط فہمی دور ہو جاوے اور زیادہ تر تبلیغ میں کوتاہی کا یہی سبب ہے چنانچہ بعض لوگ ہر حال میں تبلیغ کو فرض کہنے والے دیکھے گئے اور بعض دیندار صالح حضرات اس زمانہ میں وعظ و نصیحت کی اہمیت سے بالکل ناواقف پائے گئے تھے کہ اپنے تابعین کی اصلاح کا بھی بالکل اہتمام نہیں چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے اس ناکارہ کو "دعوۃ الحق" کے کام کی توفیق بخشی تو چند رسائل اس سلسلہ میں مرتب کرنے کی توفیق ہوئی "اشرف النصائح" "اشرف الخطاب" "اشرف الاصلاح" اور اس کے ساتھ ساتھ تبلیغ کی اہمیت و فضائل و آداب کے متعلق ایک رسالہ مرتب کرنا شروع کیا اس کا نام بھی "اشرف الہدایات" لاصلاح المنکرات" تجویز ہو گیا۔

اس درمیان میں بعض مختلف مصروفیتیں رہیں اور کتب کے ردّوبدل میں مسوّدہ رسالۂ مذکور گُم ہوگیا۔ درمیان میں باربار خیال اسکے اشاعت کا ہوا مگر فرصت ترتیب نہ تھی کہ اسی اثنائیں بعض دیہات کا حال معلوم ہوا کہ وہاں حدود تبلیغ کی مراعاۃ نہ کرنے سے بہت بڑا فتنہ کھڑا ہوگیا ہے جس کی وجہ سے آپس میں بہت جنگ وجدال کی نوبت آچکی ہے اور سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ اس سے اور بھی داعیہ اس رسالہ کا ہوا۔ یہ داعیہ موجود تھا کہ بعض اکابر کرام[1] کا گرامی نامہ اور انھوں نے اس رسالہ کی فرمائش کی کیونکہ اس کا اشتہار شایع ہوچکا تھا چنانچہ اس سے اور بھی داعیہ ہوا اور توکلا علے اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو مرتب کرنے بیٹھ گیا اس رسالہ میں بہت بڑی اعانت ومدد دعوۃ التبلیغ مولفۂ استاد محترم حضرت مولانا جمیل احمد[2] صاحب تھانوی سابق مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور سے لی گئی ہے اکثر عنوانات واکثر احادیث معہ ترجمہ اسی سے ماخوذ ہیں اور احکام تبلیغ کے متعلق استاذ محترم حضرت مولانا محمود[3] حسن صاحب مفتی جامع العلوم کانپور کی تحریر گرامی سے بہت مدد ملی ہے۔ اتحاف سادات المتقین شرح احیاء علوم الدین کی عبارت حضرت موصوف نے نقل کرکے روانہ فرمائی تھی مع دیگر افادات کے۔

یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ اس رسالہ کی ترتیب بڑی عجلت سے

---

[1] حضرت میر امام الدین صاحب حیدرآبادی مجاز صحبت حضرت مجدّد اعظم تھانوی نوراللہ مرقدہٗ ومجاز بیعت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی مدظلہ العالی۔

[2] حال مفتی جامعۂ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور۔

[3] سابق نائب مفتی مظاہر علوم سہارنپور۔

کی گئی ہے اور بیک وقت تقریباً ہر باب کا کام شروع کیا گیا اسی وجہ سے جس قدر اختصار کا خیال تھا وہ نہ ہو سکا لکھتے وقت اُمور مفیدہ کے اضافہ کا تقاضا ہوتا تھا پھر یہ بھی خیال ہوا کہ اختصار آئندہ حسب ضرورت کیا جا سکتا ہے اور چونکہ اس رسالہ کی تسوید کے ساتھ تبییض بھی ہوتی رہی ہے محو و اثبات بھی دقت سے خالی نہ تھا بوجوہ اشاعت کا تقاضا الگ تھا بہر حال عرض ہے کہ اس رسالہ میں جو فروگذاشت نظر آوے اس سے اس ناکارہ کو مطلع فرما کر ممنون فرماویں تاکہ اسکی اصلاح کردی جاوے۔

اور عرض ہے کہ اس رسالہ کی تبییض میں عزیز محترم مولوی عبد الغنی[1] سلمہ و حافظ عبد الحمید[2] سلمہ و حافظ سعید الظفر[2] سلمہ و جناب مولوی بشارت علی[3] صاحب زید لطفہ نے بہت مدد کی ہے، اور سب سے زیادہ اوّل الذکر عزیز نے۔ ان سب کیلئے اور اس ناکارہ اور ان سب کے والدین۔ اساتذہ و مشائخ و احباب کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو قبول فرما کر سب کے لئے ذریعہ نجات بناویں۔ و ما ذالک علی اللہ بعزیز

ناکارہ خادم

ابرارالحق

خادم مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی

۱۵ جمادی الثانی ۱۳۷۳ھ یوم شنبہ

---

[1] مدرس مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی۔

[2] نائب ناظم مدرسۂ اشرف المدارس ہردوئی۔

[3] طالب علم مدرسۂ اشرف المدارس ہردوئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب
تبلیغ

یعنی امر بالمعروف نہی عن المنکر کی فرضیت اور وجوب اور دیگر احکام میں اس میں چند مضامین ہیں۔

پہلی فصل

اس میں وہ چند آیات جمع کی گئی ہیں جن میں تبلیغ کی فرضیت و وجوب و تاکید کا بیان ہے۔

پہلی آیت اپنے گھر والوں کو تبلیغ کرنا اور گناہوں سے بچانا فرضِ عین ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ (سورہ تحریم)

اے ایمان والو تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

ف۔ اس آیت نیز دیگر آیات کی تفسیر سے پورا مطلب انشاء اللہ تعالیٰ واضح ہو جائے گا اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ حضرت مجدد اعظم حکیم الامۃ مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کی تفسیر بیان القرآن (جو کہ مستند اور مقبول و مفید عام و خاص ہونے کے علاوہ حل قرآن شریف

میں بے نظیر مانی گئی اور جس کو عقلاء و مشاہیر اہل علم نے خلاصہ تفاسیر قرار دیا ہے اسے اس آیت کی تشریح و مطلب بعینہ نقل کر دیا جاوے جو بہت سے فوائد کا باعث بھی ہے چنانچہ حضرت اقدس فرماتے ہیں۔

"اے ایمان والو (جب رسول کی بیبیوں کو بھی عمل و طاعت سے چارہ نہیں جیسا اوپر معلوم ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت اوپر کے مضمون کی تبلیغ کرانا جبکہ تبلیغ واجب ہے مستلزم ہے اس کو کہ آپ پر ازواج کی نصیحت واجب ہے تو تم پر تو بدرجۂ اولیٰ اہتمام اپنے اور اپنی اہل و عیال کی اصلاح کا واجب ہوگا اس لئے تم کو بھی حکم دیا جاتا ہے کہ) تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن (اور سوختہ) آدمی اور پتھر ہیں (اپنے کو بچانا خود اطاعت کرنا اور گھر والوں کو بچانا ان کو احکام الٰہیہ سکھلانا اور اس پر عمل کرانے کے لئے زبان سے ہاتھ سے بقدر امکان کوشش کرنا۔ اھ

دوسری آیت | گھر والوں کو نماز کا حکم کرنا بھی فرض ہے۔

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ۖ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝ (طٰہٰ)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے متعلقین کو نماز کا حکم کرتے رہیئے اور خود بھی اس پر جمے رہیئے ہم آپ سے معاش نہیں چاہتے معاش تو آپ کو ہم خود دیںگے اور بہتر۔

ف۔ اس آیت کی تفسیر حضرت مجدد اعظم نے یہ تحریر فرمائی ہے اور اپنے متعلقین کو (یعنی اہل خاندان کو یا مومنین کو) بھی نماز کا حکم کرتے رہیئے اور خود بھی اس کے پابند رہیئے (یعنی زیادہ توجہ کے قابل یہ امور ہیں) ہم آپ سے اور اسی طرح دوسروں سے) معاش (کموانا) نہیں چاہتے (جو مانع طاعاتِ ضروریہ ہو) معاش تو آپ کو (اور اسی طرح دوسروں کو) ہم دیںگے (یعنی مقصود اصلی اکتساب نہیں

بلکہ دین اور طاعت میں اکتساب کی اسی حالت میں اجازت یا امر ہے کہ
کہ ضروری طاعت میں وہ مخل نہ ہو) اور بہتر انجام تو پرہیز گاری ہی کا ہے
ف اس سے ظاہر ہوا کہ نماز کیسی مہتم بالشان عبادت ہے کہ حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پابندی کی تاکید فرمائی جا رہی ہے اس سے سب
کے لئے ہمیشہ پابندی کی اور زیادہ اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

تیسری آیت | تبلیغ یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے۔

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ
يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ (آل عمران)

اور تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونا ضروری ہے جو نیکی کی دعوت دے اور
اچھے کام کرنے کو کہا کرے اور برے کام سے روکا کرے اور ایسے ہی لوگ پورے
کامیاب ہوں گے۔

ف۔ تفسیر اس کی حسب ذیل ہے" اوپر کی آیتوں میں مسلمانوں کو ہدایت پر
قائم رہنے کا حکم تھا آگے حکم ہے کہ دوسروں کو بھی ہدایت کرنے کی کوشش کرو
جیسا کہ اس مجموعہ کے قبل کفار کو اول خود گمراہ ہونے پر ملامت تھی پھر دوسروں کو
گمراہ کرنے کی برائی تھی اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے کہ (اور لوگوں
کو بھی) خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کریں اور برے
کاموں سے روکا کریں اور ایسے ہی لوگ (آخرت میں ثواب سے) پورے کامیاب
ہوں گے۔ ف۔ تفصیل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ۔

(۱) جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر قادر ہو یعنی قرائن سے غالب
گمان رکھتا ہے کہ اگر میں امر و نہی کروں گا تو مجھکو کوئی ضرر معتد بہ لاحق نہ ہوگا
اس کے لئے امور واجبہ میں امر و نہی کرنا واجب ہے اور امور مستحبہ میں مستحب مثلاً

نماز پنجگانہ فرض ہے تو ایسے شخص پر واجب ہوگا کہ بے نماز کو نصیحت کرے اور نوافل مستحب ہیں تو اس کی نصیحت کرنا مستحب ہوگا اور جو شخص بالمعنی المذکور قادر نہو اس پر امر و نہی کرنا امور واجبہ میں بھی واجب نہیں البتہ اگر ہمت کرے تو ثواب ملے گا پھر اس امر و نہی میں قادر کے لئے اُمور واجبہ میں یہ تفصیل ہے کہ

(۲) اگر قدرت ہاتھ سے ہو تو ہاتھ سے اس کا انتظام واجب ہے جیسے حکام محکومین کے اعتبار سے اور اگر صرف زبان سے قدرت ہو تو زبان سے کہنا واجب ہے اور غیر قادر کیلئے صرف اتنا کافی ہے کہ تارک واجبات و مرتکب محرّمات کے عمل قبیح سے دل سے نفرت رکھے پھر قادر کے لئے منجملہ شرائط کے ایک ضروری شرط یہ ہے (۳) کہ اس امر کے متعلق شریعت کا پورا حکم اس کو معلوم ہو اور منجملہ آداب کے ایک ضروری ادب یہ ہے۔ (۴) کہ مستحبات میں مطلقاً نرمی کرے اور واجبات میں اولاً نرمی اور نہ ماننے پر سختی کرے اور ایک تفصیل قدرت میں یہ ہے کہ (۵) دستی قدرت میں تو کبھی اس امر و نہی کا ترک جائز نہیں اور زبانی قدرت میں مایوسی نفع کے وقت ترک جائز ہے، لیکن مودت قلبی و مخالطت عملی کا بھی ترک واجب ہے! مگر بضرورت شدیدہ پھر قادر (۶) کے ذمہ اس کا وجوب علی الکفایہ ہے اگر اتنے آدمی اس کام کو کرتے ہوں کہ بقدر حاجت کام چل رہا ہو تو دوسرے اہل قدرت کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا یہ کل چھ مسئلہ اس مقام پر ذکر کیے گئے اور علم کی شرط ہونے سے معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ آج کل جو اکثر جاہل یا کالجاہل لوگوں کو وعظ کہتے پھرتے ہیں اور بے دھڑک غلط سلط روایات و احکام بلا تحقیق بیان کرتے ہیں سخت گنہگار ہوتے ہیں اور سامعین کو بھی ان کا ایسا وعظ سننا جائز نہیں کہ اس سے بجائے ہدایت کے گمراہی کا اندیشہ قوی ہے۔

ف۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے احکام کی مزید تفصیل و تشریح

انشاء اللہ تعالیٰ فصل سوم میں بیان کی جاوے گی اور آداب تبلیغ کی تفصیل وتوضیح باب سوم میں آوے گی۔

چوتھی آیت

گناہوں کے پھیل جانے پر مداہنت کرنے سے جو عذاب یا وبا یا مصیبت وغیرہ آئے گی وہ سب ہی پر آئے گی۔

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ (انفال)

اور تم اس فتنہ سے ڈرتے رہو جو خاص کر ان ہی لوگوں کو نہیں پہونچیگا جنھوں نے تم میں سے ظلم کیا اور جان لو اللہ تعالیٰ سخت عذاب والے ہیں۔ (انفال)

ف۔ اس آیت کی تفصیل بڑی توجہ وغور سے ملاحظہ کیجئے اور غور کیجئے کہ ہم کہیں مداہنت میں مبتلا تو نہیں ہیں۔ مداہنت کی حقیقت یہ ہے کہ باوجود قدرتِ اصلاح اپنی دینوی غرض سے منکرات سے سکوت کرے (کذا فی التکشف والمرقاۃ شرح المشکوٰۃ) اور جہاں کوئی دینی مصلحت ہو وہاں سکوت مداہنت نہیں (حوالۂ بالا) خوب سمجھ لیجئے اُس کی مزید تشریح باب سوم میں انشاء اللہ آئے گی اب تفسیر دیکھئے حضرت مجددِ اعظم نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں اور جس طرح تم پر اپنی اصلاح کے متعلق طاعت واجب ہے اسی طرح یہ بھی طاعت واجبہ میں داخل ہے کہ بقدر وسع دوسروں کی اصلاح میں بطریق امر بالمعروف ونہی عن المنکر بالید یا باللسان یا ترک اختلاط یا نفرت بالقلب جو کہ آخری درجہ ہے کوشش کرو ورنہ درصورت مداہنت ان منکرات کا وبال جیسا مرتکبین منکرات پر واقع ہوگا ایسا ہی کسی درجہ میں ان مداہنت کرنے والوں پر بھی واقع ہوگا جب یہ بات ہے تو تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص ان ہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں (بلکہ ان گناہوں کو دیکھ کر جنھوں نے مداہنت کی ہے وہ بھی

اس میں شریک ہوں گے اور اس سے بچنا یہی ہے کہ مداہنت مت کرو) اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں (ان کی سزا سے خوف کر کے مداہنت سے بچو)

پانچویں آیت

امر بالمعروف و نہی عن المنکر اس امت کا طغرائے امتیاز ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط (آل عمران)

تم بہترین امت ہو لوگوں کے لئے کہ تم نیک کام کا حکم اور برے کام سے منع کرتے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو (آل عمران)

ف۔ اس امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں دوسری امتوں سے بڑھے ہونے کی توجیہ تفسیر میں ملاحظہ کیجئے جو درج ذیل ہے " اوپر کی آیات میں مسلمانوں کو ثبات علی الایمان اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم فرمایا تھا آگے اسی کو مؤکد کرنے کے لئے یہ بتلاتے ہیں کہ تم لوگوں کی وجہ خیریت میں امور مذکور بھی ہیں پس ان میں کمی نہ آنے پاوے۔ (اے امت محمدیہ) تم لوگ (سب اہل مذاہب سے) اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت (عام) لوگوں کے (نفع ہدایت پہونچانے کے) لئے ظاہر کی گئی ہے (اور نفع پہونچانے کی صورت کی وہی وجہ سب سے اچھی ہونے کی بھی ہے یہ ہے کہ تم لوگ (بمقتضائے شریعت زیادہ اہتمام کے ساتھ) نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور (خود بھی) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے پر دوام کرتے ہو (اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے میں ساری دین کی باتوں پر ایمان لانا آگیا کیونکہ وہ سب اللہ کی بتلائی ہوئی ہیں جس نے ان کا انکار کیا

اس کا ایمان اللہ پر بھی نہ ہوا)

چھٹی آیت تبلیغ مسلمانوں کو فائدہ ضرور دیتی ہے۔

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (سورۃ الذاریات)

آپ لوگوں کو سمجھاتے رہئے کیونکہ سمجھانا ایمان والوں کو (ضرور) نفع دے گا۔

ف اس کی تفسیر یہ ہے اور (اطمینان کے ساتھ اپنے منصبی کام میں لگے رہئے یعنی فقط) سمجھاتے رہئے کیونکہ سمجھانا (جن کی قسمت میں ایمان نہیں اُن پر تو اتمام حجت ہو گا اور جن کی قسمت میں ایمان ہے) ایمان (لانے) والوں کو (بھی اور جو پہلے سے مومن ہیں اُن کو بھی) نفع دے گا (بہر حال تذکیر میں عام فوائد اور حکمتیں سب کے اعتبار سے ہیں اس کو کئے جایئے اور کسی کے ایمان نہ لانے کا غم نہ کیجئے)

ف۔ کسی کو اگر یہ شبہ ہو کہ بسا اوقات مسلسل تبلیغ وسعی کی جاتی ہے مگر نفع وفائدہ نہیں ہوتا اس کا جواب یہ ہے کہ فائدہ ہونا اور شئی ہے اور فائدہ نظر آنا اور محسوس ہونا دوسری شئی ہے لہٰذا محسوس نہ ہونے سے وجود کی نفی اور انکار درست نہیں۔ خوب سمجھ لیجئے اس کے بعد مثالِ ہٰذا پر غور کیجئے کہ ہر قطرہ جو پتھر کی سل پر پڑتا ہے کچھ اثر رکھتا ہے ورنہ ایک عرصہ میں وہ پتھر کیوں گھس جاتا ہے مگر وہ اثر محسوس نہیں ہوتا۔ دوسری مثال یہ ہے کہ غلہ کا بورا ترازو پر رکھا ہوتا ہے ایک دو گیہوں کے دانوں سے کانٹے پر اثر ظاہر نہیں ہوتا اور ہزار عدد یا زیادہ دانوں سے وہ اثر ظاہر ہوتا ہے حالانکہ ہر دانہ میں وزن ضرور ہے۔ پھر نفع کی بہت صورتیں ہیں عقائد کی تصحیح پختگی غلط فہمی، کم علمی، لاعلمی کی اصلاح، معاملات کی درستگی معاشرت کا سنوارنا، عبادات میں کیفاً یا کماً اضافہ

ہونا، اخلاق کی اصلاح کی فکر اور اُن کی مذمت کا استحضار وغیرہ سو ان فوائد میں سے سب کی نفی کیسے کی جا سکتی ہے جب تک ان کا یقین نہ ہو اور یقین کا کوئی ذریعہ ہے نہیں مَنِ ادَّعٰی فَعَلَیْهِ الْبَیَانُ خلاصہ یہ نکلا کہ بعض منافع خاص کے محسوس نہ ہونے سے انکار نفع و فوائد کرنا صحیح نہیں۔

ساتویں آیت

ایمان و عمل کے ساتھ تبلیغ بھی نقصان سے نجات کا ذریعہ ہے۔

وَالْعَصْرِ ۝ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ (پارہ عم)

زمانہ کی قسم بے شک انسان ٹوٹے میں ہیں سوائے انکے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کرتے ہیں۔

ف۔ تفسیر از بیان القرآن" والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ انکے اپنی عمر کو تضییع سے بچانا اور اس کو اعمال و طاعات میں صرف کرنا ہے اس سورت میں اس کا بیان ہے ــ قسم ہے زمانہ کی (جس میں ربح اور خسران واقع ہوتا ہے) کہ انسان (بوجہ تضییع عمر کے) بڑے خسارہ میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کئے (کہ یہ کمال ہے) اور ایک دوسرے کو (اعتقاد) حق (پر قائم رہنے) کی فہمائش کرتے رہے اور ایک دوسرے کو (اعمال کی) پابندی کی فہمائش کرتے رہے (کہ یہ تکمیل ہے پس یہ لوگ البتہ نفع میں ہیں)

ف۔ قسم اور جواب میں مناسبت خود صفت عصر سے ظاہر ہے۔

ف۔ اس کی مزید تشریح میں مجدد اعظم حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے مضمون تعلیم المسلمین کی عبارت ذیل نقل کرنا کافی خیال کیا جاتا ہے۔" نصوص کثیرہ میں صلاح کے ساتھ دوسروں کی اصلاح کی تاکید بھی

جا بجا ہے اور سورۃ والعصر تو بلا شرکت کسی اور مضمون کے خاص اسی موضوع کے لئے نازل ہوئی ہے چنانچہ اس میں جہاں "آمنوا" جس کا مفہوم تصحیح عقائد ہے اور "عملوا الصالحات" کو جس کا مفہوم اصلاح اعمال ہے شرط نجات فرمایا ہے جو حاصل ہے خسران سے استثناء کا وہاں ہی اس کے متصل "تواصوا بالحق" میں دوسروں کی تعلیم عقائد کو اور "تواصوا بالصبر" میں دوسروں کی تعلیم اعمال کو بواسطہ عطف کے شرط نجات فرمایا ہے۔

ف۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت و تاکید میں ان ہی آیات پر اکتفا کیا جاتا ہے کیونکہ مقصود اختصار ہے اس کی اہمیت کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ایک ارشاد ہی کافی ہے چہ جائیکہ بار بار مختلف عنوانات سے اللہ تعالیٰ نے اس کی تاکید فرمائی ہے۔

دوسری فصل

اس میں وہ حدیثیں ہیں جن میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق تاکیدات اور ترک پر وعید میں ہیں۔

ف۔ آیاتِ شریفہ کے بعد ان احادیث کی ضرورت نہ تھی مگر یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب میں کس قدر تاکید فرمائی ہے اور کس درجہ اس کی اہمیت دلائی ہے تبرکاً صرف چند احادیث معہ ترجمہ کے نقل کی جاتی ہیں۔

پہلی حدیث

گناہوں سے روکنا قدرت کے ہوتے ہوئے ہر مسلمان کے ذمہ ضروری ہے اور ایمان کی علامت ہے۔

عن ابی سعید الخدری رضؓ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

يقول من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذالك اضعف الايمان

(ت م رواه مسلم والترمذی وابن ماجه والنسائی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم میں سے جو شخص کسی ناجائز کام کو ہوتے ہوئے دیکھے اس کو ہاتھ سے بدل دے اور اگر یہ نہ کر سکے تو زبان سے یہ بھی نہ کر سکے تو دل سے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔

ف۔ استطاعت سے مراد استطاعت شرعیہ ہے ظاہر ہے کہ استطاعت باللسان ہر وقت حاصل ہے، استطاعت نہ ہونے کی تقدیر کب متحقق ہوگی اس سے ثابت ہوا کہ استطاعت سے مراد یہ ہے کہ اس میں ایسا خطرہ نہ ہو جس کی مقاومت بہ ظنِ غالب عادةً ناممکن ہو کذا فی الروضۃ الناظرہ للمسائل الحاضرہ للحکیم الامۃ التھانوی نور اللہ مرقدہ)

ف۔ اس حدیث کے موافق اپنی حالت پر نظر غائر ڈالنے کی ضرورت ہے کہ قدرت کے ہوتے ہوئے ہم سے کسی نوع کی کوتاہی تو نہیں ہو رہی ہے۔

دوسری حدیث

ایک بدکار کو گناہوں سے باوجود قدرت کے نہ روکنے پر بھی ساری قوم پر وبال آجاتا ہے۔

عن جزیر بن عبد اللہؓ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول ما من رجل یکون فی قوم یعمل فیھم بالمعاصی یقدرون علے ان یغیروا علیه ولا یغیرون الا اصابھم اللہ بعقاب قبل ان یموتوا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نہیں ہے کوئی ایک آدمی کہ کسی قوم میں ہو ان میں گناہ کرتا ہو اور وہ لوگ روکنے کی قدرت رکھتے ہوں اور نہ روکیں مگر اللہ تعالیٰ ان پر ان کے مرنے سے پہلے عذاب پہونچا دیں گے (ابوداؤد، د

ابن ماجہ وابن حبان والاصبہانی وغیرہم)

ف۔ اس حدیث کے مضمون کو بار بار توجہ سے پڑھئے اور اسکو ذہن نشین کرنے کے بعد سوچئے کہ اپنی اور اپنے توابعین یعنی بیوی بچے شاگرد و مرید کے منکرات پر ہمارا کیا معاملہ ہے

تیسری حدیث

باوجود قدرت کے تبلیغ چھوڑ دینے سے کلمۂ طیبہ عذاب دفع نہیں کرتا۔

روی عن انس قال ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لاتزال لاالٰہ الا اللہ تنفع من قالہا وترد عنہم العذاب والنقمۃ مالم یستخفوا بحقہا قالوا یارسول اللہ ما الاستخفاف بحقہا قال یظہر العمل بالمعاصی فلاینکر ولا یغیر (رواہ الاصبہانی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لآالٰہ الا اللہ) ہمیشہ اپنے کہنے والوں کو فائدہ دیتا اور ان سے عذاب ووبال کو دفع کرتا رہے گا جب تک وہ اسکے حق کا استخفاف (بے پرواہی) نہ کریں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اسکے حق کا استخفاف کیا ہے فرمایا کہ کھلم کھلا اللہ کی نافرمانیوں کا عمل ہو اور نہ انکار کیا جائے نہ روکا جائے۔

ف۔ دوسری حدیث کے فائدے کو پھر پڑھ لیجئے۔

چوتھی حدیث

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑنے سے عذاب شدید اور دعا قبول نہ ہونے کا اندیشہ۔

عن حذیفۃؓ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لتامرون بالمعروف ولتنہون عن المنکر اولیوشکن اللہ یبعث علیکم عقابا منہ ثم تدعونہ فلا یستجیب لکم (ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یا تو تم ضرور امر بالمعروف نہی عن المنکر کیا کرو یا قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیجدیں پھر ان سے دعا کروگے تو وہ قبول نہ فرمائیں گے۔

ف۔ پہلی حدیث کے درجات امر و نہی کو پھر دیکھ لیجئے اور اسکے ساتھ ساتھ قدرت واستطاعت کے مفہوم کو ذہن میں رکھئے پھر اپنی حالت پر منطبق کیجئے کہ ہم اس کوتاہی میں بتلا ہیں یا نہیں اگر نہیں تو شکر خداوندی بجالائیے اور اگر کوتاہی میں بتلا ہیں تو اس کو دور کیجئے جس کا حاصل یہ ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں مشغول ہوں حدود معلوم کریں۔

ف۔ دعا کا قبول نہ ہونا کتنی بڑی سزا ہے جس سے خیر کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

پانچویں حدیث

قدرت کے ہوتے ہوئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر چھوڑ دینے سے عام وبال آجاتا ہے اور پھر دعا و استغفار قبول نہیں ہوتا۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یایھا الناس مروا بالمعروف وانھوا عن المنکر قبل ان تدعوا اللہ فلا یستجیب لکم وقبل ان تستغفروہ فلا یغفر لکم ان الامر بالمعروف والنھی عن المنکر لا یدفع رزقا ولا یقرب اجلا وان الاحبار من الیھود والرھبان من النصاری لما ترکوا الامر بالمعروف والنھی عن المنکر لعنھم اللہ علی لسان انبیائھم ثم عموا بالبلاء (رواہ الاصبھانی) وفی روایۃ لعائشۃ رض وتستنصرونی فلا انصرکم (رواہ ابن ماجۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لوگو اس سے پہلے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور وہ تمہاری دعا قبول نہ فرمائیں اور اس سے

پہلے کہ تم مغفرت چاہو اور وہ نہ بخشیں یقیناً امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ رزق کو دفع کرتا ہے نہ موت کو قریب کرتا ہے اور یہود علماء اور نصرانی راہبوں نے جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دیا تو خدائے تعالیٰ نے اُن کو ان کے انبیا کی زبان پر لعنت فرمائی ہے، پھر وہ عام وبال میں مبتلا کر دیئے گئے اور اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں یہ بھی ہے امر بالمعروف ونہی عن المنکر اس سے پہلے کر لو کہ تم اللہ تعالیٰ سے مدد چاہو اور وہ مدد نہ فرمائیں۔

ف۔ چوتھی حدیث کے فائدوں کو ملاحظہ کر لیجئے اور اس حدیث شریف کو بار بار ملاحظہ کیجئے۔

چھٹی حدیث

پڑوسیوں کے حقوق کہ دین سیکھو سکھاؤ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرو اور مانو ورنہ جلد سزا ہو گی۔

عن علقمة بن سعید بن عبد الرحمن ابن ابزی عن ابیه عن جده قال خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم فاثنى على طوائف من المسلمين خيرا ثم قال ما بال اقوام لا يفقهون جيرانهم ولا يعلمونهم ولا يعظونهم ولا يامرونهم ولا ينهونهم وما بال اقوام لا يتعلمون من جيرانهم ولا يتفقهون ولا يتعظون والله ليعلمن قوم جيرانهم ويفقهونهم ويعظونهم ويامرونهم وينهونهم وليتعلمن قوم من جيرانهم ويتفقهون ويتعظون او لاعاجلنهم العقوبة ثم نزل (الحديث الطويل رواه الطبراني في الكبير)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن وعظ فرمایا اور مسلمانوں کی کئی جماعتوں کی تعریف فرمائی اور پھر فرمایا کیا حال ہے ان قوموں کا جو اپنے پڑوسیوں کو نہ دین کی باتیں سمجھاتے ہیں نہ دین سکھاتے ہیں نہ نصیحت کرتے ہیں نہ نیک کام کو کہتے ہیں نہ بُرائی سے روکتے ہیں اور کیا حال ہے ان قوموں کا جو اپنے پڑوسیوں سے نہ

دین سیکھتے ہیں نہ دین کی باتیں سمجھتے ہیں نہ نصیحت مانتے ہیں خدا کی قسم یا تو ضرور دین سکھایا کریں سب لوگ اپنے پڑوسیوں کو اور دین کی باتیں سمجھایا کریں اور نصیحت کیا کریں اور نیک کام کو کہا کریں برائی سے روکا کریں اور ضرور دین سیکھا کریں ہر قوم اپنے پڑوسیوں سے اور دین کی باتیں سمجھا کرے اور نصیحت مانا کرے یا میں ان سب پر جلد ہی سزا وار دکروں گا پھر حضور منبر سے اُتر آئے۔

ف۔ اس حدیث شریف میں پڑوسیوں کے درجہ ومنصب کو بتلایا گیا ہے کہ اہل حضرات حدود کے موافق اہل محلہ کو دین کی طرف متوجہ کرتے رہا کریں اور ناخواندہ ضروری علم نہ رکھنے والے صاحبان اہل حضرات سے دینی معلومات حاصل کرنے میں شرم نہ کیا کریں ورنہ بہت نقصان کا اندیشہ ہے۔

ف۔ معلوم ہوا جس طرح دنیوی حاجات میں اعانت ایک دوسرے کی طلب کرتے ہیں اسی طرح دین میں بھی اعانت لیں۔ یہ اعانت واستعانت دنیوی حاجات میں اعانت واستعانت سے بدرجہا ضروری ہے۔

ف۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح اہل محلہ جب کسی جسمانی مضرت میں بتلا ہوتے ہیں تو اس میں ان کی اعانت کی جاتی ہے اسی طرح جب وہ کسی دینی مضرت میں بتلا ہوں تو حسب وسع و طاقت ان کی اعانت کی جاوے۔

ساتویں حدیث

قدرت ہوتے ہوئے گناہوں سے نہ روکنے پر عذاب عام ہوتا ہے۔

عن عدی بن عدی الکندی قال حدثنا مولی لنا انہ سمع جدی یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ تعالی لایعذب العامۃ بعمل الخاصۃ حتی یروا المنکر بین ظہرانیہم وہم قادرون علی ان ینکروہ فلا ینکروا فاذا فعلوا ذلک عذب اللہ العامۃ والخاصۃ (رواہ فی شرح السنۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، خاص خاص کے عمل بد سے سب لوگوں کو عذاب نہ دیا جائے گا یہاں تک کہ لوگ گناہوں کو اپنے درمیان ہوتا ہوا دیکھیں اور وہ روکنے پر قدرت رکھتے ہوں اور نہ روکیں تو جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ عام و خاص سب کو عذاب دیں گے۔

ف۔ پہلی حدیث اور دوسری حدیث کے فوائد کو دیکھ کر چوتھی و پانچویں حدیث کے فوائد کو بھی دیکھئے

تیسری فصل

احکامِ تبلیغ میں

آیاتِ کریمہ اور احادیث متبرکہ سے تبلیغ کی اہمیت و تاکید جس قدر ظاہر ہوتی ہے اس کو آپ حضرات معلوم کر چکے ہیں۔ حضرات ائمہ مجتہدین و علمائے ربانی نے اس باب میں آیات و احادیث اور دلائل شرعیہ سے جو مسائل و احکام درج فرمائے ہیں ان کو نقل کیا جاتا ہے اس سے قبل ایک اہم بات ذہن نشین کر لینے کی ضرورت ہے وہ یہ کہ ہر وہ کام جس کے لئے کوئی طریقہ اللہ تبارک و تعالیٰ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے اس کی پوری پابندی بہت ہی ضروری ہے ورنہ نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق ہوتا ہے مثلاً روزہ، عید، بقرعید کے روز کوئی رکھنے لگے تو بجائے ثواب کے مستحق عذاب ہوگا کہ ان ایام میں روزہ حرام ہے اسی طرح نماز سورج کے طلوع کے وقت یا زوال کے وقت باعثِ عذاب ہے اور جس طرح پند و نصیحت زبان سے خطبہ کے وقت (جو تبلیغ امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں داخل ہے) ممنوع اور باعثِ گناہ ہے اسی

طرح خطبہ کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی آنے پر زبان سے درود شریف پڑھنا اور کسی خاص دعا پر آمین کہنا یا درمیان خطبہ میں دعا مانگنا یہ سب باتیں منع اور گناہ ہیں حالانکہ خطبہ کے علاوہ باعث اجر و ثواب ہیں[1]۔

ف ۔ احکام ذیل میں صرف ترجمہ پر اکتفاء کو مناسب خیال کیا گیا ہے کہ زیادہ طویل نہ ہو البتہ ہر مسئلہ پر حوالہ دیدیا جائے گا تاکہ جن حضرات کو شبہ ہو وہ رجوع کر کے اطمینان حاصل کریں۔ اشعۃ اللمعات و مرقات شرح مشکوٰۃ شریف، فتاویٰ عالمگیری فتاویٰ قاضی خاں و بحر الرائق و تفسیر مدارک و تفسیر بیان القرآن وغیرہ کتب معتبرہ اس وقت میرے پیش نظر ہیں عموماً ایک ہی حوالہ پر اکتفا کیا جائے گا۔ اگرچہ متعدد کتب میں مذکور رہو۔

مسئلہ ۱ بُری بات سے روکنا اور اچھی بات کی تلقین کرنا فرض کفایہ ہے اگر کسی بستی میں کوئی بھی یہ کام نہیں کرتا ہے تو سب لوگ فرض کے ترک کے وبال میں گرفتار ہوں گے اگر کچھ لوگ کام کر رہے ہیں اور وہاں کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے تو سب کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جاوے گا اور نصیحت والوں کے لئے اجر عظیم ہے۔

(مرقات و تفسیر مدارک)

مسئلہ ۲ اگر ایسی صورت ہے کہ سوائے کسی خاص شخص کے بُری بات سے کوئی اور نہیں روک سکتا ہے یا اچھی بات کی تلقین نہیں کر سکتا ہے تو پھر اس خاص شخص پر اصلاح فرض عین ہو جاتی ہے جیسے وہ شخص کہ کسی بُرائی کو وہی جانتا ہے، اور وہی قدرتِ اصلاح رکھتا ہے۔ کسی کی زوجہ کسی کوتاہی میں مبتلا ہو اس کا

---

[1] یہ مسائل شامی و فتاویٰ عالمگیری میں موجود ہیں ۱۲

بچہ یا جو اس کے تابع ہوں مثل مرید و شاگرد کے۔ (مرقاۃ)

مسئلہ ۳ | واجبات میں تبلیغ واجب اور مستحبات میں مستحب ہے۔ (اشعتہ اللمعات)

مسئلہ ۴ | نصیحت کے فرض ہونے کی دو شرطیں ہیں اول یہ کہ قبولیت کا یقین ہو۔ دوسرے یہ کہ ضرر سے امن ہو۔ جب یہ دونوں باتیں ہوں گی تو نصیحت فرض ہوگی ورنہ نہیں (مرقات۔ اتحاف۔ فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ ۵ | دونوں باتیں جہاں نہ ہوں وہاں نصیحت فرض نہیں بلکہ بعض حالات میں حرام ہے (اتحاف)

مسئلہ ۶ | جہاں ایسا منکر ہو جہاں ضرر سے امن بھی نہیں اور قبولیت کا یقین بھی نہیں ایسے مجمع میں جانا منع ہے تاکہ اس منکر سے الگ رہے اور بلا ضرورت شدید اختلاط سے بچتا رہے اور ایسے شہر سے ہجرت ضروری نہیں البتہ اگر بستی کے قیام میں منکرات سے بچاؤ کی صورت نہ ہو تو بشرطِ قدرت ہجرت وہاں سے واجب ہے (اتحاف)

مسئلہ ۷ | اگر ظن غالب ہے کہ نصیحت کرنے سے گالیاں دیں گے یا تہمت لگائیں گے تو نصیحت نہ کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۸ | اگر ظن غالب ہے کہ نصیحت کرنے سے مارنے پیٹنے لگے اور اس پر ناصح صبر نہ کر سکے گا بلکہ آپس میں مار پیٹ و جھگڑے کی نوبت آوے گی تو بھی نصیحت کا ترک مستحب ہے (عالمگیری)

مسئلہ ۹ | اگر ظن غالب ہے کہ نصیحت سے مارنے بیٹیں گے اور ناصح صبر کی طاقت رکھتا ہے اور یہ کہ کسی سے شکوہ و شکایت نہ کرے گا تو نصیحت مستحب ہے اور ایسا شخص مجاہد ہے (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ | اگر ظن غالب ہے کہ لوگ اس کی بات قبول نہ کریں گے لیکن

نہ ماریں پیٹینگے اور نہ گالی دیں گے تو ایسی صورت میں نصیحت مستحب ہے (عالمگیری)

بعض علماء فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں بھی واجب ہے (اتحاف)

صاحب اتحاف نے وجوب کے قول کو اظہر کہا ہے۔ یہ ناکارہ عرض کرتا ہے کہ احتیاط صاحب اتحاف کی ترجیح میں ہے لہٰذا اپنا عمل حضراتِ ناصحین اس پر رکھیں کہ ایسے مواقع میں نصیحت کر دیا کریں اور اگر کوئی ایسے مواقع میں سکوت کرے تو اس سے بدگمان نہ ہوں اور نہ اس پر اعتراض کریں ممکن ہے کہ وہ عدم وجوب کے قول پر عامل ہوں۔

مسئلہ ۱۱ اگر کوئی ایسی جگہ ہے کہ نصیحت کرنے میں اور حق بات کہنے میں اندیشہ قتل ہے اور اس نے نصیحت کی اور قتل کر دیا گیا تو وہ شہید ہوگا (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲ جس پر نصیحت فرض تھی اس نے مبتلائے منکر کو نصیحت کر دی مگر اس نے قبول نہ کیا تو اب اس کے بعد اس پر نصیحت کرنا فرض نہیں

(مرقات واشعۃ اللمعات)

مسئلہ ۱۳ کوئی شخص مثلاً زید کسی معصیت میں خود مبتلا ہے اور اسی معصیت میں کوئی اور شخص بھی مبتلا ہے بشرطِ قدرت زید کے ذمہ نصیحت کرنا فرض ہے (فتاویٰ عالمگیری) زید کے ذمہ دو کام ضروری تھے ایک نصیحت دوسرے عمل ایک میں کوتاہی سے دوسرا ساقط نہ ہوگا البتہ بدعملی کی سزا بھگتنا ہوگی۔

دیکھئے حدیث ۲۰ باب سوم و آیت ۴ باب اوّل۔

مسئلہ ۱۴ سوال: کسی شخص مثلاً زید نے دیکھا کہ کوئی شخص مثلاً بکر کوئی برا کام کر رہا ہے تو کیا اس کے لئے یہ مناسب ہے کہ اس کے والد (یا نگراں وسرپرست وحاکم) کو اس کی اطلاع کرے اس کے جواب میں حضراتِ علمائے فرمایا ہے کہ اگر یہ گمان غالب ہے کہ اس کے والد (نگراں وسرپرست وحاکم) اس منکر سے روکنے کی قدرت

رکھتا ہے تو اطلاع کرنا مناسب ہے ورنہ نہیں ۔ اور یہی حکم زوجین و حاکم و رعایا کے بارہ میں ہے (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵ حضرت حنفیہ ابو القاسم سے سوال کیا گیا مثلاً زید نے دیکھا کہ ایک شخص چوری کر رہا ہے تو آیا چوری کی اطلاع کرنا مالک مال سے ضروری ہے اس کا جواب یہ دیا کہ اگر یہ اندیشہ ہے کہ چور مجھ پر ظلم کرے گا تو اطلاع ضروری نہیں ورنہ اطلاع کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶ اگر والد کسی کام کا حکم دینا چاہے بیٹے کو اور اندیشہ ہے کہ وہ نہ مانے گا تو ترغیب کے عنوان سے کہے مثلاً یہ کہ بیٹا مناسب ہوگا کہ یہ کرو تاکہ نافرمانی سے اس کی آخرت کا نقصان نہ ہو۔ (عالمگیری)

ف ۔ اس سے اجنبی حضرات کی فہمائش میں بڑی احتیاط کی تاکید نکلتی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ مبتلائے منکر کو نصیحت ایسے طور پر ہو کہ اس کو مضرتِ دینی نہ پہونچے ۔ اس کی تشریح آداب تبلیغ میں آویگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

مسئلہ ۱۷ جو امور مفروضہ یا ممنوعہ مشہور و معروف ہیں ان میں نکیر کا حق سب کو ہے اور جو امور دقیق ہیں ان میں علماء کو نکیر کا حق ہے عوام کو حق نہیں جب تک پورے حدود معلوم نہ کرلیں اور علماء کو حق نکیر کلی طور پر ان امور میں ہے جو اتفاقی ہیں نہ کہ ان امور میں جو مجتہدین میں مختلف فیہ ہیں۔

مسئلہ ۱۸ عوام مسلمین کو علمائے کاملین پر نکیر میں سبقت نہ چاہیئے (مرقات) (فتاویٰ عالمگیری)، ف ۔ بلکہ کسی کے عمل میں کوئی خلجان ہو تو کسی محقق شخص سے رجوع کرنا چاہیئے بلکہ پہلے ان عام صاحب سے رجوع کریں بسا اوقات عامۂ مسلمین کو صحیح علم نہ ہونے سے اشکال پیدا ہوتا ہے جیسا کہ آج کل عام حالت یہی ہے۔

مسئلہ ۱۹ مبتلائے منکر سے مخالطت و مودة کا ترک چاہیئے الا بضرورت شدیدہ

(بیان القرآن پارہ ۴ رکوع ۲، اشعۃ اللمعات)

مسئلہ نمبر۲۰ جو شخص بوجہ عدم قدرت یا مفسدہ کے اندیشہ سے نصیحت نہ کرے اور ایسے منکر کو برا سمجھتا ہے تو وہ نجات پانے والے مومنین سے ہے (مرقات و مشکوٰۃ شریف) ف۔ بعض بظاہر قدرت بھی محسوس ہوتی ہے مگر پھر نکیر نہیں کی جاتی ہے مبتلائے منکر کی مصلحت دینی کی وجہ سے جس کی توضیح و شرح باب چہارم کی حدیث نمبر۲ و ۳ میں ملاحظہ ہو۔ اس لیے اعتراض میں جلدی نہ کرنا چاہیئے۔

دوسرا باب

تبلیغ کی فضیلت میں

اس باب میں تبرکاً و استدلالاً چند آیات اور احادیث نقل کی جاویں گی اور ان کی نقل سے پہلے چند امور بطور تمہید کے عرض کئے جاتے ہیں جن سے آیات و احادیث کے مطلب سمجھنے میں اعانت ہوگی۔

امر اوّل: بعض چیزیں ضروریات دنیویہ میں ایسی ہوتی ہیں کہ دیکھنے میں کم قیمت مقدار میں قلیل وزن میں ہلکی پھلکی آسانی سے ملنے والی مگر اپنی خاصیت و اثرات کے لحاظ سے بڑی منافع و مضرات کا باعث ہوتی ہیں مثلاً دیا سلائی ہے کہ کسی گھر میں نہ ہو تو اندھیرا رہے سردی میں جائے و آگ سے محرومی رہے کھانا نہ پک سکے وغیرہ ذالک ایک دیا سلائی بڑے سے بڑے شہر کو تباہ کرنے کے لئے کافی ہے یہ مضرات ہیں فائدہ دیکھئے کہ ایک دیا سلائی سے ایک شہر روشن ہو جاتا ہے، چراغ سے چراغ جلتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح دینی اعمال میں بھی بعضے اعمال بہت سہل بہت مختصر مگر انکی منفعت مضرت بہت زیادہ ہوتی ہے دیکھئے ترک تبلیغ واجب کے چھوڑنے سے

(جو بہت سہل کام ہے) قبولیت دعا سے محرومی ہو جاتی ہے (جو ہر قسم کی خیر و بھلائی کا باعث ہے) اور طرح طرح کے عذاب و مصائب میں گرفتار ہوتی ہے اور سنیئے ایک ایٹم بم کتنی مضرات کا باعث ہے اور ایک دفعہ کا کلمۂ طیبہ پڑھنا کفر جیسی مہلک مضر شئی کے مضرات سے بچا دیتا ہے خواہ ہزارہا سال کا کفر ہو اسی طرح ارتداد سے (دین اسلام سے پھر جانا) خواہ حضور کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہو خواہ ملائکہ کا خواہ جنت کا انکار ہو خواہ جہنم کا غرضکہ کسی ضروری قطعی عقیدہ کے انکار سے سارے اعمال صالحہ حبط و ضائع ہو جاتے ہیں اس بات کو خوب ذہن نشین کر لیجئے۔ جب یہ ظاہر ہو گیا کہ اعمال دنیویہ ہوں یا دینیہ انکے خواص بڑی منفعت یا مضرت کا باعث ہوتے ہیں تو اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اعمال کے متعلق زجر و اجر، سزا و عطا ثواب و عذاب انہی اعمال کا درجہ ظاہر کرنے کے لئے ہوتے ہیں کسی امر پر سزا کی وعید ہے تو اس سزا سے اس عمل کی قباحت و خرابی کے درجہ کا ظہور ہوتا ہے اسی طرح اس پر کسی انعام و عطا کے وعدہ سے اس کی خوبی و عمدگی کا پتہ چلتا ہے۔ یہیں سے اس بات کی (جو بہت سے ناواقف حضرات کہدیا کرتے ہیں کہ فلاں عمل پر اتنی بڑی سزا یا فلاں کام پر اتنا بڑا اجر ہماری سمجھ میں نہیں آتا) کچھ غلطی ظاہر ہو گئی کہ وہ اعمال کے اثرات و خاصیات سے واقف نہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ قیاس کرتے ہیں دنیوی جزا و سزا کو اخروی جزا و سزا پر جو قیاس صحیح نہیں کہ یہاں کے حکام و منعم کے جملہ اشیاء محدود اور دوسرے کی عطاء ہیں بخلاف اخروی نعم کے کہ وہ غیر محدود اور مشیت الٰہی پر موقوف ہیں اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی روکنے والا نہیں۔

امر دوم۔ ہر چیز کے اثرات و خواص ظاہر ہونے کے لئے کسی مانع کا نہونا بھی شرط ہے مثلاً دیا سلائی کی خاصیت جلانا و روشنی کرنا ہے یہ خاصیت اس شرط پر ظاہر ہوگی کہ بھیگی ہوئی نہ ہو ورنہ یہ اثر ظاہر نہو گا اسی اعمال دینیہ کے خواص و تاثیرات

کا حال ہے کہ ان پر جن انعامات یا عذاب کا تذکرہ ہے جبکہ کوئی مانع نہو اگر کسی اثر و خاصیت کا جس کے ظہور کا تذکرہ و وعدہ ہو اور اثر محسوس نہو تو وہاں کوئی مانع ضرور ہوتا ہے جس کا علم نہونے سے خلجان رونما ہوتا ہے اور بعض دفعہ اثر ہوتا ہے مگر محسوس نہیں ہوتا جیسا کہ آیت ششم کے تحت میں تفصیلی عرض کیا جاچکا ہے اس کو ملاحظہ کر لیا جائے۔ بہر حال جب کسی نص قرآن یا حدیث شریف میں ایسی بات کا تذکرہ ہو جس کا نفع یا ضرر محسوس نہ ہو اس کے ماننے میں تردد نہ ہونا چاہیے اور محض اپنی فہم و عقل پر مدار نہ رکھنا چاہیے اور اگر کسی بات میں خلجان ہو تو کسی محقق عالم سے رجوع کرنا چاہیے ؎

فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ — جز شکستہ می نگیرد فضلِ شاہ

اس باب میں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل
آیات کے بیان میں

پہلی آیت تبلیغ سے اچھی کوئی اور بات ہے ہی نہیں۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ (پ ۲۴ - حٰمٓ السجدہ ع ۵)

اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو (لوگوں کو) خدا کی طرف بلائے اور (خود بھی) نیک عمل کرے اور (اظہار اطاعت کے لئے) کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں (یعنی بندگی کو فخر سمجھے متکبرین کی طرح عار نہ کرے)

ف - جس کی تعریف اللہ تعالیٰ ان الفاظ میں فرمادیں اس کے عالی مرتبہ ہونے کا اندازہ کون کرسکتا ہے ہمارا کام یہ ہے کہ ایسا بننے کی کوشش کریں (اس کے لئے ملاحظہ ہو اشرف النظام، اشرف الخطاب)

دوسری آیت

امر بالمعروف ونہی عن المنکر و عمل صالح سبب رحمت ہے۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (پ۱۰ - سورۃ التوبۃ)

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے (دینی) رفیق ہیں نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانتے ہیں ان لوگوں پر ضرور اللہ تعالیٰ رحمت کرے گا (جس کی تفصیل "وعد اللہ" میں عنقریب آتی ہے) بلاشبہ اللہ تعالیٰ قادر (مطلق) ہے (جزائے تام دے سکتا ہے) حکمت والا ہے (جزائے مناسب دیتا ہے اب اس رحمت کا بیان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کے نیچے سے نہریں چلتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور نفیس مکانوں کا (وعدہ کر رکھا ہے) جو کہ ان ہمیشگی کے باغوں میں ہوں گے اور (ان سب نعمتوں کے ساتھ) اللہ تعالیٰ کی رضامندی (جو اہل جنت سے ہمیشہ ہمیشہ رہیگی ان) سب (نعمتوں) سے بڑی چیز ہے یہ (جزائے مذکور) بڑی کامیابی ہے۔ ف: اللہ تعالیٰ کی رحمت کی کسے حاجت و طلب نہیں ان آیات میں رحمت حاصل کرنے کا طریقہ بتلایا گیا ہے جس کا خلاصہ اوپر درج ہے جس کے لئے بس ہمت کی ضرورت ہے ہمت کیجئے اور رحمت لیجئے۔

دوسری فصل
احادیث کے بیان میں

پہلی حدیث جو شخص اچھا طریقہ ڈال جائے گا اس کو ہمیشہ ثواب ملتا رہے گا اور جو برا ڈالے گا اس کو ہمیشہ گناہ ہوگا۔

عن جریر فی حدیث طویل فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا من بعدہ من غیران ینقص من اجورھم شئ ومن سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ کان علیہا وزرھا و وزر من عمل بھا من بعدہ من غیران ینقص من اوزارھم شئ (مسلم)

حضور اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ بنا جائے گا اس کو اس کا بھی ثواب ملے گا اور ان کا ثواب بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں سے کچھ کم کیا جائے اور جو شخص اسلام میں کوئی برا طریقہ بنا جائے گا اس پر اس کا بھی گناہ ہوگا اور ان کا گناہ بھی جو اس پر اس کے بعد عمل کریں گے بغیر اسکے کہ ان کے گناہوں میں سے کچھ کم کیا جائے۔

ف۔ معلوم ہوا کہ اگر ایک شخص کسی کی سعی و کوشش سے نمازی بن گیا تو جتنا اجر و ثواب نمازی کو ملے گا اتنا ہر روز اس کوشش کرنے والے کو ملتا رہے گا اسی طرح اور نیک اعمال کو قیاس کر لیجئے۔

ف۔ امر اوّل و دوم کو مکرر ملاحظہ کر لیجئے۔

دوسری حدیث دین کا کام کرنے والے کی برکت سے اعزہ کو بھی رزق ملتا ہے۔

عن انس قال کان اخوان علے عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احدھما یحترف و

الآخر یلزم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ویتعلم منہ فشکی المحترف اخاہ الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال لعلک بہ ترزق (ج ترمذی)

حضرت انس رضؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو بھائی تھے ایک تو کوئی پیشہ کرتا تھا اور دوسرا حضور کی خدمت میں رہتا اور دین سیکھتا تھا پیشہ والے نے حضور سے اپنے بھائی کی شکایت کی تو حضور نے ارشاد فرمایا شاید تم بھی اسی کی وجہ سے رزق دیئے جاتے ہو۔

ف۔ اس کی توضیح ایک مثال سے عرض کرتا ہوں ایک فوجی سپاہی جس کے بھائی کو اس کے طفیل میں ٹھیکہ مل گیا فوجی حلقہ کے کام کا جس سے ہزار روپیہ کی آمدنی ہونے لگی (یہ فوجی سپاہی کا بھائی فوجی سپاہی کے اہل وعیال کی دیکھ بھال بھی کرتا رہتا تھا اس کے بھائی نے فوجی افسر سے شکایت کی کہ یہ میرا بھائی گھر کی دیکھ بھال نہیں کرتا ہے متفرق بوجھ اٹھانے پڑتے ہیں تو اس کا افسر بھی کہے گا کہ میاں تم کو جو کچھ مل رہا ہے یہ سب اس سپاہی کے طفیل میں ہے اس لئے کہ تم اس کے عزیزوں میں سے ہو لہذا تم اس کے رہین منت ہو اسی طرح جن لوگوں کے اعزہ دین میں مشغول ہوں اور ان کو وسعت مالی ہو تو اپنے اعزہ کی خدمت اور انکے اہل وعیال کے ضروریات کا انتظام کرنا چاہیئے کہ اس نعمت کا شکر یہی ہے اور اس کو دینی عزیز کا طفیل سمجھیں آج کل ہم لوگ اس راز سے ناواقفیت کی وجہ سے ایسے لوگوں پر اعتراض کرتے ہیں یہ ہماری غلطی ہے۔

تیسری حدیث

جو شخص دین بتانے یا پوچھنے کے لئے جاتا ہے اس کو پورے حج کا ثواب ملتا ہے۔

عن ابی امامۃ رضؓ رفعہ قال من غدا الی المسجد لا یرید الا ان یتعلم خیرا او یعلمہ کان لہ اجر حاج تاما حجۃ (ج لکبیر)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص صرف نیکی سیکھنے یا سکھانے کے لئے مسجد جائے گا اس کو ایک ایسے حاجی کا ثواب ملے گا جس کا حج پورا ہوا (یعنی مقبول ہو ناقص نہ ہو)

ف۔ اس کے لئے امر اوّل و دوم ملاحظہ کریں اور اس بڑی فضیلت سے محرومی بڑی سعادت سے محرومی ہے یہ کتنا بڑا انعام ہے جو لوگ مالی وسعت نہیں رکھتے کہ حج وعمرہ کرسکیں وہ ان مراتب کو تبلیغ سے حاصل کرسکتے ہیں کتنا فضل ہے بجز اسکے کیا عرض کیا جائے ؎ بریں مژدہ گر جانفشانم رواست

چوتھی حدیث اللہ کی راہ میں جو غبار لگے گا آگ میں نہ جاوے گا۔

عن ابی عبسؓ رفعه ما اغبرت قدما عبد فی سبیل الله فتمسه النار (ج بخاری، ترمذی، نسائی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کے راستہ میں کسی بندے کے پیر غبار آلود ہوں اور ان کو آگ چھولے ایسا نہیں ہوگا۔

ف۔ اللہ کی راہ میں دینی تعلیم، تبلیغ، جہاد کسی حاجتمند کی امداد کرنے میں چلنا سب داخل ہے۔

پانچویں حدیث راہ خدا میں صرف کرنے کا ثواب سات سو گنا ہے۔

عن خزیم بن فاتکؓ رفعه من انفق نفقة فی سبیل الله کتب الله له بسبع مائة ضعف (ج الترمذی والنسائی)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو اللہ کے راستہ میں کچھ خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے واسطے سات سو گنا ثواب اس کے بدلے میں لکھتے ہیں۔

ف - چوتھی حدیث ملاحظہ کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے اپنی آمدنی سے کس قدر حصہ صرف کرتے ہیں اگر معمول نہیں ہے تو آئندہ معمول مقرر کیجئے اور اس کا طریق اشرف النظام کے جزو گھریلو اصلاح میں ملاحظہ کیجئے۔

چھٹی حدیث

سید الانبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا کی برکات کو حاصل کرنے کا طریق۔

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعا نضر اللہ امرأ سمع منا شیئا فبلغہ کما سمعہ فرب مبلغ اوعیٰ لہ من سامع رواہ الترمذی وابن ماجۃ (مشکوٰۃ)

سرسبز وشاداب رکھے اللہ تعالیٰ اُس شخص کو جس نے (بواسطہ یا بلا واسطہ) ہم سے کوئی بات سنی پھر اس کو پہنچادیا جس طرح کہ اس نے سنا تھا (اس پہنچانے پر اتنا بڑا انعام اس لئے رکھا گیا ہے کہ) بہت سے سُننے والے حضرات سے وہ حضرات زیادہ سمجھ دار ہوتے ہیں جن کی طرف بات پہونچائی گئی ہے (اور وہ اس سے احکام کے استنباط کی استعداد رکھتے ہیں)

ف - اس حدیث سے فہم حدیث والوں کی بھی فضیلت ظاہر ہوگئی ایسے حضرات کو فقہا کہتے ہیں۔

ف - اس حدیث شریف میں بہت بڑی نعمت (یعنی دعائے سرور عالم) کے حصول کا طریق بیان کیا گیا ہے وہ اتنا سہل ہے کہ ہر شخص کر سکتا ہے دین کی کوئی سی بات بھی پہونچائے وہ حسب سعی اس دعا کے برکات سے نفع حاصل کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

ساتویں حدیث

عالم کا درجہ و مرتبہ اور قیامت میں حضور سرور عالم کی سفارش وگواہی کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔

عن ابی الدرداء رضی قال سئل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما حد

العلم الذی اذا بلغه الرجل کان فقیھا فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من حفظ علے امتی اربعین حدیثا فی امر دینھا بعثہ اللہ فقیھا وکنت لہ یوم القیمۃ شافعا وشھیدا (بیہقی)

حضرت ابوالدرداؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ اس علم کی کیا حد ہے جس سے اس کو درجہ علما مل جاوے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری امت کے لئے ان کے دینی امور میں چالیس حدیثیں محفوظ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت میں عالم (بناکر) اٹھائے گا (اور مزید یہ کہ) میں اس کے لئے سفارش کرنے والا اور گواہ بنوں گا۔

ف۔ حفاظت کرنے میں خود یاد کرنا، ان کی اشاعت کرنا، دوسروں کو سنانا سب آگیا ہے اسی حدیث کی بنا پر علمائے کرام نے چہل حدیثیں مرتب کی ہیں اس ناکارہ نے بھی اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے اشرف الکلام کے نام سے حال میں ایک چہل حدیث مرتب کی ہے جس کا ذکر باب چہارم میں ملے گا انشاء اللہ تعالیٰ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس کی طباعت کا انتظام فرمادیں۔ بہت اہم اور ضروری مضامین اس میں جمع کئے گئے ہیں۔

تیسری فصل

محققین علماء و مشائخ کے ارشادات میں

چونکہ اس وقت اختصار مطلوب ہے صرف بتلانے کے لئے کہ محققین علماء و مشائخ کو اس کا کتنا اہتمام رہا ہے اس لئے صرف دو ارشادات پر اکتفا کی جاتی ہے ایک ارشاد حضرت شیخ احمد سرہندی مجدّد الف ثانی نوراللہ مرقدہ کا ہے اور دوسرا حکیم الامۃ مجدّد ملت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی نوراللہ

مرقدہٗ کا دیکھئے بھما قدوۃ -

پہلا ارشاد حضرت مجددّ الف ثانی رحؒ کا

ترویج علم دین کے سلسلے میں ایک کوڑی خرچ کرنے کا اجر لاکھوں روپیہ خرچ کرنے کے برابر ہے" سب سے بڑی نیکی شریعت اسلامیہ کی ترویج اور شریعت کے کسی حکم کا زندہ کرنا ہے، خصوصاً ایسے زمانہ میں جبکہ شعائر اسلام مٹتے چلے جا رہے ہوں دین کے ایک مسئلہ کو رواج دینا اور اس کی تبلیغ کرنا کروڑہا روپیہ راہ خدا میں خرچ کرنے سے افضل و اعلیٰ ہے اور مسائل شرعیہ کو رواج دینے کی نیت سے ایک کوڑی خرچ کرنا لاکھوں روپیہ خرچ کرنے کے برابر ہے جو اسکے علاوہ کسی دوسری نیت سے خرچ کئے جاویں"۔

(مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ دفتر اوّل حصہ دوم صفہ ۲۱)

دوسرا ارشاد

حضرت حکیم الامت مجدّد ملت مولانا تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کا

تبلیغ و وعظ حضرات انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے، درس و تدریس، تصنیف و تالیف اسی کا مقدمہ ہے -

اصل طریقہ تعلیم دین کا جس کے واسطے حضراتِ انبیأ علیہم السلام مبعوث ہوئے یہی وعظ و ارشاد ہے کہ جس کے ذریعہ سے تبلیغ دین فرماتے تھے باقی درس و تالیف وغیرہ تو اسکے تابع ہے کیونکہ سلف میں بوجہ اہتمام حفظ و تدین صرف زبانی روایت و خطبات عامہ پر قناعت اور وثوق کیا جاتا تھا بعد میں حفظ علوم کے لئے درس و تالیف کی ضرورت ہوئی پھر اس حفظ سے ظاہر ہے کہ مقصود دینی تبلیغ و خطاب زبانی ہے جس کی قسم عام کو وعظ کہا جاتا ہے پس مقصود بالذات اس تمامتر اشتغال بالدرس والتالیف سے وعظ ہی ٹھہرا الخ بس مقصود بالذات کی اماتت کتنی بڑی خطا ہے (حقوق العلم صفہ ۵۸)

ف ۔ جس کام کے لئے انبیأ علیہم السلام مبعوث ہوئے ہوں اس کی اہمیت اور فضیلت ظاہر ہے۔

تیسرا باب

تبلیغ کے آداب کے بیان میں

جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شئے میں کچھ نہ کچھ خواص و فوائد رکھے ہیں (جسکی تشریح دوسرے باب کے امر اول میں آچکی ہے) اور وہ اسی وقت ظاہر ہوتے ہیں جبکہ اس شئی کو اسکے آداب و قواعد کے ساتھ صحیح طور سے استعمال کیا جاوے ورنہ کبھی بالکل فوائد و خواص ظاہر نہیں ہوتے ہیں اور کبھی انکے پورے فوائد و آثار۔ اس لئے ہر شئی کے متعلق جو صحیح طریق اسکے فوائد حاصل کرنے کا ہو اس کا علم حاصل کرنا پھر اسکے موافق معاملہ کرنا بہت اہم ہے ورنہ خسران دینی و دنیوی کا سخت اندیشہ رہتا ہے۔ یہی معاملہ معاملات دینیہ میں بھی ضروری ہے اس باب میں تین فصلیں ہیں۔

پہلی فصل

آیات کے بیان میں

اس میں چند آیات بیان کی جاتی ہیں ان سے اندازہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی شفقت بندوں پر کتنی ہے کہ تبلیغ کی تاکید و اہمیت ہی پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ اس کے طریق کو بھی خوب تفصیل کے ساتھ بتلایا ہے۔ اُن کی اہمیت کے ظاہر کرنے کو چند آیات تبرکاً نقل کی جاتی ہیں۔

پہلی آیت | آداب تبلیغ، احکام رخصت و عزیمت در انتقام۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ط

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ ۖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ۝

آپ اپنے رب کی راہ (یعنی دین) کی طرف (لوگوں کو) علم کی باتوں (کے ذریعہ سے جن سے مقصود اثباتِ مدعا ہوتا ہے) اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے (جن سے مقصود ترغیب و ترہیب و ترقیق قلب ہوتا ہے) بلایئے اور (اگر بحث آن پڑے تو) ان کے ساتھ اچھے طریقے سے (کہ جس میں شدت و خشونت نہ ہو) بحث کیجئے (بس اتنا کام آپ کا ہے پھر آپ اس تحقیق میں نہ پڑیے کہ کس نے مانا کس نے نہیں مانا کیونکہ یہ کام خدا کا ہے پس) آپ کا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو بھی جو اس کے رستہ سے گم ہوا اور وہی راہ پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے اور (اگر کبھی کفار جدال علمی کی حد سے گذر کر جدال عملی تک پہونچ جاویں اور ید یا لسان سے ایذا پہونچا ویں اس میں آپ کو مع آپ کے تابعین کے بدلہ لینا بھی جائز ہے کہ رخصت ہے اور صبر کرنا بھی جائز ہے کہ عزیمت ہے پس) اگر (شق اول اختیار کرو یعنی) بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے۔ (کہ اس سے زیادہ مت کرو) اور اگر (شق ثانی اختیار کرو یعنی ان کی ایذاؤں پر) صبر کرو تو وہ (صبر کرنا) صبر کرنے والوں کے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے (کہ مخالف پر بھی اچھا اثر پڑتا ہے اور دیکھنے والوں پر بھی اور آخرت میں موجب اجر عظیم ہے) اور (ہر چند کہ صبر کرنا عموماً سب کے لئے عزیمت ہے لیکن خصوصاً آپ کے لئے بوجہ اعظمیت شان کے اوروں سے زیادہ عزیمت ہے اس لئے آپ کو خصوصیت کے ساتھ حکم ہے کہ) آپ صبر کیجئے اور (چونکہ) آپ کا صبر کرنا خاص خدا ہی کی توفیق (خاص) سے ہے

لہ سورہ نحل پ ۱۴ ۔

(اس لئے آپ تسلی کرلیں کہ صبر میں آپ کو دشواری نہ ہوگی) اور ان (لوگوں کی مخالفت) پر غم نہ کیجئے اور جو کچھ یہ (مخالفت میں) تدبیریں کیا کریں ان سے تنگدل نہ ہوجیئے (اس سے آپ کو کوئی ضرر نہیں ہوگا کیونکہ آپ تقویٰ اور احسان کے ساتھ موصوف ہیں اور) اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے (یعنی اِن کا ممد و معاون ہوتا ہے) جو پرہیزگار ہوتے ہیں اور جو نیک کردار ہوتے ہیں۔

ف اس آیت کی تفسیر میں بہت اہم علمی مضامین پر حضرت مجدد اعظم نے تنبیہ فرمائی ہے اس لیے اس کو بعینہ نقل کیا جاتا ہے۔

ف حکمت اور موعظتہ حسنہ اور جدال کی تفسیر سے خود ان میں تغایر معلوم ہوگیا اور یہ تفسیر اسلم واقرب الی العربیہ ہے بہ نسبت اس کے کہ ان الفاظ کو برہان وخطابہ وجدل اصطلاحی پر محمول کیا جاوے جیسا کبیر میں ہے اس میں علاوہ تکلف کے ایک کمی یہ ہے کہ حکمت اور موعظت اور جدال کے مخاطب الگ الگ قسم کے لوگ ہوں گے حالانکہ ذوق سیاق سے یہ بعید معلوم ہوتا ہے اور جاننا چاہیے کہ اصل حکمت میں دلائل قطعیہ ہیں جن کو برہان کہتے ہیں اور ظاہراً قرآن میں بکثرت دلائل خطابیہ عادیہ وظنیہ کا استعمال کیا گیا ہے سو اصل یہ ہے کہ ایسے کسی مدعا پر ظنّی استدلال نہیں کیا گیا جس پر دلیل برہانی قائم نہ ہو بلکہ وہ سب دعوے برہانی ہیں لیکن برعایت فہم مخاطبین اور ان کی تسہیل کے لئے عنوانات مالوفہ اختیار کئے گئے ہیں پس اس سے کوئی شبہ نہ کرے کہ قرآن نے استقراء وغیرہ کو حجت سمجھا ہے اور اس بناء پر اہل قرآن خصم کے ایسے استدلالات پر بے تکلف کلام کرنے کا حق رکھتے ہیں جب تک کہ وہ کوئی برہانی دلیل پیش نہ کریں۔ خوب سمجھ لو اور الا باللہ کے ترجمہ میں توفیق کو

خاص کے ساتھ اس لئے مقید کیا گیا کہ بدون توفیق الٰہی کے تو کوئی شخص بھی صبر بلکہ کوئی عمل نیک نہیں کرسکتا پھر آپ کی اس میں کیا تخصیص ہے اس قید سے وجہِ تخصیص معلوم ہو گئی یعنی توفیق کے مراتب مختلف ہیں نفس توفیق تو مشترک ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اور زائد عنایت ہوتی ہے اور وہ اُن کے اعمال میں مؤثر ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

دوسری آیت

تبلیغ میں یاد الٰہی سے غفلت نہ چاہئے۔ اور تبلیغ میں نرم باتیں کرنے سے اثر ہوتا ہے۔

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ۝ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ۝ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۝ (پ ۱۶ - طٰہٰ رکوع دوم)

ترجمہ مع تفسیر:- میں نے تم کو اپنے (نبی بنانے کی) لئے منتخب کیا (سو اب) تم اور تمہارے بھائی دونوں میری نشانیاں (یعنی معجزات کے اصل دو معجزے ہیں عصا و ید بیضاء اور ہر ایک میں وجوہ اعجاز متعدد ہیں) لے کر (جس موقعہ کے لئے حکم ہوتا ہے) جاؤ اور میری یادگاری میں (خواہ خلوت میں خواہ تبلیغ کے وقت) سستی مت کرنا (اب موقعہ جانے کا بتلایا جاتا ہے کہ) دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت نکل چلا ہے پھر (اسکے پاس جاکر) اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شائد وہ (رغبت سے) نصیحت قبول کرلے یا (عذاب الٰہی سے) ڈر جاوے (اور اس سے مان جاوے۔

تیسری آیت

کسی کے پیچھے مت پڑو۔

فَذَكِّرْ ۛ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝ (پ ۳۰ - سورۃ الغاشیۃ)

ترجمہ مع تفسیر۔ (اور جب یہ لوگ باوجود قیام دلائل کے غور نہیں کرتے) تو آپ (بھی ان کی فکر میں زیادہ نہ پڑیے) بلکہ صرف نصیحت کر دیا کیجئے۔ (کیونکہ) آپ تو بس صرف نصیحت کرنے والے ہیں (اور) آپ ان پر مسلط نہیں ہیں (جو زیادہ فکر میں پڑیں) (بیان القرآن)

چوتھی آیت تبلیغ میں نفع موہوم پر نفع مظنون و متیقن کو مقدم رکھنا چاہئے اور طالب نفع کی تقدیم اعراض ولاپرواہی کرنے والے پر اہم ہے۔

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓی ۙ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی ؕ﴿۲﴾ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓی ۙ﴿۳﴾ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰی ؕ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی ۙ﴿۵﴾ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰی ؕ﴿۶﴾ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰی ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰی ۙ﴿۸﴾ وَهُوَ يَخْشٰی ۙ﴿۹﴾ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰی ۚ﴿۱۰﴾ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ﴿۱۱﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ؕ﴿۱۲﴾ (پارہ ۳۰ - سورہ عبس)

ترجمہ۔ پیغمبر چیں بجبیں ہو گئے اور متوجہ نہ ہوئے اس بات سے کہ انکے پاس اندھا آیا اور آپ کو کیا خبر شائد وہ سنور جاتا یا نصیحت قبول کرتا سو اس کو نصیحت کرنا فائدہ پہونچاتا تو جو شخص بے پرواہی کرتا ہے آپ اس کی تو فکر میں پڑتے ہیں حالانکہ آپ پر کوئی الزام نہیں کہ وہ نہ سنورے اور جو شخص آپ کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے، اور وہ ڈرتا ہے آپ اس سے بے اعتنائی کرتے ہیں ہرگز ایسا نہ کیجئے قرآن نصیحت کی چیز ہے سو جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے۔

ف۔ چونکہ اس کی تفسیر بہت سے اہم مضامین پر مشتمل ہے اس لئے نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے چنانچہ حضرتؒ فرماتے ہیں۔ شانِ نزول یہ ہے۔

(شانِ نزول ان آیات کا یہ ہے کہ ایک بار رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم بعض رؤسائے مشرکین کو سمجھا رہے تھے کہ اتنے
میں عبداللہ ابن ام مکتوم نابینا صحابی حاضر ہوئے اور کچھ پوچھا یہ
قطع کلام آپ کو ناگوار ہوا اور آپنے ان کی طرف التفات نہیں
کیا اور بعض روایات میں بعضوں کے نام بھی آئے ہیں ابوجہل بن
ہشام و عتبہ بن ربیعہ وابی بن خلف وامیہ ابن خلف وشیبہ اور
ناگواری کی وجہ سے آپ چیں بجبیں ہوئے جب اس مجلس سے
اُٹھ کر آپؐ گھر جانے لگے آثار وحی کے نمودار ہوئے اور یہ آیتیں
عبس وتولی الخ نازل ہوئیں اسکے بعد جب وہ آپ کے پاس آتے
آپ بڑی خاطر کرتے ہذہ الروایات کلہا فی الدر المنثور غرض واقعہ
مذکورہ کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) چیں بجبیں
ہوگئے اور متوجہ نہ ہوئے اس بات سے کہ انکے پاس اندھا آیا
(یہاں تو غائب کے صیغہ سے فرمایا اور یہ غایت تکرم واستحیاء
متکلم کا اور غایت کرامت مخاطب کی ہے رو در رو اس امر کی نسبت
نہیں فرمائی) اور (آگے خطاب کا صیغہ بطور التفات کے اس لئے
اختیار کیا کہ شبہ اعراض کا نہ ہو اور مضمون بھی سابق سے اہون ہے
پس ارشاد ہوتا ہے کہ) آپ کو کیا خبر شاید وہ (نابینا آپ کی تعلیم
سے پورے طور پر) سنور جاتا (اقل درجہ کسی خاص امر میں نصیحت
قبول کرتا سو اسکو نصیحت کرتا (کچھ نہ کچھ) فائدہ پہونچاتا (مطلب
یہ کہ اسکی پوری اصلاح ہوئی بہر حال نفع ہی ہوتا اور ہر چند
کہ ذکری مقدم ہے تذکر پر مگر نفع ذکری موخر ہے تذکر یعنی قبول
موعظت سے اس لئے کلمہ فا داخل ہوا اور لعل مبالغہ کیلئے فرمایا

اس صحابی کی حالت سے اگر ظن تزکی یا تذکر بھی ہوتا تب بھی
اس سے بے توجہی نہ چاہئے تھی چہ جائیکہ نفع متیقن ہو اور اعمیٰ
سے تعبیر کرنا اشارہ ہے مقتضی توجہ عطوفت کی طرف) تو جو شخص
(دین سے) بے پروائی کرتا ہے آپ اس کی تو فکر میں پڑتے ہیں حالانکہ
آپ پر کوئی الزام نہیں کہ وہ نہ سنورے (وصف) استغنا سے آپ کو
اس سے تنفیر دلانا ہے) اور جو شخص آپ کے پاس (دین کے شوق میں)
دوڑتا ہوا آتا ہے اور وہ (خدا سے) ڈرتا ہے آپ اس سے بے اعتنائی
کرتے ہیں (ان آیات میں آپ کی اجتہادی لغزش پر آپ کو مطلع
کیا گیا ہے منشاء اس اجتہاد کا یہ تھا کہ یہ امر تو متیسن اور ثابت ہے،
کہ اہم مقدم ہوتا ہے آپ نے کفر کی اشدیت کو موجب اہمیت سمجھا
جیسے دو بیماروں میں ایک کو ہیضہ اور دوسرے کو زکام ہے تو
صاحب ہیضہ کا علاج مقدم ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا
حاصل یہ ہے اشتداد مرض اس وقت موجب اہمیت ہے جب مریض
علاج کا مخالف نہ ہو ورنہ طالب علاج ہونا موجب اقدمیت
ہوگا گو مرض خفیف ہو آگے ان مشرکین کی طرف اس قدر توجہ
ضروری نہ ہونے کو ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ آئندہ) ہرگز ایسا
نہ کیجئے (کیونکہ) قرآن (محض ایک) نصیحت کی چیز ہے (اور آپ کے
ذمہ صرف اُس کی تبلیغ ہے) سو جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے
اور جو قبول نہ کرے وہ جانے، آپ کا کوئی ضرر نہیں پھر آپ اس
قدر اہتمام کیوں فرماتے ہیں) ۔

(بیان القرآن)

پانچویں آیت

تبلیغ میں خلوص پر اجرِ عظیم اور خیر و برکت ملتی ہے۔

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ (پارہ ۵ - سورۃ النساء)

ترجمہ مع تفسیر۔ عام لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں خیر (یعنی ثواب اور برکت) نہیں ہوتی ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ (خیر) خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں (اور اس تعلیم و ترغیب کی تکمیل و انتظام کے لئے خفیہ تدبیریں اور مشورے کرتے ہیں یا خود ہی صدقہ وغیرہ کی دوسروں کو خفیہ ترغیب دیتے ہیں کیونکہ بعض اوقات خفیہ ہی کہنا مصلحت ہوتا ہے ان کے مشوروں میں البتہ خیر یعنی ثواب اور برکت ہے) اور جو شخص یہ کام کرے گا (یعنی ان اعمال کی ترغیب دے گا حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے واسطے (نہ کہ ریاست و شہرت کی غرض سے سو ہم اس کو عنقریب اجرِ عظیم عطا فرما دیں گے (یعنی آخرت میں لیکن ان خائنوں کے تو ایسے مشورے ہیں نہیں اس لئے ناپسندیدہ ہیں) (بیان القرآن)

ف۔ اس آیت میں اخلاص کی اہمیت ظاہر کی گئی ہے۔ (اخلاص کے معنی اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کیلئے کام کرنا ہے اگر اخلاص نہیں تو اعمال کی روح نہیں اعمال بے جان اور غیر مقبول ہو جاتے ہیں جیسا کہ احادیث میں اسکی بڑی تاکید آئی ہے) اخلاص کے متعلق ایک خاص تحقیق حدیث چہارم میں ملاحظہ کیجئے۔

چھٹی آیت

تبلیغ کے ساتھ ساتھ عبادت لازمی کا بھی اہتمام چاہئے۔

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

ترجمہ مع تفسیر۔ آپ جب (تبلیغ احکام سے کہ عبادت متعدیۃ النفع ہے) فارغ ہو جایا کریں تو (دوسری عبادات متعلق بذات خاص میں) محنت کیا کیجئے (مراد کثرت عبادت و ریاضت ہے کہ آپ کی شان کے بھی مناسب ہے) اور جو کچھ مانگنا ہو اس میں اپنے رب ہی کی طرف توجہ رکھئے۔

(بیان القرآن)

ف۔ جو لوگ دوسروں کی اصلاح کی فکر میں رہ کر اپنی اصلاح و تکمیل سے غفلت برتتے ہیں اس آیت سے اُن کی غلطی ظاہر ہو گئی تبلیغ کا نفع اتنا ہی زیادہ ہو گا جتنی اپنی اصلاح کی فکر زیادہ ہو گی بشرطیکہ مخاطبین میں عناد نہ ہو کما قال العارف الرومی ؎

در بہاراں کے شود سر سبز سنگ　　خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

دوسری فصل

احادیث کے بیان میں۔ تبرکاً چند احادیث نقل کی جاتی ہیں ملاحظہ ہو مضمون

باب اوّل

پہلی حدیث

تبلیغ کرنے کے واسطے پورا متقی بن جانے کا انتظار نہ کیا جاوے۔

عن انس رضؓ قلنا یارسول اللہ لا نامر بالمعروف حتی نعمل بہ ولا ننھی عن المنکر حتی نجتنبہ کلہ فقال بل مروا بالمعروف وان لم تعملوا بہ وانھوا عن المنکر وان لم تجتنبوہ کلہ (ج للاوسط والصغیر نضعف)

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نیک کاموں کو نہ کہا کریں جب تک خود سب نہ

کرلیں اور نہ بُرے کاموں سے روکا کریں جب تک خود ان سے نہ بچیں فرمایا (نہیں) بلکہ نیک کاموں کو کہا کرو اگرچہ خود نہ کر سکے ہو اور بُرے کاموں سے روکا کرو اگرچہ خود ان سب سے نہ رک سکے ہو۔

ف ۔ بعض لوگ کسی مبتلائے منکر کی کسی بات کی فہمائش پر اعتراض کر دیا کرتے ہیں کہ میاں پہلے اپنی اصلاح کرو پھر دوسروں کو کہو سنو اور یہ کہاں درست ہے کہ خود عمل نہ کرو اور دوسروں کو نصیحت کرو سو اس حدیث سے معترضین کی غلطی ظاہر ہو گئی کہ ایسا نہیں ہے کہ جو عمل نہ کرے اس کو حق نصیحت نہیں ہے بعض لوگ ایسے موقع پر آیت ذیل پڑھ دیتے ہیں۔ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ الخ اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بے عمل کے لئے دوسرے کو نصیحت کرنا درست نہیں ہے۔ (ملاحظہ ہو تفسیر و ترجمہ آیت بالا)

زجرِ عالم بے عمل یہ کیا غضب ہے کہ کہتے ہو اور لوگوں کو نیک کاموں کو (نیک کام سے مراد ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا) اور اپنی خبر نہیں لیتے حالانکہ تم تلاوت کرتے رہتے ہو کتاب کی (یعنی توریت کی اور اس میں جا بجا ایسے عالم بے عمل کی توہین مذکور ہیں جو تلاوت کے وقت تمہاری نظر سے گذرتی ہیں تو پھر کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے (کہ ہم ان مذمتوں کے مصداق بنتے جاتے ہیں۔)

ف ۔ اس سے یہ نہیں نکلا کہ بے عمل کو واعظ بننا جائز نہیں بلکہ یہ نکلتا ہے کہ بے عمل بننا جائز نہیں اور ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے (تفسیر بیان القرآن) البتہ بے عمل عالم و واعظ کے لئے سزائے دردناک ہے ملاحظہ ہو دوسری حدیث۔

دوسری حدیث

تبلیغ کرنے والوں کو خود بھی عمل کرنا چاہئے ورنہ شدید عذاب کا اندیشہ ہے۔

عن اسامۃ بن زید قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول یؤتی بالرجل یوم القیمۃ فیلقی فی النار فتندلق اقتاب بطنہ فید ور بہا کما ید ور الحمار بالرحی فیجتمع الیہ اھل النار فیقولون یا فلان ما لک الم تکن تأمر بالمعروف وتنہی عن المنکر فیقول بلے کنت اٰمر بالمعروف ولا اٰتیہ وانھی عن المنکر واٰتیہ (ت۔ بخاری ومسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آدمی کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور دوزخ میں ڈالدیا جائے گا اس کے پیٹ کی انتڑیاں نکل پڑیں گی اور وہ ان کو لئے ہوئے ایسا گھومے گا جیسا گدھا خراس میں گھومتا ہے اہل دوزخ اس کے پاس اکٹھا ہوں گے کہیں گے اے شخص تجھ کو کیا ہوا۔ کیا تو امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہیں کرتا تھا کہے گا ہاں ہاں میں نیک کاموں کو کہا تو کرتا تھا اور خود عمل نہیں کرتا تھا گناہوں اور برائیوں سے روکا تو کرتا تھا۔ اور خود مبتلا ہوتا تھا۔

ف۔ دین کا علم رکھنے والے اس حدیث کے مضمون کو بار بار پڑھیں اور اس حدیث کے مضمون کو بھی یاد رکھیں جو کتاب الرویا مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ایک ایسے شخص کو دکھلایا گیا جو لیٹا ہوا ہے اور اس کے سرہانے ایک شخص بڑا پتھر لئے کھڑا ہے جو زور سے اس لیٹنے والے شخص کے سر پر مارتا ہے جس سے اس کا سر چکنا چور ہو جاتا ہے اور پتھر دور چلا جاتا ہے پھر جب وہ مارنے والا پتھر اٹھا کر لاتا ہے تو اس درمیان میں اس کا سر پھر درست ہو جاتا ہے وہ پتھر مارنے والا پھر یہی معاملہ کرتا ہے جس سے اس

لیٹنے والے شخص کو بہت سخت تکلیف ہوتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت کرنے پر بتلایا گیا کہ یہ لیٹنے والا شخص بے عمل عالم ہے یہ اس کی بے عملی کی سزا ملتی رہے گی قیامت تک۔

تنبیہ | عالم سے مراد وہ شخص ہے جس کو دین کی بات کا علم ہے اور پھر عمل نہیں کرتا ہے نہ کہ اصطلاحی عالم یعنی عربی داں اور کسی مدرسہ کا فارغ التحصیل۔ علم پر عمل نہ کرنے کی کتنی بڑی سزا ہے کیا اس سزا کا تحمل کسی سے ہو سکتا ہے۔

ف۔ جو لوگ ضروریاتِ دینی کا علم نہیں رکھتے یہ بھی جرم شدید ہے۔ قانون کا نہ جاننا اور اس پر عمل نہ کرنا یہ بھی باعث سزا ہے۔ البتہ جاننے والے بے عمل کی سزا زیادہ ہے ؎

چو کسب علمِ کردی در عمل کوش ۔۔۔ کہ علمے بے عمل زہر یست بے نوش

ف۔ جب بے عملی کی مضرت ظاہر ہو گئی تو اپنی اصلاح کی تکمیل[1] کی فکر ہمیشہ رکھیں کما قال العارف الرومی ؎

اندریں رہ می تراش و می خراش ۔۔۔ تا دمِ آخر دمِ فارغ مباش

اس کا طریق اللہ تعالیٰ نے اپنی شفقت سے یہ بیان فرمایا ہے ارشاد ہوتا ہے اِتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ یعنی کاملین کے ساتھ ہو جاؤ اسی کو حضرت مولانا رومیؒ یوں فرماتے ہیں ؎

قال را بگذار مرد حال شو ۔۔۔ پیش مردے کاملے پامال شو

تیسری حدیث | دینی خدمات کرنے والوں کو اہل دنیا سے دنیوی منافع حاصل کرنے کے لئے تعلقات بڑھانا حد درجہ خطرناک ہے

---

[1] اس کا تفصیلی طریق اشرف النصائح یا اشرف الاصلاح میں ملاحظہ کریں۔

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اناسا من امتی سیتفقھون فی الدین ویقرء ون القران یقولون ناتی الامراء فنصیب من دنیاھم ونعتزلھم بدیننا ولایکون ذلک کما لایجتنی من القتاد الا الشوک کذٰلک لایجتنی من قربھم الاقال محمد بن الصباح کانہ یعنی الخطایا رواہ ابن ماجۃ۔

فرمایا رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے میری امت کے بہت سے لوگ علم دین حاصل کریں گے اور قرآن شریف پڑھیں گے (اس کے بعد) پھر اپنے دل میں کہیں گے کہ اب حکام) اہل دنیا کے پاس چلیں تاکہ ان کی دینوی حالت سے کچھ ہم بھی فائدہ اٹھاویں اور (اس صورت میں مضرات دینی کا جو اندیشہ ان کے اختلاط سے ہے اس کے دفعیہ کے لئے یہ خیال کریں گے کہ) انکی مضرت سے بچنے کے لئے ہمارے لئے اپنی معلومات دینیہ کافی ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان کا یہ خیال درست نہیں ہے بلکہ جس طرح کانٹے دار درخت سے اتصال اور قرب کانٹوں کی مضرت سے نہیں بچاتا ہے اسی طرح ان اہل دنیا سے اختلاط خطایا سے نہیں بچا سکتا۔

ف۔اگر امراء طالب ہو کر ان کے پاس حاضر ہوں یا کسی ضرورت سے خود ان کو مدعو کریں تو اس معاہدہ کے بعد کہ ہم آزادی سے جو چاہیں گے کہہ سکیں گے اور یہ کہ ہم کو نذرانہ وغیرہ نہ دیا جائے اگر ان سے مخالطت کریں تو یہ مخالطت دین ہے ورنہ اگر علماء اس طرح بھی ان سے نہ ملیں تو ان کو دین کیونکر پہونچے مگر اس طرح کا اختلاط یہ ضروری علی الکفایہ ہے اس کیلئے ایسا ہی شخص زیبا ہے جو قوی القلب، غنی النفس ہو ورنہ ضعیف کے لئے اسلم یہی ہے کہ امراء سے بالکل نہ ملے تبلیغ حق کے لئے دوسرے لوگ کافی ہیں یا علماء

کے رسائل وکتب بس ہیں مگر اس کے ساتھ ہی یہ ضرور ہے کہ امراسے اجتناب اختیار کرنے کے وقت ان کو حقیر اور اپنے کو مقدس نہ سمجھے بلکہ اُن کو مبتلائے بلیات دنیا وجہل سمجھ کر ان پر ترحم کرے ان کے لئے دعا کرے اور اپنے کو ضعف دین کا مریض سمجھ کر اجتناب کو ایسا سمجھے جیسا مریض ضعیف الطبع کو جس میں تاثر کا مادہ غالب ہو دوسرے مرض کے مریض سے بچاتے ہیں اور ساتھ ہی اسکے اس مبتلائے مرض پر غصہ بھی نہیں کرتے بلکہ اس پر بھی رحم کھاتے ہیں اور اپنے کو بھی بوجہ ضعف عن المرض اس سے بچاتے ہیں اسی طرح ان دنیا دار امراء پر بھی رحم کھانا چاہئے کہ ایسے اسباب جہل وعصیان میں مبتلا ہیں کہ اگر ہم اس میں مبتلا ہوتے تو ہم بھی ایسے ہی ہوتے پس اپنی عافیت پر خدائے تعالیٰ کا شکر کرے ناز نہ کرے اور ان کے لئے دعا کرے البتہ اگر کوئی شخص حق سے عناد اور اہل حق سے بغض اور تکبر کرے اس سے بغض کرنا واجب اور عبادت ہے اور بغض فی اللہ یہی ہے۔
(حقوق العلم باختصار)

چوتھی حدیث

وعظ یا حاکم کا کام ہے یا مامور کا یا متکبر وطالب دنیا کا۔

عن عوف بن مالک الحی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لایقص الا امیر او مامور او مختال (رواہ ابوداؤد)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں نصیحت کرتا ہے کوئی مگر یہ کہ حاکم ہو یا حاکم کی طرف سے مامور ہو یا بڑائی کا طالب ہو۔

ف۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں ممانعت ہے وعظ کی بغیر حاکم کی اجازت

کے کیونکہ حاکم مصالح رعیت کو زیادہ سمجھتا ہے اگر وہ خود یہ کام نہ کر سکے گا۔ تو کسی اہل کو مقرر کر دے گا جس میں حسب ذیل اوصاف کی رعایت رکھے گا۔ کہ علم تقویٰ دیانت و امانت، ترک طمع، حسن عقیدت سے آراستہ ہو اور جہل وفسق وخیانت و بدعت سے دور ہو اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اسی حدیث سے یہ بھی استنباط ہوتا ہے کہ اصلاح نفس کے لئے شیخ بننا یا وعظ کہنا بغیر اجازت مشائخ وکاملین کے درست نہیں ہے۔

ف ۔حضرت مجدد اعظم فرماتے ہیں حدیث بالا سے محققین و محقین واعظین پر شبہ نہ کیا جائے کہ یہ نہ امیر ہیں نہ مامور من الامیر پس یہ بھی مختال ہوں گے جواب یہ ہے کہ عام اہل ایمان کی رغبت والتجا بجائے امر من الامیر کے ہے کیونکہ امیر کی امارت بھی اسی اتفاق پر مبنی ہے (حقوق العلم صفحہ ۵۲)

پانچویں حدیث

علم دین کو مقابلہ اور بحث و مباحثہ اور لوگوں میں بڑائی کے خیال سے حاصل کرنے کی سزا جہنم ہے۔

عن کعب ابن مالکؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من طلب العلم لیجاری بہ العلماء او لیماری بہ السفہاء او یصرف بہ وجوہ الناس الیہ ادخلہ اللہ النار (رواہ الترمذی ورواہ ابن ماجۃ عن ابن عمر)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص علم دین حاصل کرتا ہے اس لئے کہ مقابلہ کرے علما کا یا مباحثہ کرے جہلاء سے یا یہ کہ لوگ میری تعظیم و تکریم کریں تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔

ف ۔ان تینوں باتوں پر علم دین کی تحصیل پر جس طرح یہ وعید ہے اسی طرح دین کی اشاعت کرنے والے بھی مستحق ہیں۔ خوب غور کر لیجئے اور اپنی حالت کی جانچ کرتے رہنا ضروری ہے کہ ہماری نیت اس گشت کرنے باہر نکلنے،

لوگوں کو وعظ سنانے سے کیا ہے صحیح نیت کے لئے بھی کاملین سے تعلق ضروری ہے ورنہ تصحیح تام اور کامل کا حصول دشوار ہوتا ہے۔

چھٹی حدیث

اہل بدعت کی تعظیم و تکریم کرنا اسلام کو ڈھا دینے میں امداد کرنا ہے۔

عن ابراھیم بن میسرۃ قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم من وقر صاحب بدعة فقد اعان علے ھدم الاسلام (بیہقی)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کے ڈھا دینے میں اعانت کی۔

ف - اہل بدعت کو وعظ کے لئے بلانا، ان کو دینی جلسوں کا صدر بنانا علمائے حقانی کے ساتھ ان کو مدعو کرنا، علمائے حقانی کے وعظ کے قبل یا بعد ان کا وعظ کہلانا، اہل بدعت کے جلسہ میں علمائے حقانی کی شرکت کرنا۔ ان کو امام مسجد تجویز کرنا۔ کسی مقتدائے دین کا ان کو مہمان بنانا یا ان کی مدح کرنا، تبلیغ کی خدمت ان کے سپرد کرنا کسی عہدۂ تبلیغ پر ان کو مامور کرنا یہ سب تعظیم میں داخل ہے۔ کما لا یخفٰی۔

ساتویں حدیث

دینی بات خوب سمجھا کر کہنا چاہیئے۔

عن انس کان النبی صلے الله علیه وسلم اذا تکلم بکلمة اعادھا ثلثا حتی تفھم عنه (بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے بات فرماتے تو اکثر اوقات تین دفعہ اس کلمہ کو دھراتے یہاں تک کہ لوگ خوب سمجھ لیتے۔

آٹھویں حدیث

وعظ و نصیحت کرنے میں اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ لوگ تنگ نہ ہو جاویں۔

عن شقیق قال کان عبد اللہ بن مسعود رضؓ یذکر الناس فی کل خمیس فقال لہ رجل یا ابا عبد الرحمن لوددت انکؓ ذکرتنا فی کل یوم قال اما انہ یمنعنی من ذٰلکؓ انی اکرہ ان ا   وانی اتخولکم بالموعظۃ کما کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یتخولنا بھا مخافۃ السامۃ علینا متفق علیہ

حضرت شقیق فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ ہر جمعرات کو وعظ فرماتے تھے ایک شخص نے عرض کیا کہ میری تمنا تھی کہ آپ ہر روز وعظ و نصیحت سُناتے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے مانع یہ ہے کہ کہیں تم لوگ تنگ نہ ہو جاؤ میں وعظ میں خیال رکھتا ہوں جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیال فرماتے تھے کہ کہیں ہم لوگ اُکتانے نہ لگیں۔

ف۔ دینی کتب سنانے والوں اور وعظ کہنے والوں کو اس بات کا بڑا اہتمام چاہیئے ورنہ لوگ پھر ایسے اجتماع و مجمع میں آنا بھی بند کر دیتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ سامعین کے تحمل کی رعایت بہت ضروری ہے۔

نویں حدیث

مخفی عیب کی اصلاح ایسے طور سے کرنا چاہیئے کہ رسوائی اپنے بھائی کی نہ ہو۔

عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان احدکم مراۃ اخیہ فان رای بہ اذی فلیمطہ عنہ (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں ہر ایک شخص اپنے بھائی کا آئینہ ہے پس اگر اپنے اس بھائی میں کوئی گندی بات دیکھے تو اس سے اس طرح دور کر دے جیسے آئینہ داغ دھبہ چہرہ کا اس طرح صاف کرتا ہے۔

صرف عیب والے پر تو ظاہر کر دیتا ہے اور کسی پر ظاہر نہیں کرتا اسی طرح اس شخص کو چاہیے کہ اس کے عیب کی خفیہ طور پر اصلاح کر دے فضیحت نہ کرے۔

(حیٰوۃ المسلمین)

ف۔ بہت سے لوگ تبلیغ کے جوش میں اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ ایک مسلمان کی پردہ دری ہو رہی ہے حالانکہ مسلم کی آبرو ایک عظیم الشان اور رفیع شئے ہے ایک حدیث شریف میں ہے کہ بدترین سود مسلمان کی آبروریزی ہے۔

(فضائل تبلیغ مؤلفہ استاذنا المحترم حضرت مولانا زکریا صاحب مدظلہٗ شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور)

تیسری فصل

دیگر آداب تبلیغ کے بیان میں مع خلاصہ آداب مذکورہ کے آداب مذکورہ کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) اپنے مدعا کو دلیل سے ثابت کرنا

(۲) رغبت دلانے اور ڈرانے کا مضمون بیان کرنا خلاصۂ ترغیب و ترہیب

(۳) نرمی سے بات کرنا

(۴) بصورت نزاع و جدال سکوت کرنا

(۵) تکالیف پر صبر کرنا۔

(۶) تبلیغ کے وقت و بعد ذکر الٰہی کا اہتمام۔

(۷) کسی کے پیچھے نہ پڑنا۔

(۸) جس کا نفع مظنون و متیقن ہو اس کو مقدم رکھنا۔

(۹) طالب کو غیر طالب پر ترجیح دینا۔

(۱۰) اخلاص[۱] کا اہتمام

(۱۱) عمل[۲] کرنے کا اہتمام

(۱۲) اہل دنیا سے زیادہ تعلقات نہ بڑھانا۔

(۱۳) خدمت تبلیغ و وعظ میں اشتغال بعد مشورہ کامل مع اطلاع حالات

(۱۴) ایسے معاملات سے بچنا کہ جن سے اہل بدعت کی تعظیم ہو۔ اس معاملہ اور اس سے قبل والے معاملے میں بہت سے مبلغین وواعظ سستی کرتے ہیں۔

(۱۵) بات خوب واضح طور پر کہنا کہ غلط فہمی نہ ہو۔

(۱۶) لوگوں کے اکتا جانے کا خیال رکھنا۔

(۱۷) شخصی مخفی عیب کی فہمائش خفیہ کرنا البتہ جو منکر علانیہ ہو اس پر نکیر بھی علانیہ کرنے میں مضائقہ نہیں یہ وہ آداب ہیں جو آیات واحادیث مذکورہ بالا سے صراحتًا ظاہر ہوتے ہیں ان کے علاوہ اور آداب بھی اکابر کے کلام سے ذکر کئے جاتے ہیں۔

---

[۱] جسکی نشانی یہ ہے کہ اگر کوئی اسی کام کو دوسرے طریق پر جو جائز ہو کرنے لگے تو خوشی ہو کہ ہمارا کام بٹا لیا اور اگر گرانی ہو اور ناگواری ہو کہ یہ کام کیوں کر رہا ہے تو نشانی ہے اخلاص نہ ہونے کی بلکہ اس حالت سے پتہ چلتا ہے کہ ہم دنیا کی خاطر کام کر رہے ہیں یہ حالت قابل اصلاح ہے یہ وہ بیماری ہے کہ اعمال صالحہ کو قابل قبول نہیں رکھتی۔ دیکھئے ریا کا بیان "تبلیغ دین" میں)

[۲] عمل نہ کرنے سے اثر مطلوب تبلیغ سے نہیں ہوتا بلکہ لوگوں کے مذاق و تمسخر کا ذریعہ بنتا ہے آئندہ کے لئے اعتبار کھو دیتا ہے البتہ یہ یاد رہے کہ بے عمل کے لئے تبلیغ و فہمائش منع نہیں ہے یعنی ناجائز نہیں ہے جنھوں نے منع کیا ہے وہ مصلحت بالا کی وجہ سے خوب سمجھ لیں۔

(۱۸) منکر پر اولاً نرمی سے فہمائش پھر سخت کلامی کا درجہ ہے مگر گالی سے بچے اس کے بعد اگر نہ مانے اور قدرت ہو تو اس قدرت کو کام میں لائے۔ (فتاویٰ عالمگیری) ورنہ اعراض کرے اور دعا (اصلاح انقلاب)

(۱۹) مستحبات میں مطلقاً نرمی ہے اس میں سختی حدود سے تجاوز ہے۔

(۲۰) اسی طرح جو اپنا تابع نہیں ہے اس پر بھی سختی مناسب نہیں (حقوق العلم)

(۲۱) دین سکھانے یا وعظ کہنے کے وقت اپنے کو مثل اس مہتر اور چمار کے سمجھنا جو سرکاری حکم کا اعلان کرتا ہے اور جنکو فہمائش کر رہا ہے انکو اپنے سے افضل و برتر سمجھنا۔

(۲۲) فہمائش و تبلیغ کے بعد عمل کا انتظار نہ کرنا بلکہ اپنے کو مثل ڈاکیہ کے خیال کرنا جس کا کام سلیقہ سے پیغام پہونچانا ہے۔

(۲۳) اپنی بات منوانے کی فکر نہ کرنا۔

(۲۴) لوگوں کے نفع و اثر قبول نہ کرنے میں زیادہ رنجیدہ نہ ہونا کہ یہ ترک نصیحت اور یاس کا سبب بنجاتا ہے معمولی رنج میں مضائقہ نہیں بلکہ مقتضائے شفقت ہے۔ نبہ علیہ المجدد الاعظم الشیخ التھانوی نور اللہ مرقدہٗ۔

(۲۵) تبلیغ یا خدمت دین کا اصل ثمرہ نجاتِ آخرت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو سمجھے اور اس کے اثر و نفع کو مقصود نہ جانے اگر کسی جگہ نفع محسوس نہو یا کم ہو تو اس سے بددل نہ ہو کیونکہ اپنا کام سعی و کوشش کرنا ہے دوسروں کا ماننا اپنے اختیار میں نہیں اور غیر اختیاری باتوں کے پیچھے پڑنا اپنے کو تشویش میں ڈالنا ہے اجر و ثواب محض اس سعی و کوشش پر ہے جو اخلاص سے ہو اس بات میں جتنی پختگی ہوگی اتنی ہی سعی و کوشش میں مضبوطی و دوام ہوگا (اشرف النصائح)

(۲۶) تبلیغ و وعظ کے وقت اور اسکے قبل و بعد یہ خیال رکھا کرے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام ہے کہ اس نے اس خدمت کی توفیق عطا فرمائی جس میں خود میری

فلاح و بھلائی ہے ورنہ میں اس قابل کہاں تھا کہ اس خدمت کو انجام دیتا اس بات کو اتنا سوچے کہ دین سکھانے کے وقت یہ بات ذہن میں محفوظ رہے۔

(۲۷) تبلیغ و وعظ و نصیحت کے وقت اور قبل و بعد اس دعا کا اہتمام رکھے "اے اللہ اس وعظ و نصیحت و تبلیغ میں ریا، عجب و تکبر اور ہر قسم کے شر سے مجھے اور سامعین کو محفوظ فرما اور اسکی خیر سے مجھے اور سامعین کو نفع اٹھانیوالا فرما۔

(۲۸) یہ خوب ذہن نشین کر لیا جاوے کہ نظام سنت کے علاوہ کوئی نظام تبلیغ وغیرہ مقصود نہیں لہٰذا اسکو مقصود سمجھنا (جو اس میں مشغول نہ ہو اسکو تبلیغ کرنے والا نہ سمجھنا) یہ صریح حدود سے تجاوز اور بدعت ہے البتہ اگر کسی نظام میں اصول و حدود دین کے خلاف کوئی بات ہو تو وہ قابل اصلاح ہے اس نظام کے منتظمین کو اصلاح طلب امور سے مطلع کرنا عمل خیر ہے۔ اگر کسی دوسرے نظام میں کوئی دینی خرابی نہ ہو پھر بھی اس سے انقباض ہو گرانی ہو کہ یہ کام کیوں جاری ہوا یہ بھی حدود سے تجاوز ہے اور نشانی ہے عدم اخلاص کی ایسوں کو اپنی اصلاح کا اہتمام ضروری ہے اور آج کل یہ مرض بہت عام ہے الا ماشاء اللہ۔ ہاں یہ ضروری نہیں کہ اس نظام میں شریک ہو جس نظام سے جس کو مناسبت ہو اس کو اختیار کرے اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۹) وعظ و تبلیغ و نصیحت سے قبل صحیح علم اس بات کا ضرور حاصل کر لینا چاہیئے جس کا ذریعہ محققین علماء کی کتب یا اس سے زبانی دریافت کرنا ہے ورنہ غلط بات کی اشاعت کے گناہ کا اندیشہ ہے۔

(۳۰) اگر تنہائی میں فہمائش سے منکرات کا مبتلا نہ مانے اور وہ اس کی اصلاح نہ کرلے اور اس کی مضرت عام تک پہنچنے والی ہو تو اس بات کی برائی عام خطاب سے مجمع میں ظاہر کرنا چاہیے۔ تاکہ لوگ اس مضرت سے واقف

ہوجاویں اور کسی کے عمل وفعل سے دھوکہ میں نہ پڑیں البتہ خطاب خاص سے عام مجمع میں نہ کہے۔

(۳۱) تبلیغ کے آداب سے آراستگی کا بڑا اہتمام رکھے ورنہ نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق ہے۔

(۳۲) تبلیغ کے حدود، فرض، واجب، مستحب، ممنوع کو معلوم کرے تاکہ تبلیغ میں حدود سے تجاوز نہ ہو۔

تنبیہ نمبر (۲۹) سے (۳۲) تک کا بڑا اہتمام مطلوب ہے ورنہ بجائے منافع کے مضرات رونما ہوتی ہیں چنانچہ بہت سی جگہیں اس ناکارہ کے علم میں ایسی ہیں جہاں تبلیغ کرنے والوں کے حدود کی رعایت نہ کرنے سے بہت فتنے پیدا ہوگئے حتی کہ بعض جگہ تبلیغ کا سلسلہ ہی منقطع ہوگیا اسی وجہ سے حضرت مجدد اعظم حکیم الامۃ مولانا تھانوی نوراللہ مرقدہ نے اس پر "اصلاح القلاب" میں تنبیہ فرمائی تھی حضرت والا کے الفاظ بعینہ نقل کئے جاتے ہیں۔

"البتہ عام احتساب یہ خاص ہے علماء کے ساتھ اور عوام کی تصدی اسکے لئے اکثر موجب فتنہ وعداوت ہوجاتی ہے نیز عوام اکثر احتساب کے حدود بھی نہیں جانتے ہیں لئے غلو فی الدین کی نوبت آجاتی ہے نیز اکثر عوام نفس کو مہذب کئے ہوئے نہیں ہوتے اور ان کے احتساب میں بکثرت نفسانیت ہوتی ہے اسی معنیٰ کے افادہ کے لئے بعض مفسرین نے "ولتکن منکم" میں "من" کو تبعیضیہ کیا ہے الخ"

حضرت مجدد اعظم کی اس عبارت سے ایک شبہ بعض حضرات نے فرمایا کہ حضرت والا نے عوامی تبلیغ کی مضرت بیان فرمائی ہے اسکے ساتھ ساتھ "تفہیم المسلمین" میں اس کی ترغیب بھی آئی ہے جس میں بظاہر تضاد معلوم

ہوتا ہے سو اس کے متعلق "اشرف النصائح" کے مقدمہ میں جواب عرض کیا جا چکا ہے اس کو بعینہٖ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

تبلیغ عام کی اہمیت کا حاصل یہ ہے کہ صرف علمائ پر یہ بار نہ رکھا جاوے بلکہ غیر علمائ بھی اس میں شریک ہوں اور اس طور پر شریک ہوں کہ عوامی تبلیغ کی مضرتوں سے حفاظت بھی رہے جس کا طریقہ یہی ہو سکتا ہے کہ تبلیغ کے حدود اور آداب کا علم حاصل کر لیا جائے اور ان حدود کے ساتھ کام کیا جائے اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ نماز روزہ حج کی اہمیت معلوم ہونے پر ان کو شروع کرنے سے قبل اس کے حدود و آداب اور مسائل کا علم حاصل کرنا ضروری ہے چنانچہ حضرت مجدد اعظمؒ نے ان حدود کو "اصلاح انقلاب" "آداب تبلیغ" "الدعوة الی اللہ" وغیرہ میں ذکر فرمایا ہے اور ان حدود کی رعایت کی تاکید کی ہے چنانچہ آداب تبلیغ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

"ہم تو یہ جانتے کہ خدا اور رسول کا یہ حکم ہے اور نصوص کے اندر امر بالمعروف کا حکم موجود ہے اور اس کے نہ کرنے پر نکیر بس اس کو کرو الخ" البتہ شرائط اور احکام کے ساتھ کرو اندھا دھند مت کرو۔ فقہائ نے اس کے قوانین و ضوابط مدون کر دیئے ہیں ان کو سیکھو علماء سے پوچھو وہ تم کو راستہ بتلائیں گے الخ"

تنبیہ یہاں تک وہ آداب بیان کئے گئے ہیں جن کا تعلق زیادہ خطاب خاص سے ہے جس کو تبلیغ و امر بالمعروف و نہی عن المنکر کہا جاتا ہے اور ضمناً وعظ کے آداب بھی آ گئے ہیں۔ بعضے امور وہ ہیں جو واعظین کے لئے قابل اہتمام اور قابل ترک ہیں ان کو الگ بیان کیا جاتا ہے۔

واعظین کے لئے قابل اہتمام امور میں رسالہ "تفہیم المسلمین" میں حضرت مجدد اعظمؒ نے تفصیلی ہدایات تحریر فرمائی ہیں وہاں ملاحظہ فرمائی جاویں۔ بوجہ

اندیشہ تطویل بیان نقل نہیں کیا گیا۔ رسالہ "دعوۃ الداعی" رسالہ "تعلیم المسلمین" شائع ہوچکا ہے۔ البتہ بعض وہ امور خاص طور سے قابل ترک ہیں وہ بھی حضرت مجددؒ اعظمؒ کے رسالہ "حقوق العلم" سے نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) وعظ کہنے کو خلاف شان علم سمجھنا یہ خطائے عظیم ہے۔

(۲) وعظ کہکر نذرانہ لینا یا پہلے سے ٹھہرالینا جس کا ایک اثر یہ ہے کہ اس وعظ کا کسی پر اثر نہیں ہوتا دوسرا اثر یہ ہے کہ واعظ اظہار حق سے بخوف فوت و نقصان مال رکتا ہے اور تنخواہ لیکر وعظ کہنا اس سے مستثنیٰ ہے اسی باب کی دوسری فصل میں اس کا کچھ مبسوط بیان ہوا ہے۔

(۳) وعظ میں غیر ضروری مضامین یا مضر عوام مضامین مثل دقائق تصوف و مسائل غریبہ بیان کرنا۔

(۴) مغلق تقریر وعظ میں کرنا۔

(۵) کسی خاص شخص پر وعظ میں تعریض کرنا جس سے فتنہ کا باب مفتوح ہوتا ہے۔

(۶) وعظ میں کسی کی فرمائش کے تابع بنجانا وخوذا اللہ الخ (حقوق العلم ص۵۵)

(تتمہ) خدمت دین جس طرح وعظ و تبلیغ سے ہوتی ہے اسی طرح تصنیف و تالیف سے اسی طرح افتاء و تدریس سے۔ ان میں بھی حدود کی رعایت ضروری ورنہ بجائے منافع کے مضار پیدا ہوتی ہیں ان پر تفصیلی کلام حضرت مجددؒ اعظم نور اللہ مرقدہٗ نے رسالہ "حقوق العلم" میں فرمایا ہے ان کو ملاحظہ فرمایا جاوے البتہ حدود تبلیغ کے سلسلے میں یہ بات بھی ہے کہ جن کو تبلیغ کی جاوے اور جو تبلیغ کرنے والے ہیں وہ اپنے اپنے منصب کی مراعاۃ رکھیں تو مفاسد و فتن کی اصلاح جلد ہو۔ چنانچہ ان حقوق کو بھی حضرت مجدد اعظمؒ نے بیان فرمایا ہے اس لئے ان کو نقل کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ خلاصہ ہے آداب مذکورہ کا۔

"ان باہمی تعلقات کے بیان میں جو اہل دنیا اور اہل علم میں ہونے چاہئیں مختصر ان کا یہ ہے کہ نمبر ا دنیا دار علماء کو اپنا مخدوم سمجھیں۔ نمبر ۲ ان کا ادب اور تعظیم کریں۔ نمبر ۳ وہ جو کام دین کا کر رہے ہیں جس میں مال کی ضرورت ہو بدون ان کی استدعا کے اس میں اعانت کریں۔ نمبر ۴۔ جو بات ان سے پوچھیں ادب سے پوچھیں۔ نمبر ۵ دلائل دریافت نہ کریں۔ نمبر ۶۔ اگر کوئی شبہ رہے معاندانہ سوال نہ کریں مستفیدانہ پوچھیں۔ نمبر ۷۔ اگر ان سے کوئی لغزش ہو جاوے تو اُن کی مذمت نہ کریں آخر وہ بشر ہیں ان سے بھی خطا ہوتی ہے وہ اس حال میں بھی تمہارے نفع اور ہدایت کے لئے کافی ہیں تم اُن کے اقوال پر عمل کرو۔ افعال کو مت دیکھو۔ نمبر ۸ تمہارا شبہ ایک عالم سے حل نہ ہو دوسرے سے حل کرو اور ایک کا قول دوسرے کے روبرو مت نقل کرو اور عالم کو چاہیئے کہ (۱) دنیا داروں کو اپنا برابر کا بھائی سمجھیں۔ (۲) ان سے تعظیم و خدمت کے متوقع نہ ہوں (۳) اگر بلا توقع کچھ کر دیں تو یوں سمجھیں کہ علم اور دین کی خدمت تو ہمارے ذمہ تھی انھیں نے احسان کیا کہ ہماری اعانت کی اس میں قیل و قال نہ کریں جیسے بعض کی عادت ہے کہ کہیں تقرر تنخواہ پر تکرار ہے کہیں ترقی تنخواہ کا تقاضا ہے کہیں نذرانہ پر بحث ہے (۴) اگر ان سے کچھ بے تمیزی ہو جائے صبر کریں۔ بد مزاجی نہ کریں یہ سمجھ لیں کہ جب ان کو ہمارے برابر علم نہیں تو ہمارے برابر تمیز کیسے ہوگی (۵) اگر کسی کو قولاً یا فعلاً حد شرع سے متجاوز دیکھیں جس پر حکومت اور قدرت نہ ہو اس پر تشدد نہ کریں نرمی اور دلجوئی سے بہت اصلاح ہوتی ہے (۶) اگر عامی کوئی حق بات کہے قبول کرنے سے عار نہ کریں (۷) اگر کسی مسئلہ میں اپنی غلطی ظاہر ہو اعلان کر دیں اھ (حقوق العلم)

تتمہ ثانیہ | باب ہذا کے اختتام کے بعد استاد محترم حضرت مولانا محمود حسن

صاحب گنگوہی مفتی جامع العلوم کانپور کا گرامی نامہ احقر کے بعض استفسارات کے جواب میں موصول ہوا جس میں تبلیغ کے متعلق بہت سی نافع باتیں درج تھیں ان کو بطور تتمہ اضافہ کرنا مناسب معلوم ہوا۔ عنوانات اس ناکارہ نے تجویز کئے ہیں۔ نیز اسباب عدم قبول و علاج میں اس ناکارہ نے جزوی توضیح و اضافہ اپنی فہم کے موافق کیا ہے اس لئے اس کے متعلق عرض ہے ؎

وان کان خرق فادرکہ بفضلۃ

من العلم ولیصلحہ من جاد مقولا

فوائد تبلیغ تبلیغ کے ثمرات مختلف ہیں مثلاً اپنے اندر استحکام کہ جن اُمور کو دوسروں کو سامنے پیش کرتا ہے ان پر خود عمل میں پختگی اور کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۝ وغیرہ وعیدات کا استحضار اس راہ میں جو مشقتیں پیش آئیں ان کے برداشت کی ہمت اور اس کے ذریعہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خدام کی مساعی کی قدر و منزلت۔ بے راہ لوگوں کی ناقدری دین کا صحیح اندازہ اور اس پر ان کے حقوق کی ادائے گی کا عزم عجب و کبر کا علاج۔ ترک تنعم عوام کی ناقدری اور عدم سماع کے وقت اپنی بے بسی کے ذریعہ سے اعتماد و توکل علی اللہ۔ اسباب ظاہری کی عدم مساعدت کے مشاہدات سے ان پر عدم اعتماد۔ عمومات (آیات و اخبار دالہ پر وجوب امر و نہی) پر عمل وغیرہ وغیرہ کما لایخفٰی علیٰ اہل العلم والفہم بتوفیق اللہ تعالیٰ۔

اسباب عدم قبول مع علاج

اگر کسی جگہ عدم قبول ظاہر ہو تو یا اس کی کوئی وجہ نہیں عدم قبول کے

اسباب پر غور کر کے کام کرنا چاہیے۔ عامۃ عدم قبول کے سبب تین ہیں۔

اولؔ۔ صحیح علم نہ ہونا۔ جس کی تین صورتیں ہیں۔ پہلی صورت علم ہی نہ ہونا۔ دوسری صورت علم ہونا مگر ادھورا اور ناقص ہونا تیسری صورت غلط علم ہونا یہ سب سے زیادہ مضرت رساں ہے ان سب صورتوں کا علاج صحیح علم سے آگاہ کرنے کی سعی ہے اسکے طریقوں کی تفصیل "اشرف الاصلاح" میں ملاحظہ کی جائے۔

دوسرا سبب کسل ہے اس کا علاج وعدہ اور وعید کے مضامین سنانا۔ اتباع احکام کے منافع دینی و دنیوی و ترک اتباع مضرت سمجھانا اکابر کے واقعات و حکایات کے مطالعہ کی ترغیب و تاکید۔ اہل اللہ کی صحبت کا اہتمام۔ ذکر اللہ کی کثرت کی تلقین کرنا۔ اس کا تفصیلی علاج "اشرف النصائح" میں ملاحظہ کیجئے۔ تیسرا سبب عناد ہے یہ عموماً حسد، کبر، عجب، حب جاہ سے پیدا ہوتا ہے اور کبھی علم صحیح نہ ہونے۔ اور کبھی کسل سے۔ اس کا علاج بہت اہم ہے ایسی کتب جن میں ان برے اخلاق کی مذمت و علاج درج ہو ان کے مطالعہ کی طرف معاندین کے احباب کے ذریعہ متوجہ کرنا، یا ڈاک کے ذریعہ۔ اہل حق کی تعلیمات ان کے پاس ایسے طور سے ارسال کرنا کہ مطالعہ کر سکیں۔ کلمات و تعلیمات اہل حق سنانا بلا ان کے نام لئے جب ان تعلیمات سے ان کو مناسبت ہو جاوے تو بتلانا کہ یہ فلاں اکابر کی تعلیمات ہیں۔

تنبیہ جہاں عناد کے ساتھ اور امور بھی جمع ہوں وہاں اُن کا علاج بھی کیا جاوے۔ غرض کہ جیسے حالات ہوں ویسی مساعی اور ان تمام مساعی میں آداب و حدود کی پوری واقفیت بہت ضروری ہے۔

تبلیغ کرنے والوں کیلئے بعض اہم ہدایات

جس خالق قلب کے قبضۂ قدرت میں موت و حیات ہے وہ عناد کو بھی نکال سکتا ہے ایک شخص اعمال اہل جہنم کرتا ہے حتیٰ کہ ایک بالشت کا فرق رہ جاتا ہے مگر تقدیر غالب آتی ہے تو اعمال اہل جنت کر کے جنتی ہو جاتا ہے اس لئے کیا معلوم ہے کہ کس کا عناد کب ختم ہو جاوے پس مایوس ہرگز نہیں ہونا چاہئے اور کسی کے متعلق یہ طے کر لینا بھی آسان نہیں کہ اس میں عناد ہے اس کے لئے بڑے تجربہ اور گہری بصیرت درکار ہے نیز اگر ایک شخص میں عناد ہو تو اس کو تبلیغ کرنے میں دوسروں کی منفعت بہر حال ہے کہ دوسرے کام کرنے والوں اور دیکھنے والوں کا حوصلہ بڑھتا ہے اور امر و نہی کی حقانیت دلوں میں مستحکم ہوتی ہے اس سب کے علاوہ قبول و عدم قبول کی ذمہ داری مبلغ پر بالکل نہیں بلکہ اس تصور سے خالی ہو کر تبلیغ کی ضرورت ہے نیت یہ رکھے کہ اس راہ میں جتنی زیادہ سے زیادہ مخلوق تک کلمۂ خیر پہنچاؤں گا۔ اسی قدر اللہ پاک کی خوشنودی حاصل ہو گی اور ہر ہر مصیبت پر بے شمار اجر و عطا کے وعدے ہیں وہ سب صادق ہیں اور یہی مقصود ہیں تاہم اگر اس کے ساتھ قبول کی دولت بھی ملجاوے تو نفع آجل کے ساتھ نفع عاجل بھی حاصل ہو جاوے گا مگر مقصود اصل نفع آجل ہونا چاہئے جو کہ بہر حال حاصل ہے۔ یہاں اگر مخلوق قبول نہ کرے تو خالق کی قبولیت کا وعدہ بالکل سچا ہے البتہ ایک چیز بہت ہی قابل رعایت ہے وہ ہر کلمۂ حق کا پیش کرنا۔ ایسی طرح اور ایسی جگہ نہ ہو جس سے اہل ایمان کی نظروں میں خود کلمۂ حق کا استخفاف پیدا ہو اور وہ بہ نظر استحقار دیکھنے لگیں اس لئے حسن اسلوب اور موقع شناسی از حد ضروری ہے۔ نہایۃ الامل

ممن رغب فی صحۃ العقیدۃ والعمل اتحاف بالسادات المتقین۔ شرح احیاء علوم الدین وغیرہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ارکان اور تفصیلات موجود ہیں۔

ف۔ اس تتمہ کے مناسب حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوبؒ کے بعض قطعات نقل کئے جاتے ہیں ؎

ثمرات کی ہوس نہ ہونا چاہیئے۔

ضربیں کسی کے نام کی دل پہ یونہی لگائے جا
گو نہ ملے جواب کچھ در یونہی کھٹکھٹائے جا
کھولیں وہ یا نہ کھولیں در اس پہ ہو کیوں تری نظر
تو تو بس اپنا کام کر یعنی صدا لگائے جا

فائدہ نہ معلوم ہونے پر بھی کام نہ چھوڑیے

جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی
بہر حال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے
یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

رکاوٹیں ہمارے اندر ہیں راہ میں نہیں

تجھ کو جو چلنا طریقِ عشق میں دشوار ہے
تو ہی ہمت ہار ہے ہاں تو ہی ہمت ہار ہے
ہر قدم پر تو جو رہ رہ کر دکھا رہا ہے ٹھوکریں
لنگ خود تجھ میں ہے ورنہ راستہ ہموار ہے

سعی مطلوب ہے نتیجہ کی فکر نہ کی جاوے

کیا نتیجہ ہوگا کیونکر ہوگا یہ اوہام چھوڑ
کام کر اور جسکا ہی کام اسپہ تو انجام چھوڑ
اجرہے ناکام ہو کر بھی نہ ریکا کام چھوڑ
وقت ہیں جد و جہد کر راحت و آرام چھوڑ

باقی تفصیل تعلیمات اشرفیہ منظوم میں ملاحظہ کریں۔

تتمہ ثالثہ

تتمہ ثانیہ کی تحریر کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ یاد آیا کہ تلخیصات عشر میں حضرت مجدّد اعظم حکیم الامۃ مولانا تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے امراض روحانی اور انکے اسباب معالجہ کو بیان فرمایا ہے اس کا ترجمہ بھی شامل کر دیا جاوے تاکہ اصلاحی مساعی کرنے والوں کو ان امراض کے علاج میں سہولت و آسانی ہو چنانچہ حضرتِ اقدس نور اللہ مرقدہٗ ارشاد فرماتے ہیں

آفات

یعنی نقصان پہونچانے والی اشیاء کی دو قسمیں ہیں۔ ایک آفات ظاہری دوسری آفات باطنی۔ آفات ظاہری میں سے ایک افلاس ہے جس میں زیادہ طبقہ امت مسلمہ کا مبتلا ہے اس کا سبب علوم دینی و دنیوی کی کمی اور حرفت و صنعت سے عار اور لذات میں انہماک اور نام آوری و شہرت کی طلب اور فضول خرچی ہے، دوسری و تیسری و چوتھی آفت آپس کا اختلاف و جھگڑا، ایک دوسرے پر حسد کرنا اور عداوت کا ہونا ہے اس کا سبب لالچ و طمع اور کبر ہے۔ پانچویں آفت بارش کی کمی ہے اس کا سبب زکوٰۃ اور صدقاتِ ضروریہ کا ادا نہ کرنا ہے۔ چھٹی آفت سخت قسم کے امراض کا ظہور اور ان کا پھیلنا ہے مثلاً طاعون و وبائی امراض۔ اور سبب ان کا زنا کی کثرت اور رات کو برتنوں کو نہ ڈھکنا اور خورد و نوش میں مختلف اغذیہ مختلف اوقات میں بے اعتدالی سے کھانا پینا۔ ساتویں آفت ظالمین کے ظلم میں گرفتاری ہے اسکا سبب احکام رب العالمین کی مخالفت ہے علاج ان سب صورتوں کا اسباب کا ازالہ ہے جس کا خلاصہ علم و عمل کا اہتمام ہے ان کا مفصل طریق اشرف الاصلاح میں مذکور ہے۔

آفات باطنی

آفات باطنی میں سے ایک جہل کا عموم ہے اور اس کا سبب دنیا میں انہماک اور آخرت پر دنیا کو ترجیح دینا

اور علمائے سے الگ رہنا ہے۔ یعنی ان کی مجالس مواعظ میں شرکت نہ کرنا۔ علاج اس کا یہ ہے کہ دنیا کے فنار کا استحضار اور علمائے با عمل کی صحبت کا اہتمام۔
ف۔ تفصیلی طریق اس کا "اشرف الاصلاح" و "اصلاح انقلاب" میں ملاحظہ فرمایا جاوے۔

دوسری آفت بُرے اخلاق میں مبتلا ہونا مثلاً حسد، کبر، ریا، غضب، تعجیل، حرص اور طول امل وغیر ذلک علاج کتب اخلاق (مثلاً تبلیغ دین، تعلیم الدین اور آخر حصہ ابواب خطبات الاحکام، حیات المسلمین، تربیۃ السالک اور صالحین کی سیرت کا مطالعہ اور مصلحین کاملین کی صحبت اختیار کرنا اور ان سے اصلاحی تعلق رکھنا ہے۔ ف۔ اس کی اہمیت وتشریح، قصد السبیل، اشرف النصائح، اشرف الاصلاح میں ملاحظہ کیجئے۔

تیسری آفت عوام کا دلائل اور دقیق مسائل جو ان کی سمجھ سے خارج ہوں اور جن کا تعلق عمل سے نہ ہو پوچھنا ہے اس کا سبب ادب کی کمی اور عمل سے جی چرانا ہے اس کا علاج انکی غلطی پر تنبیہ اور انکو ایسے سوالات کا جواب نہ دینا ہے۔

چوتھی آفت جاہل صوفیوں کے بارے میں غلط عقیدے رکھنا۔ اسکا سبب جہل ہے اور علاج علم صحیح سے آگاہ کرنا ہے (یہ غلطی بہت سے مفاسد کا باعث ہے اس کا طریق اوپر مذکور ہو چکا ہے)

پانچویں آفت طلبہ کا غلو کرنا فلسفہ و منطق وغیرہ میں سبب اس کا علم کی غرض وغایت سے ناواقفیت ہے علاج غرض صحیح کی تلقین کرنا ہے۔

ف۔ ایسے طلبہ عموماً دوسری آفت میں بھی مبتلا ہوتے ہیں اُن کو اسکے علاج کی تلقین بھی کرنا۔

خلاصہ | تمام آفات ظاہریہ و باطنیہ کا اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے

حاضری وپیشی وجواب دہی سے غفلت ہے اس کا علاج مراقبہ ہے اوران سب امور کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں گڑگڑاکر رونا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے طلب عفوودعائے مغفرت وخلاصی از فتن ومصائب کرنا اوراس پر مداومت کرنا۔

ف۔ اس جگہ مراقبہ کی مختصر تشریح مناسب معلوم ہوتی ہے، یعنی موت سے قبل اور بعد کے پیش آنے والے معاملات کو کسی مقرر وقت پر سوچنا جس کی تشریح "اشرف الاصلاح" میں کی گئی ہے اور رسالہ تسہیل شوق وطن" اور علامات قیامت کا مطالعہ کرنا اور مراقبۂ موت مولفۂ خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب کو بار بار دیکھنا جسکے چند اشعار برائے تذکیر وعبرت نقل کیے جاتے ہیں۔

تو برائے بندگی ہے یاد رکھ — بہر سرافگندگی ہے یاد رکھ
ورنہ پھر شرمندگی ہے یاد رکھ — چند روزہ زندگی ہے یاد رکھ

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

کوچ ہاں اے بے خبر ہونے کو ہے — تابکے غفلت سحر ہونے کو ہے
باندھ لے توشہ سفر ہونے کو ہے — ختم ہر فرد و بشر ہونے کو ہے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

نفس اور شیطان ہیں خنجر در بغل — وار ہونے کو ہے اے غافل سنبھل
آنہ جائے دین وایماں میں خلل — باز آ ہاں باز آ اے بد عمل

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہے یہ لطف و عیش دُنیا چند روز　　ہے یہ دورِ جام و مینا چند روز
دارِ فانی میں ہے رہنا چند روز　　اب تو کرلے کارِ عقبیٰ چند روز

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہو رہی ہے عمر مثل برف کم　　چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم
سانس ہے اِک رہرو ملک عدم　　دفعتہً اک روز یہ جائے گا تھم

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

گرتا ہے دنیا پہ تو پروانہ وار　　گو تجھے چلنا پڑے انجام کار
پھر یہ دعویٰ ہے کہ ہم ہیں ہوشیار　　کیا یہی ہے ہوشیاروں کا شعار

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

حیف دنیا کا تو ہو پروانہ تو　　اور کرے عقبیٰ کی کچھ پروانہ تو
کس قدر ہے عقل سے بیگانہ تو　　اس پہ بنتا ہے بڑا فرزانہ تو

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

تتمہ رابعہ

رسالہ ہٰذا کی تکمیل کے بعد "درمنضود" دیکھ رہا تھا اس میں نصیحت و تبلیغ کے بارے میں ایک عہد ملا جو باب ہٰذا کے لئے بہت مناسب تھا اس کو بجنسہ نقل کیا جاتا ہے۔ درمنضود میں وہ امور مذکور ہیں جن پر قطب الارشاد والتکوین امام عبدالوہاب شعرانی کے مشائخ نے عہد لیا ہے جس سے ان امور کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ کتاب قابل دید ہے حضرت حکیم الامۃ مجدد اعظم مولانا

تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطالعہ کی تاکید فرمائی ہے وہ عہد نقل کیا جاتا ہے[1]" ہم سے عہد لیا گیا ہے کہ اپنے دوستوں کو جب وہ اپنے شہر میں دوسروں کی نصیحت کے درپے ہوں سیاست (اور تدبیر) کے طریقے بتلادیں۔ کیونکہ بہت سے نصیحت کرنے والے بغیر سیاست (وتدبیر) کے نصیحت کرتے ہیں تو اس سے شہر میں بڑے بڑے فتنے پیدا ہوجاتے ہیں جو اس گناہ سے بھی اشد ہوتے ہیں جس میں انہوں نے کسی کو نصیحت کی تھی۔ میں نے ایک دفعہ مسجد کے دربان کو دیکھا کہ وہ ایک شخص سے جو مسجد میں اپنے جوتوں کے نیچے کا حصّہ دوسرے سے بدون ملائے ہوئے الگ الگ کرکے داخل ہوا تھا کہہ رہا ہے کہ او یہودی اور نصرانی او کتّے او خدا سے نہ ڈرنے والے اپنے جوتوں کو باہم ملالے۔ اس کا انجام یہ ہوا کہ والی کی عدالت میں مقدمہ کی نوبت پہونچی اور اہل محلہ کی دو پارٹیاں ہوگئیں (ایک تو نواب کی طرف دوسری مسجد میں آنے والے کی طرف) اور باہم سب میں خصومت ہوگئی اور والی کی عدالت میں سب کے سب پہونچے اور بہت سا مالی نقصان برداشت کرنا پڑا اور سارے محلہ والوں میں عداوت کھڑی ہوگئی اور میں انکے درمیان صلح کرانے سے عاجز ہوگیا حتیٰ کہ شعبان کی پندرھویں رات میں بھی صلح نہ کرا سکا (حالانکہ اس رات میں سب کو خصومت و عداوت سے توبہ کرکے ضرور صلح کرلینا چاہیئے کیونکہ اس رات میں سب گنہگاروں کی مغفرت ہوجاتی ہے، بجز مشرکین کے اور باہم خصومت رکھنے والوں کے) پس معلوم ہوا کہ جو شخص بدون تدبیر کے نصیحت کرے گا وہ اصلاح سے زیادہ فساد برپا کرے گا۔ اور اگر جامع مسجد کا دربان یوں کہتا اے بھائی اپنے جوتوں کو باہم ملالو یوں کھلا ہوا

[1] اس عہد میں جس ادب کا بیان ہے وہ نمبر ۳۰ و ۳۱ میں بیان ہوچکا ہے مزید اہتمام کے لئے یہاں مہ نقل کیا جاتا ہے۔

لیکر مسجد میں نہ جاؤ تاکہ مسجد میں کچھ ناپاکی نہ گر پڑے تو دوسرا شخص اس کی بات ضرور مان لیتا اور کہتا کہ جزاک اللہ خیرا۔ اور یقیناً وہ اپنے جوتے باہم ملا لیتا۔

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ نصیحت کرنے کی شرط یہ ہے کہ نصیحت[1] سے پہلے ایسی تمہید اٹھائی جائے جس سے دوسرا شخص خود بخود اُس کام کے چھوڑنے یا کرنے پر آمادہ ہو جائے جس کے لئے تم نصیحت کرنا چاہتے ہو، اور یاد رکھو بسا اوقات ایسا شخص جو بدون سیاست و تدبیر کے نصیحت کرتا ہے نصیحت کے بعد اپنے فعل پر نادم ہونا پڑتا ہے اور جب دوسرا شخص جسے نصیحت کی تھی اس کو ایذا دیتا ہے اس وقت یوں کہتا ہے کہ میں ہی ظالم اور قصوروار تھا کہ میں نے اس کو نصیحت کی اب یہ شخص نصیحت کو جو شرعاً واجب ہے، ظلم قرار دیتا ہے حالانکہ اس کو نصیحت کی وجہ سے ایذا نہیں پہونچی بلکہ طریق سیاست سے ناواقف ہونے کی وجہ سے تکلیف پہنچی ہے خوب سمجھ لو یہ نفیس علم ہے۔

چوتھا باب

ان متفرق امور میں جن کا تعلق امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے ہے

چونکہ صحیح اور پورا علم نہ ہونے کی کی وجہ سے بہت غلطیاں اور غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں جیسا کہ اکثر عوام میں اس کا مشاہدہ ہوتا ہے کہ جب

---

[1] حضرت حکیم الامۃ دام مجدہم بھی ہر شخص کو نصیحت و امر بالمعروف کی اجازت نہیں دیتے خانقاہ میں سب کو منع کر رکھا ہے کہ کوئی کسی کو نصیحت نہ کرے بلکہ جس کو نصیحت کرنا ہو وہ ہم سے کہدے ہم خود اسکو نصیحت کر دینگے البتہ جن پر یہ اعتماد ہے کہ وہ تدبیر سے نصیحت کریں گے وہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں ۱۲

ان کو کچھ دین کی معلومات ہوتی ہیں اور دین کے کام میں لگتے ہیں تو علماء و مشائخ کاملین کے معمولات پر اعتراض میں سبقت کرنے لگتے ہیں کسی پر الزام ہوتا ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہیں کرتے کسی پر یہ اعتراض ہے کہ مستحبات پر بھی گرفت ہے کسی پر یہ طعن ہے کہ روک ٹوک نہیں کرتے کسی پر یہ اتہام ہے کہ اُن کے یہاں بڑی سختی ہے کہ ہر چیز پر روک ٹوک ہے غرضکہ اسی قسم کے اعتراض کر کے اپنے دین کو نقصان پہونچاتے ہیں حتیٰ کہ بعض پڑھے لکھے حضرات کو بھی علماء با عمل پر اعتراض کرتے دیکھا ان سب کا منشاء وہی حدود کی ناواقفیت جس کی وجہ صحیح اور کامل علم نہ ہونا ہے حالانکہ ان حضرات کا عمل سنّت کے موافق ہوتا ہے اور ان کی مسامحت و نرمی اور سختی و گرفت سب برمحل ہوتی ہے چنانچہ اس قسم کے معاملات کے متعلق مناسب معلوم ہوا کہ چند حدیثیں التکشف سے بعینہٖ نقل کر دی جاویں۔ ان کے مضامین سے انشاء اللہ تعالیٰ حدود کا علم ہوگا جس کی وجہ سے علمائے با عمل اور مشائخ کاملین کے طریق عمل کی قدر و منزلت دل میں پیدا ہوگی نیز جو لوگ حدود سے بلا واقف ہوئے تبلیغ کرنے لگتے ہیں موقع و محل کو نہیں دیکھتے ان کی غلطی و کوتاہی بھی ظاہر ہو جاویگی اولاً التکشف سے چند حدیثیں نقل کی جاویں گی جن کا تعلق امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے ہے پھر اور حدیثیں نقل ہوں گی جو بہت سی اغلاط کی رافع ہیں جن میں لوگ بکثرت مبتلا ہیں پھر اس کے بعد کچھ اکابر کے ارشادات متعلق تبلیغ مزید معلومات و بصیرت کے لئے نقل کئے جاویں گے۔ نیز ان میں تنبیہ بھی ہے مختلف اغلاط و کوتاہیوں پر۔

پہلی حدیث

عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نعم الرجل الفقیہ فی الدین ان احتیج الیہ نفع وان استغنی عنہ اغنی نفسہ اخرجہ رزین۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دین کا عالم بھی خوب ہوتا ہے اگر کوئی اس کے پاس (دینی) احتیاج پیش کرے تو نفع پہونچاوے (یعنی دین کی تعلیم کرے) اور اگر کوئی اسکے پاس احتیاج نہ پیش کرے تو بھی وہ اپنے آپ کو بے پرواہ کر کے رکھے روایت کیا اسکو رزین نے۔

ف۔ عادت عدم تصدی یعنی درپے کسے نہ شدن جماعت صوفیہ نے اکثر کا مسلک نصیحت کے باب میں یہ ہے کہ زیادہ کسی کے پیچھے نہیں پڑتے ایک دو بار کہکر اپنا حق ادا کر دیا اگر مان لیا بہتر ورنہ اپنے شغل میں لگتے ہیں اغنی نفسہ اپنی عموم سے اس عادت کا ماخذ ہے اور دوسری جزئی اس کی یہ بھی ہے کہ کہ اپنے دنیوی حاجت ان کے سامنے پیش نہیں کرتا مگر بقرینہ مقارنت استغنا رجزئی اول اقرب ہے۔

دوسری حدیث

عن ابی ہریرۃؓ ان اعرابیا دخل المسجد و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جالس فصلے رکعتین ثم قال اللھم ارحمنی و محمدا ولا ترحم معنا احدا فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لقد تحجرت واسعا ثم لم یلبث ان بال فی المسجد فاسرع الیہ الناس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقال انما بعثتم[عہ] میسرین ولم تبعثوا[عہ] معسرین صبوا علیہ سجلا من ماء او قال ذنوبا من ماء (اخرجہ الخمسة

عہ بضم عہ نبعثوا۔

الا مسلما وھذا لفظ ابی داود والترمذی۔)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی مسجد میں آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور اس نے دو رکعت پڑھی پھر دعا کی کہ اے اللہ مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما اور (اس رحمت میں) ہم دونوں کے ساتھ کسی کو شریک مت کر (وہ یہ سمجھا کہ شاید رحمت محدود ہوگی اور اگر اور لوگ بھی شریک ہوں گے تو ہمارا حصّہ گھٹ جائے گا) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (بھلے مانس) تو نے ایک غیر محدود چیز کو (بزعم خود) محدود کر دیا پھر زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ اس نے مسجد میں پیشاب کر دیا لوگ اس کی طرف (روکنے کے لئے) دوڑے آپؐ نے ان کو منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تم آسانی کرنے کو آئے ہو سختی کرنے نہیں آئے اس پیشاب پر ایک ڈول پانی بہا دو۔ روایت کیا اس کو بخاری ومالک وابوداؤد وترمذی ونسائی نے تیسیر ۲۷۸ ب

ف۔ خُلق، رفق بر اقوال وافعال جاہلاں اکثر بزرگوں کی عادت ہے کہ جہلا کی حرکات پر تشدد نہیں کرتے بلکہ نرمی اور تحمل سے پیش آتے ہیں حتٰی کہ بعض اوقات کم فہموں کو مُداہنت کا شبہ ہو جاتا ہے سو اس حدیث سے ایسے امور میں غایت نرمی اور ضبط کا اثبات ہوتا ہے اور مداہنت وہ ہے جس میں اپنی کوئی دنیوی غرض ہو اور جہاں مصلحت دینیہ ہو وہ محمود ہے۔

تیسری حدیث

عن وھب قال سالت جابرا عن شان ثقیف اذا بایعت قال اشترطت ان لا صدقة علیھا ولا جھادا وانه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول سیصدقون ویجاھدون اذا اسلموا (اخرجه ابوداؤد)

وہب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جابرؓ سے قبیلہ بنی ثقیف کا قصہ ان کی بیعت کے وقت کا دریافت کیا انھوں نے فرمایا کہ ان لوگوں نے یہ شرط لگائی تھی کہ ان کے ذمہ یعنی ہمارے ذمہ زکوٰۃ اور جہاد نہ ہوگا اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ یہ لوگ زکوٰۃ بھی دیا کریں گے اور جہاد بھی کیا کریں گے جب اسلام لے آویں گے (یعنی اس وقت ان سے قیل وقال جواب وسوال کی ضرورت نہیں جس طرح یہ کہیں اسی طرح ان کی بیعت قبول کرلی جاوے پھر آپ ہی اسلام اور علم اور صحبت کی برکت سے درست ہو جاویں گے) روایت کیا اسکو ابوداؤد نے تیسر ص ۲۴۲

ف عادت تسامح فی الضروریات احیاناً بعض دفعہ بزرگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ اپنے پاس آنے جانے والوں کے ساتھ اور بالخصوص جن سے زیادہ تعلق نہیں ہے اور کبھی اپنے متعلقین کے ساتھ بھی بعض قبائح پر چشم پوشی و خاموشی کر جاتے ہیں اور اسی حالت میں ان کو اوراد و اذکار کی تلقین بھی کر دیتے ہیں ترک قبائح کا انتظار نہیں کرتے اس سے عوام کو شبہ مداہنت کا ہو جاتا ہے اور راز اس میں یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی بصیرت خداداد سے سمجھ جاتے ہیں۔ کہ جس خیر کی ان کو تعلیم کی گئی ہے یہی توبہ عن الشر کے لئے رفتہ رفتہ کافی ہو جاوے گی۔ کبھی یہ سمجھتے ہیں کہ اگر زیادہ تشدد کیا جاوے گا یہ اس خیر سے بھی باز رہیں گے اور اصل اسلام یا عزم توبہ ہی سے متوحش ہو جاویں گے تو یہ خیر ہو جاوے غنیمت ہے کبھی معلوم ہوتا ہے کہ دفعتہً ترک معصیت پر قدرت انکی ضعیف ہے بتدریج اس کی استعداد پیدا ہو جائے گی یہ حدیث بزرگوں کے اس طرزِ عمل کی واضح اصل ہے۔

چوتھی حدیث

عن المسور بن مخرمۃ حین خطب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنت ابی جہل قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ

وسلم یقول وھو علی المنبر ان بنی ھشام ابن المغیرۃ استاذنونی ان ینکحوا ابنتھم علی علی بن ابی طالب فلا اذن ثم لا اذن ثم لا اذن الا ان یرید ابن ابی طالب ان یطلق ابنتی وینکح ابنتھم وانما ھی بضعۃ منی یریبنی ما اریبھا ویوذینی ما اذاھا اخرجہ الخمسۃ الا النسائی

مسعود بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس واقعہ کے متعلق کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دختر ابوجہل کے نکاح کا پیغام دیا تھا روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا کہ بنی ہشام بن مغیرہ مجھ سے اس کی اجازت لینا چاہتے تھے کہ اپنی دختر کا علی ابن ابی طالب سے نکاح کر دیں سو میں کبھی اجازت نہ دوں گا پھر دوبارہ اور سہ بارہ کہتا ہوں کہ اجازت نہ دونگا ہاں اگر ابن ابی طالب کو یہ منظور ہو کہ میری دختر کو طلاق دیدیں اور ان کی دختر سے نکاح کر لیں تو ایسا کریں فاطمہ میرا لختِ جگر ہے، جس بات سے اس کو بے چینی ہوگی مجھ کو بھی ہوگی اور جس بات سے اس کو اذیت ہوگی مجھ کو بھی ہوگی۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی نے۔

ف۔ <u>عادت غضب پر بعض مباحاتِ خلاف وضع</u>۔ یہ نکاح مباح اور حلال تھا چنانچہ قواعد شرعیہ سے بھی ظاہر ہے اور خود بعض روایات میں آپ کا صریح ارشاد بھی اس کے متعلق آیا ہے مگر باوجود اس کے بمصالح مذکورہ حدیث آپ کو یہ نکاح ناگوار ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر خصوصیت کی جگہ اسی قسم کے مصالح سے کسی امر مباح سے اظہار ناخوشی کے ساتھ اپنے مخصوصین کو روکا جائے تو یہ تحریم حلال نہیں بزرگوں سے بھی ایسے واقعات کا مشاہدہ ہوا ہے۔

پانچویں حدیث

عن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشك ان یکون خیر مال المسلم غنم

يتبعها بها شعف الجبال ومواقع القطر يفر بدينه من الفتن اخرجه البخاری ومالكؒ وابوداؤد والنسائیؒ۔

حضرت ابوسعید رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسا وقت نزدیک آنے والا ہے کہ مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کو لئے لئے پہاڑ کی چوٹیوں اور بارش کے جمع ہونے کی جگہوں یعنی نالوں میں (جبکہ وہ خشک ہو جاویں) پھرے گا اپنے دین کو لئے ہوئے فتنوں سے بھاگا بھاگا پھرے گا۔ روایت کیا اس کو بخاری ومالک وابوداؤد ونسائی نے (تیسیر صـ ۳۸۳)

ف۔ عادۃ عزلت بمصلحت۔ بعض بزرگوں نے اپنی خاص حالت کے اقتضائے سے گوشہ اختیار کیا ہے اس حدیث سے اس کا اذن بلکہ استحباب معلوم ہوتا ہے جب اختلاط میں ضرر دین کا اندیشہ ہو۔

ف۔ مسئلہ عدم تنافی بین الکمال واسباب المعاش۔ بکریوں کا اسباب معاش ہونا ظاہر ہے پس حدیث کی دلالت مقصود پر ظاہر ہے بعض عوام ان میں تنافی سمجھتے ہیں۔

چھٹی حدیث

عن ابی موسٰیؓ قال قال لی رسول الله صلے الله علیه وسلم لو رایتنی البارحة وانا استمع لقراءتك لقد اعطيت مزمارا من مزامير ال داؤد اخرجه الشيخان والترمذی وزاد فی رواية الطبرانی عن مسلم لو علمت والله يا رسول الله انك تستمع لقراءتی لحبرته لك تحبيرا۔

حضرت ابوموسیٰ رضؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اگر تم مجھ کو گذشتہ شب میں دیکھتے تو بہت خوش ہوتے میں

تمہارا قرآن پڑھنا سن رہا تھا واقع میں تم کو داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی کا حصہ عطا ہوا ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم و ترمذی نے اور تبرانی کی روایت میں مسلم سے اتنا اور زیادہ ہے کہ ابو موسیٰ رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ واللہ اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ آپ میرا قرآن سن رہے ہیں تو میں آپ کے خاطر اس کو خوب ہی بناتا اور سنوارتا۔ تیسیر صـ ۳۵۸

ف۔ مسئلہ۔ ریا بنودن تحسین عمل برائے تطئیب قلوب صلحاء۔ بزرگوں کا دل خوش کرنے کے لئے اگر کوئی طاعت یا خدمت اچھی طرح کی جاوے کہ مخلی بالطبع ہو کر اس طرح نہ کرتا تو ظاہر میں اس میں شبہ ریا کا معلوم ہوتا ہے مگر چونکہ تطئیب قلب اہل اللہ بلکہ مطلق مسلم خود عبادت ہے تو اس کی حقیقت یہ ہوئی کہ ایک عبادت کو دوسری عبادت کے واسطے اچھی طرح کر رہا ہے اس لئے ہرگز یہ ریا نہیں ہے حدیث میں اسکے استحسان پر صاف دلالت ہے اس نادان کو مدتوں یہ شبہ رہا کہ اکثر کسی کی فرمائش سے جو قرآن عمدہ طرح پڑھنے کی عادت ہے شاید یہ اچھا نہ ہو۔ الحمد للہ کہ اس حدیث کا سر دقیق جسکی ابھی تقریر کی گئی ہے قلب میں فائض ہوا یہ شبہ بالکل دفع ہو گیا پھر اس حدیث سے اسکی اور تائید ہو گئی اور حدیث میں زیادہ غور کرنے سے مقبلان الٰہی کی بڑی فضیلت معلوم ہوتی ہے بلکہ ان کی طلب رضا مثل طلب رضائے حق تعالےٰ کے ہے جبکہ دونوں میں تعارض نہ ہو اور راز اس میں یہی ہے کہ اس کی رضا کو رضائے حق کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے پس مطلوب بالذات طلب رضائے حق ہی ہے۔

لان السعی فی الطریق سعی فی الوصول الی المقصود۔

ساتویں حدیث

عن ابی سعیدؓ قال لقی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابن صیاد فی طریق المدینۃ فقال لہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم اتشھد انی رسول للہ فقال ھو اتشھد انی رسول اللہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امنت باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ ماذا ترٰی قال ارٰی عرشا علے فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ترٰے عرش ابلیس علے البحر رواہ مسلم

ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن صیّاد سے (کہ منجملہ دجالین کے ایک دجّال تھا) مدینہ کے کسی رستہ میں ملے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا تو میری رسالت کی شہادت دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ کیا آپ میری رسالت کی شہادت دیتے ہیں ۔ آپ نے فرمایا کہ میں اللہ پر اور اس کے سب فرشتوں پر اور اس کی سب کتابوں پر اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاتا ہوں (پس جو رسول نہیں اس کی رسالت کی شہادت نہیں دیتا ۔ مگر آپ نے دفع فتنہ کی مصلحت سے مبہماً فرمایا) اچھا یہ بتلا کہ تجھ کو کیا نظر آتا ہے ۔ کہنے لگا ایک تخت پانی پر نظر آتا ہے ۔ آپ نے فرمایا تجھ کو شیطان کا تخت پانی پر نظر آتا ہے روایت کیا اس کو مسلم نے مشکوٰۃ صـــ۴۷۱

ف ۔ عادت توریہ در خوف فتنہ ۔ بعض بزرگ کسی حاکم یا کسی جاہل کے فساد سے بچنے کے لئے بعض باتیں مبہم فرما دیتے ہیں جس سے بعض ظاہر پرستوں کو شبہ اخفائے حق کا ہو جاتا ہے ۔ لیکن اگر کسی مصلحت معتد بہ عند الشرع سے ہو تو وہ بالکل اس حدیث کے موافق ہے ف اصلاح

عدم غرور بکشف وعدم اعتداد کشف خلاف شرع ۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل باطل کو بھی کشف ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر کشف مقبول و محمود نہیں چنانچہ عرش ابلیس کے انکشاف کو معرض مذہب میں فرمایا گیا ۔ پس جو لوگ کشف کو علامت ولایت کی سمجھتے ہیں یا ہر کشف پر اعتماد کرتے ہیں

ان کو یہ حدیث دیکھ کر دونوں امر کی اصلاح واجب ہے۔

آٹھویں حدیث

عن ابی الدرداء رضؓ قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وفیہ قال ان عدو اللہ ابلیس جاء بشھاب من نار لیجعلہ فی وجھی الحدیث رواہ مسلم

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کھڑے ہوئے اور اسی حدیث میں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دشمن خدا یعنی ابلیس ایک شعلہ آگ کا لایا تاکہ اس کو میرے منھ میں لگائے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے تیسیر ص۲۸

اسی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا۔

ف: متفرقات تنبیہ اکابر بر عدم الامن من الشیطان۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خواہ کوئی کتنا ہی بڑا کامل کیوں نہ ہو جاوے مگر اس کو شیطان سے بے فکر نہ ہونا چاہیئے بلکہ ہمیشہ ہوشیار و بیدار رہے کہ کسی موقعہ پر اس کو لغزش میں نہ ڈالدے اس خبیث کی جرأت دیکھئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ عالی تک پہونچنے کا اس کو حوصلہ ہوا مگر چونکہ انبیاء علیہم السلام سے گناہ نہیں کرا سکتا اس لئے اس اضرار جسمانی ہی کی ہوس ہوئی۔

نویں حدیث

عن ابی امامۃ رضؓ قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم شدید الحر نحو بقیع الغرقد فکان الناس یمشون خلفہ فلما سمع صوت النعال وقر ذلک فی نفسہ فجلس حتی قدمھم امامہ لئلا یقع فی نفسہ شیء من الکبر۔ رواہ ابن ماجۃ۔

حضرت ابو امامہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک تیز گرمی کے دن میں بقیع کی طرف چلے اور لوگ آپ کے پیچھے چلتے تھے جب آپ نے

جوتیوں کی آواز سنی تو آپ کے قلب پر یہ امر گراں گذرا پس آپ بیٹھ گئے یہاں تک کے لوگوں کو اپنے آگے کر دیا تاکہ کوئی اثر بڑائی کا آپ کے قلب میں نہ واقع ہو جائے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے رحمۃ مہداۃ ص ۲۵۶

ف متفرقات۔ فکر اصلاح اکابر را۔ اور اسی حدیث کے اس مضمون پر اصل رسالہ کو ختم کرتا ہوں کیونکہ خاتمہ تنبیہ ہی کے مضمون پر مناسب ہے تاکہ رسالہ جن علوم و اعمال کو متضمن ہے یہ تخویف ان کی موافقت و امتثال کے لئے بیدار کر دے نیز اس میں تاسّی و اقتدار قرآن مجید کا بھی ہے کہ سب سے آخر آیت اس کی یہ ہے مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ پس عرض کرتا ہوں کہ اس حدیث میں غور کرنے سے ناقص تو ناقص کاملین کی بھی آنکھیں کھلتی ہیں اور ان لوگوں کی غلطی ظاہر ہوتی ہے جو زعم کمال کے بعد اپنی نگرانی حال سے بے فکر ہو جاتے ہیں خوب سمجھ لینا چاہیے کہ اکابر کو فارغ ہو کر بیٹھنا نہ چاہئے۔ مثل مبتدی کے اہتمام و اصلاح اعمال و اندیشہ تغیر حال میں لگا رہنا چاہیے۔ اور اسی میں خیریت ہے قال اللہ تعالیٰ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ ولنعم ما قیل ؎

غافل مرد کہ مرکب مردانِ مرد را ۔۔۔ در سنگلاخ بادیہ پے ہا بریدہ اند
نومید ہم مباش کہ رندان بادہ نوش ۔۔۔ ناگہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

دینی کتابوں کا ملنے کا پتہ

کراچی میں:۔ کتب خانہ مظہری۔ ۴۔ جی ۱/۱۲ ناظم آباد۔ کراچی

حیدر آباد میں

مکتبہ اصلاح و تبلیغ۔ ہیرآباد۔ جامع مسجد روڈ۔ حیدر آباد۔